

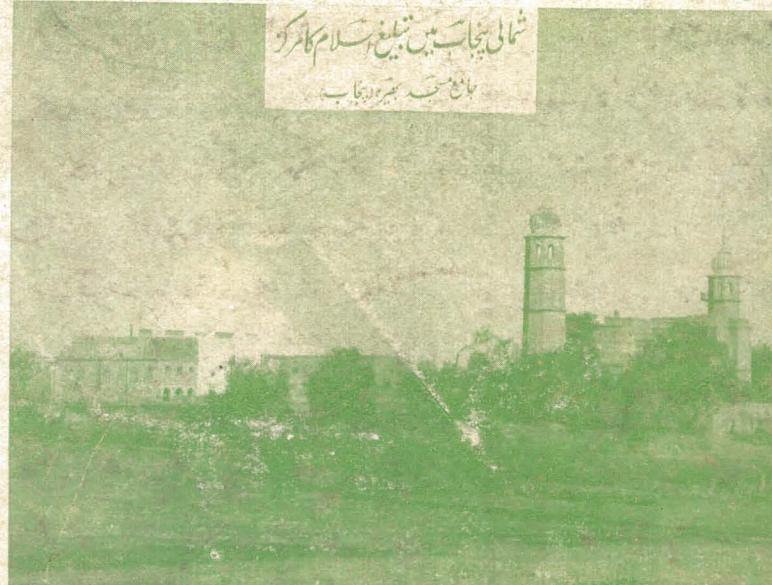
شمس الہ سلام

بھرپور



شمالی بیانات میں تبلیغ حسکہ سلام کا درکار

بمانع حسکہ بھرپور بیانات



SHAMAS-UL-ISLAM,
(MONTHLY)
BHERA.

بیان و کاری خصوصیت طریقت قدمہ الحکیم بزرگ اعلیٰ حضرت پیر المکنین صدیق الدین مجدد زادہ رحیم فرازی دہلوی نوادرت
پیر بخاری حضرت پیر المکنین صدیق الدین مجدد زادہ رحیم فرازی دہلوی نوادرت

حزب النصار بھیرہ (پنجاب)

(اٹھ کے دین کے دو گاروں کا گروہ)

اعراض مقاصد ۱۱، اندر وی و بیرونی مسکوں اسلام کا تخفیط۔ تبلیغ و اشاعت اسلام

در، مانند شمس اللہ اسلام کا اجزاء در، دارالعلوم غریر جامع مسجد بھیرہ جوئے مختلف شعبوں طبق احوال

طریقہ کار نصاب کیلیں دیاں بیانیں عرب کا تعلیم القرآن کے ذمیغہ اسلام کی بہترین خدمت الجامعہ نہ تھا

بے دین بخین کے ذریعے ناکے طول عرض میں آئی تندی پیدا کی جا رہی ہے در، سلامہ عظیم الشلن کافرنس

۵۵، ایمیر زب النصار کا بیانیں کے ہمراہ مسلمانہ تبلیغی دورہ۔ (۱) تم خاذر، اتبخ نہ رہ جل بھیرہ کی

مقت و تغیری

بھیرہ کے قواعد و ضوابط

۱، جو صاحب حرب النصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ مرپت مقصود ہو گئے ایسے اصحاب

کے نام بھیرہ شمس اللہ اسلام میں عدیثہ شایع چھاکریں گے۔ ایسے حضرات کی سفارش پر چاہیں امام مساجد

غرباً یا طلباء کے نام بھریدہ بلا محاوضہ جاری کیا جائیں گا۔ پانچ روپیہ کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب

ماہانہ عطا فرمائیں گے۔ وہ سعادتیں میں شمار ہوئے۔ اور ان کی سفارش پر بیش امامان جدہ، غرباً یا

مشرق طلباء کے نام مسلمان جاری کیا جائیں گا جو دین کے اسلامی بھی شکری کے ساتھ جریئیں دیج کئے جائیں گے

۲، اگر ان حرب النصار کے نام بھریدہ مفت بسجا جاتا ہے حسینہ رکنیت کم از کم چار آنہ مہوار یا میں و پس مسلمانہ مقرر

۳، عام مسلمانہ خینہ (در) دیکھ دیتے تو رہے۔ بخونہ کا پرچم آنہ کے لکھ موصول ہونے پس بجا جاتا ہے۔

۴، رسالہ رہنگری میں کے پہلے عشرہ میں پریمیہ داک بسجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں تلف ہجاتا

ہے جس کو جنہیں کی ۲۰ تاریخی رسائل نہ ہے۔ انکی طرز سے اطلاع محوال ہوتے رہ دبارہ بسجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملتے کی

موریں و فتوحہ وارہ ہو گا جملہ خط و تدبیت نیل زربا میں پریمیہ رسالہ شمس اللہ اسلام بھیرہ رخاب ہوئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ماہنامہ شمسُ الْإِسْلَام

بھیر پچھا

معادن مددی:-

محمد محمد الدارش

جلد ۱۵ | باہت مئی ۱۹۷۶ء | صفحہ اول | نمبر ۱۳۵۵

نمبر	فصل نامہ	صفحہ
۱	حکمت و موعظت (سورہ بقر کی تفہیم)	۱
۲	باب الحدیث (ایامی ذمگی کا مکمل پرگرام)	۲
۳	جماعہ رینے کے	۳
۴	اسلام اور موبہودہ مسلمان	۴
۵	پیشہ اعلیٰ (نظم)	۵
۶	الہامات میرزا تے قاویاں	۶
۷	پڑھتے سلیم (نظم)	۷
۸	پڑھتے تبرکیں	۸
۹	مدینہ منورہ میں مرزا یوسف کا حشر	۹
۱۰	غازی انور پاشا کا آخری پیغام	۱۰
۱۱	کیفیت کارکردگی و اعتماد	۱۱
۱۲	خرب للہ نصار کی تبلیغی سرگرمی کا نتیجہ	۱۲
۱۳	تنقید و تبصرہ	۱۳
۱۴	کشف التبلیغ حبیل سوم	۱۴
۱۵	پسلسلہ اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء	۱۵
۱۶	حضرت مولانا سید ولیت حسین شاہ صاحب (گیا) بہار	۱۶

حکمت و موعظت

سُورَةُ الْبَقْرَىٰ تِفْيِير

وَالَّذِينَ يَوْمَئِنُونَ إِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ وَإِنَّ الْأَخْرَاءَ هُمْ يُوْقِنُونَ^۱

اور یہ کتاب ان تقویوں کیلئے رہن لئے ہے جو آپ پر ادا پسکے ہے رسولوں پر جو کچھ نازل کیا گیا ایمان احتیٰ اور ایسا کہتے ہیں اس سے پہلی آیت میں ایمان بالغیب کا بیان ہوا تھا۔ اس آیت میں متین کی دوسری علامات بیان ہوئیں جنہیں قرآن مقتضی اور باقی تنبیہ پر ایمان اور قیامت پر ایقان خاص اہمیت سے بیان فرمایا ہے۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُكَ کے بعد میں قرآن کی حکمت اور محمد عربی سے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہوا جہاں مَا أَنْزَلَ سے قرآن کے تعلق پڑا۔ اس کو غیرے اُتا را گلیا ہے وہاں الیک کے لفظ سے یہی معلوم ہوا کہ اس اذال کے منزل علیہ بھی اخیرت سے انسان خلیل و سخا ہیں۔

مَا أَنْزَلَ اللَّهُكَ وہی دو قسموں پر ہے ایک وہی متساوی ہے قرآن کے عنوان سے معنون کیا ہاذا ہے اور دوسری قسم وہی غیر متساوی ہے جو شخصت سے اللہ علیہ وسلم پر غیرہ تو سطھ بری یا پیغمبر قرآن فاظ متعینہ نازل ہوئی یا جو کچھ اکشاف روحانی کے طور پر آپ کو معلوم کرایا گیا۔ یہ دونوں قسمیں وہی کی ہیں اور اس دوسری قسم پر بھی ایمان لا ایسا ہی صردوہی ہے جیسا کہ پہلی قسم قرآن پر۔

کیونکہ ماقی انبیاء عموماً اور مدنی افاضہ عوی رنگ میں جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب وہی ہوتی ہے جیسا کہ وَ مَا يَنْطَلِقُ بَعْنِ الْهَوَى إِنَّ هُوَ الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ یعنی کی تفہیک سے ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کا عالم خواب بھی عالم سیداری بخوبی وقت رکھتا ہے اور جیسے ہیداری میں جو کچھ اُن کے قلب پر الفاظ کیا جانا ہے وہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خواب کے واقعات بھی وہی کی طرح حقایق کا رنگ رکھتے ہیں۔

نیز مَا أَنْزَلَ اللَّهُكَ کے عام الفاظ بھی یہی اعلان کر رہے ہیں کہ اس سے مراد دونوں مسوول کی وہی ہے۔ اور ان الفاظ سے قرآن کی تخصیص قطعاً ہمیں سمجھو جاتی۔ الفاظ اپنی عمومیت کی جیشیت سے تمام افراد پر حاوی ہوں گے۔

قرآن کا ایجاد قرآن مقدس جس کی بیفتت سے مجھے کاؤں نے تحدی سے تمام دنیا کو اپنی نظیر و مثال لانے سے عاجز کر دیا اسی طرح موجز بھی ہے یعنی جو مطلب دس لفظوں میں بیان ہو سکتا تھا اسے یہی نظر کرنا بایک لفظ میں بیان کرتی ہے۔ اور یہ ایک لفظ معانی کے حافظ سے دس مطالب پر حاوی ہوتا ہے

اگر اس م� انزل اليك سے مراد صرف قرآن ہی ہے تو پھر کیا وجد ہے کہ "القرآن" کے الفاظ سے نہ ادا کیا گیا؟

پس ثابت ہو اک ان الفاظ سے مراد و ورن قسموں کی وحی ہے۔ خواہ "وَحِيٌ تَلَوْهُ بِوْيَا غَيْرٌ مِّنْهُ"۔

وَمَا أُنْزَلَ مِنْ قَبْلَكَ [ج ۱۰، آیہ ۷۶] میں تمام اُن حیفون پر ایمان لانا ضروری ٹھیرا۔ جو انبیاء رسل القین کو علام الغیوب کی جانب سے دینے کے تھے۔ مثلاً زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام کو دعایت کی گئی۔ یادوں تھے۔ پاقورات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی۔ یا انجیل جو حضرت میسیح علیہ السلام کو عنایت کی گئی۔ یادوں کو دی گئی۔ پا قورات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی۔ یا انجیل جو حضرت میسیح علیہ السلام کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ بہت سی آسمانی کتابیں ایسی ہیں جن کے نام سے بھی دنیا فاقہ کتابیں جو حضرت ابراهیم کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ بہت سی آسمانی کتابیں ایسی ہیں جن کے نام سے بھی دنیا فاقہ نہیں۔ سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ میں قبیلۃ کی نظر ہے تاہت ہو اک رکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی کاسد منقطع اور سلسہ ثبوت مسدود ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبوت یا جدید وحی پر ایمان لائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کیا موجود توریت و انجیل پر ایمان لانا ضروری ہے؟ [ج ۱۰، آیہ ۷۶] پس کہیں مسلمان کے موجودہ قولیات اس بب سے زیادہ اہم سوال ہو رہ جاتا ہے۔ کہ اب بب سے زندگی ایمان لانا ضروری ہے۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ جمل کی موجودہ کتب جنہیں آسمانی کتب سے منسوب و انجیل پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ جمل کی موجودہ کتب جنہیں آسمانی کتب سے منسوب کیا جاتی ہے۔ ان کو اس کے سو اکیا وقعت دیجا سکتی ہے کہ یہ پادریوں کی "توٹ بک" ہے۔ جس میں وہ انبیاء علیہم السلام کے جھوٹے پیچے واقعات زندگی قلببند کرتے رہے۔ اور پھر وہ بھی خدا جانے کئی سالوں کی متواتر ترسیم و تحریک کے بعد کیا کچھ ہو گئے۔ کیونکہ موجودہ انجیل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ نوی وہ کتاب ہے جو یہ سو شیعہ پر منتظر ہوئی۔ اور نہ اسے حضرت مسیح نے خود تصنیف کیا۔ بلکہ اُن کے بعد سالہا سال لوگوں نے چند سو سنائے حالات یا سعی معیش علیہ السلام کی ابتداء حیات سے آخر زندگی تک تاریخ کے طور پر جمع کر دیئے۔

عیسیائیوں کے نقطہ نظر سے بھی یہ کتب و اجب لعمل ہیں [ج ۱۰، آیہ ۷۶] کہ مگر شخصی محبت اور غذائی مودت حنا نیت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ باطل کی تاریکی فوراً اور سے سبدی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہاں انجیل اور ربہ رمتی۔ مرتض۔ نوقا۔ بیو حنا کے متعلق عیسیائیوں کے بہت بڑے رسول "پُلوس مقدس" کی شہادت پر فیصلہ کر دیں۔ اور اُس پُلوس مقدس" کی بیش کردہ متفاہ کر کسوٹی پر پر کھتہ اور تشقید کرتے ہیں۔ جو نام نہاد عیسیائیوں کے نزدیک قدر منزلت میں ہوئے علیہ السلام سے بھی بدھکریں۔

"پُلوس" نے گھنٹیوں کے نام جو پہلا پہلا خط لکھا اس میں رقمطراز ہیں:-

البتہ بعض ایسے ہیں جو تمیں گھبرا دیتے اور سچ کی انجلیں کو بجا لانا چاہتے ہیں ہلکیں ہم یا انسان کا کوئی فرشتہ بھی اس انجلیں کے سوا جو ہم نے تمیں سنائی کوئی اور انجلیں تمیں سنائے تو ملعون ہو۔ عیسیا ہم پیش کر جکھتیں ویرسا ہی اب میں پھر کہتا ہوں کہ اس انجلیں کے سوا جو تم نے قبل کی تھی اگر کوئی تمیں اور انجلیں سناتے ہے تو ملعون ہو۔ فکر تیوں اعمال پر اگرچہ انجلیں کے موجودہ تراجم میں انجلیں کے لفظ کو بجا کر فوٹھبزی کا لفظ لکھا گیا ہے۔ گروہیں حاشیہ پر صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ فوٹھبزی کے بجائے اصل لفظ انجلیں ہے۔ فکر تیوں اعمال پر پولوس کے اس خط سے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ اُس کی پیش کردہ انجلیں کے سوا جتنی انجلیں ہیں یا جس قدر بھی تعلیم ہے وہ سب ”بگڑی ہوتی“ ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ چار انجلیں پولوس کی پیش کردہ نہیں ہیں۔

تمام تصریحات کی روشنی میں یہ جواب واضح ہو گیا کہ موجودہ انجلیں پر ایمان رکھنا ضروری نہیں، کیونکہ ان ان کتابوں پر ایمان لانے کیلئے مکلف ہے جو منزلِ من الشدیں۔ اور جو کتابیں علام الغیوب کی جانب سے نہیں اتنا ری گئیں، اُن پر ایمان داذ عان رکھنا کیسے ضروری ٹھیک رکتا ہے؟

قرآن مجید کی خصوصی شان کے جو اپنے اپنے وقت میں صداقت و خلقانیت کا معباً تھیں۔ اور اُس وقت جب تک انسان اپنادینی و دنیوی لا سکھانی اُس کے موافق مرتب نہ کرے اُس وقت تک نہ تو وہ خلقانی کی بلندیوں پر پہنچ سکتا ہے اور نہ اُس کی دین و دنیا سدھ رکھتی ہے۔ مگر ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں اور تمام عالم اس حقیقت سے اترنے لگے کہ اُجھے تو صوفیہ مسٹنی پر وہ کتابیں رہیں اور نہ وہ زبانیں سریانی اور عبرانی کے نام ہی نام رہ گئے۔ مگر ممکن کچھ نہیں۔ یہ سرف قرآن مقدس ہی کی شان ہے کہ جس کی محافظت کا ذمہ دار ائمہ نے والا ہے۔ دنیا میں ہزار لاکھ اقلاب آجائیں۔ زبانیں بدلتی بدلتی پھر سے کچھ ہو جائیں۔ موجودہ الہ کو درڑوں تغیر و تبدل پذیر ہو جائیں۔ کوئی قرآن مقدس کا ایک شوشہ طلباء پر اور نہ تبلیغ کا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: **نَحْنُ نَرَأْنَا الَّذِي كَفَرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** ہم نے ہی اس قرآن کو نماز ادا ہے اور ہم ہی اس کی محافظت کریں گے۔ یہ دوسرے تمام محافظین سے بے نیاز ہے۔

وَإِنَّ الْأَحْرَارَ هُمْ يُوْقِنُونَ ۔ اُن مومنین تلقین کی ایک صفت یہی ہے کہ وہ قیامت کا بھی و بلا غلط پر کا لفاظ کی تھوڑی سی تقدیر و تائیرے معانی کی کا یا پلٹ دی۔ **بِالْأَحْرَارِ** رصد کو مقدم اور یوقنو کو ہم پر منی کر کے اس کتاب کو ایک تازیانہ سامار دیا۔ اور اس تھوڑے سے تغیر و تبدل مرتب سے اہل کتاب کے عزمیت میں جوش دی دیا۔ اور واضح فرمادیا کہ اُخْرَت پر حقیقی تلقین رکھنا صرف اُنہی لوگوں کا کام ہے جو قرآن

کے ذریعہ سے تمام تفاصیل آخرت کو معلوم کر چکے ہوں اور دنیا وی علیش کو اس جاودا نی عرشت پر قربان کرتے اور اس فانی حیات کو باقی زندگی کے مقابلہ میں سمجھ سکتے ہوں۔ اور حقیقت بھی ہی ہے کہ جو شخص معارف فرقیہ سے آگاہ ہو۔ اُس کے سامنے اس بے معنے سراب زندگی کی کچھ حقیقت نہیں۔

ایقان بالآخرۃ کے متعلق دو گروہ میں تجزیل فرقان کے وقت دنیا و حصول میں منقسم تھی۔ ایک گروہ مشینہ تھے اور یہ الفاظ ان کے فردیک کوئی قدر نہ رکھتے تھے۔ اور دنیا وہ لام الفاظ سے کسی معنے نہیں پہنچ سکتے تھے وہ ان مفہوم سے مٹھا و مخل کرتے تھے۔ اور عقلی طور پر یہ کام ان کے سامنے امر حال کارگ رکھتا تھا۔ چنانچہ قرآن مقدس میں متعدد طریق پر اُن کے سوالات نقش کر کرے ہیں۔ جیسے من یحیی العظام وہی میم کران بوسیدہ ہڑپوں میں کون روح پھونکے گا اور مردگی کے بعد کون حیات بخشے گا جیسا کہ اصل پرین حافظ الدنیا نے یونس ابن کبیر سے روایت نقش کی ہے کہ حارث جو علم رسمیت کے شوہر تھے اور رضاعی رشتہ کے لحاظ سے اسخترت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ تھے۔ وہ ایک مرتبہ کہیں آئے رادوریہ وہ زانہ تھا کہ جب آپ پر وحی الہی کی بارش ہو رہی تھی۔ کفار کہ اُن کے ملتے ہی چیز اُٹھے اور رہنے لگے۔ کیا حارث تو نے اپنے رضاعی میمے لامحال نہیں سننا کہ وہ کیس کی ہو رہی ہوئی بالتوں کو عقیدہ بنائے گا اس طالب کر رہے ہیں اور فرمائے ہیں کہ ایک دن خدا ان تمام مردوں کو اٹھا ریگا۔

یعنی اب ایک فرقیہ کا آخرۃ کے متعلق عقیدہ آپ کے سامنے لگا گیا۔ کہ وہ کس شدت و اصرار سے اس عقیدہ کو بیان میختے تھے۔

دوسرے فرقیہ کے ایمان بالآخرۃ کا جائزہ یعنی جن کو اہل کتاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بد دماغ آخرت پر توقیں رکھتے تھے۔ مگر آخرت کے مفہوم اور رثاب و عذاب کی حقیقت کو سمجھنے سکے۔ یہودی تو اعلان کرتے تھے لیں تم سنا النام الا آیا ماتَّعْ وَدَّتَ کراؤ کے اندر یہ استطاعت ہی نہیں کہ وہ ہمیں سوائے معدودہ ایام کے زیارہ دیر تک چھوئے اور ان معدودہ ایام کی تحدیہ چالیس دنوں میں کرتے تھے۔ اور قسم قسم کی بداعمالیوں کے باوجود وہ جنت کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے تھے اور یقین گرداست تھا کہ ان بداعمالیوں کے ارتکاب کرنے کے لیے کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور عیسائی جن کے دلوں میں سوائے ضلالت و گمراہی کے کچھ نہیں تھا۔ یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ یہ نوع سمع چانسی پر لکھتے ہی تمام عیسیوی امانت کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ اب ہر وہ شخص جو اپنے نہبہ کو یہ نوع کی طرف منسوب کرے اور سمجھی کہلا کے وہ آخرت کے نزام حضرات سے بے نظر اور تمام اُخزوںی نظرات سے بے قدر ہو جائے

یہ حقیقت و علمیں جس نے رصرف مذہب عیسائیت کو بدنام کیا۔ بلکہ یہ وہ سبق تھا جس سے دماغِ موافق ہو گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غیرت و محبت رخصت ہوئی اور اخلاقی بلندیاں مفقود ہو گئیں۔ اور وہ ابد الابد کیلئے صراحت متفقہ کو کھو گئی۔

کیا ہی ہی وہ تعلیم ہے جس پر عیسائیت نازان ہے۔ کیا کوئی عقل و خبر درکار نہیں اس کو ہے۔ صفائی تعلیم قرار دے سکتا ہے۔

جب دلوں گروہوں کے خیالات روشن ہو گئے۔ اب خور کرنا بہت ضروری ہے کہ کس طرح خداۓ قدوس نے حق و مہل کو متینز کرتے ہوئے دنوں فرنیقوں کے عقائدِ نہایت ہی خوبی سے روپرہادیتے ہیں جس طرح کفار کو ایسا بالآخر قرآنی تکلیف وی گئی اُسی طرح یہود و نصاریٰ کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی موجودہ لغو عقیدہ کو چھوڑ دیں اور آخرت کو آخرت کے رنگ میں لیں گیں۔

آخرت کی ضرورت کی وقت ہے جس میں مزدور اپنی محنت کو پورا کر رہا ہے اور وہ اپنی محنت کا صد کلیسی دوسری دنیا میں لے گا۔ اسی دوسری دنیا کا نام دار آخرت اور دار جزا ہے۔ بلکہ یہ فرمو

آخرت کا انکار کس قدر دیدہ دلپی ہے؟ کیا انسان اس دنیا میں مطلق العنان بنائے بھیجا گیا ہے کہ وہ وجہ چاہے کرے اور جو کچھ اُس کے جی کو خوش آئے اُس پر عمل پیرا ہو۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔ بلکہ یہ فانی زندگی میختان کا مرتبہ رکھتی ہے۔ نتیجہ خدا کے ماتحت ہے۔ اگر وہ یہاں احکامِ الہی پر کار بند ہو گا تو وہ مرائب عالم پر فائز ہو گا۔ اور ان اللہ لا يُضيقُ بَصَرَ الْحُسْنَى بَلَّ— خداۓ قدوس نیکو کاروں کے اجر ضائع نہیں فرماتے۔ اگر وہ دارِ حشر عیسیٰ سے تجاوز کرنا ماحصلہ دار ہی کو توڑتے گا تو وہ سزا کا مستوجب اور عقاب کا مستحق ہو گا۔ اللہ مکمل یہ دعیۃ العقاب۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

مرزا بیوں سے ایک زبردست مطالبہ اچھا ہلا سکتا۔ جب تک کہ فاریانی بھی کام متعین نہ ہو۔ اور یہ کہ اس سو روشنی کے ہر قول و فعل کو اپنے لئے داربِ اعلیٰ اور اس کی کلامِ الہی نہ سمجھے۔ اُس وقت تک وہ اسلام سے آشنا بھی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ ساری عمر فرمان و حدیث کے مفکر کوہ اصولوں سے اذعان و ایمان دا بستہ رکھے۔ اور اگرچہ اُس نے مرزا نے قادریان کا نام تکمیل بھی نہ سنایا ہو۔

علام الغیوب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ مت حضرت پر ایک ایجاد کا زمانہ آئے گا جبکہ لوگوں کی قساوت قبیل الحاد و دہرات کے رنگ میں ظاہر ہو گی۔ اور علومِ شریعہ سے آشنا تی وجہالت کے سبب ہر دفعے کے دو

پر لبیک اور ہر مفترقہ کے افترا پر امنا و صد قنائی صدائیں بلند ہوں گی۔

اسی لئے اُس نے مثل و مثال نے فخر المرسلین خاتم النبیین فخر موجودات باعث ایجاد کائنات مسئلہ اللہ علیہ وسلم پر وحی سمجھتے ہوئے اس امر کا بھی بھلے بھلے الفاظیں اعلان فرادیا کر مون کے لئے قرآن اور قرآن سے پہلے نازل شدہ کتب پر ایمان والیقان رکھنا مزوری ہے۔ اور اُس کے ایمان و اسلام کا صحیح معیار یہی ہے۔ تاکہ ان ظالموں کے افترکا قلعہ قمع ہو جائے۔ جو اُن حضرت کے بعد بھی وحی کو جاری سمجھتے ہیں۔ اور اجراء بتوت حصے کفر پر و عقیدے کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ اس لئے آیت میں صرف مِنْ قَبْلِكَ کے الفاظ فرمائے۔ اگر کسی دوسرے بنی نے بھی آنہ ہوتا۔ یا وحی کا سلسلہ جاری رہنا ہوتا تو اچ قرآن مقدس جیسے زریں صحیفہ میں "وَمِنْ بَعْدِكَ" کے الفاظ بھی ضرور مرقوم نظر آتے۔ مگر ایسے مفہوم کا بیان نہ کرنا انتظام وحی و نبوت کی زبردست دلیل ہے۔

لیکن اہل سنت کے اس مضبوط و تحکم استدلال کے جواب کی انتظامت نہ رکھتے وَ عَلَى الْأَخْرَةِ کے الفاظ سے آخری وحی مراد ہیتے ہیں۔ اور عبارت کی اصل تقدیر یوں کرتے ہیں کہ "وَ عَلَى الْأَخْرَةِ"

اُن کے یہ فہم فرات اُن لوگوں کو تو قانون کر سکتی ہے جو رذائے فادیان کی اندھی تقییدیں اپنے فہم و فرات سے جواب دے چکے ہیں۔ لیکن اہل علم و دانش کے نزویک یہ جواب معمولی سی تسلی کا مرتبہ بھی نہیں رکھتا۔ مجملان علم و عمل کے شہنوں سے کوئی پوچھے کر وحی کا لفظ عربیت کی روشنی میں تو ذکر ہے جیسے "إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" اُنی آیت سے یوں کی تذکیرے ثابت ہے۔ لیکن آپ حضرات اسے مؤثر فرار دے کر آنحضر کے ساتھ تمار، تائیث کا الحاق کرتے ہیں۔ تو جب یہ ثابت ہوا کہ "بِالْأَخْرَةِ" سے مراد آخری وحی نہیں تو پھر ہر حال مطلب وہی ہو گا جسے ہم نے بالآخرۃ کی تفسیریں قلب بند کیا ہے۔

دوسری یہ کہ تمام قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھوا اور ایچھی طرح چھان بین کرو جہاں بھی آخرۃ کا لفظ مستعمل ہو گا اُس کے معنے سوائے قیامت اور کچھ بھی نہ ہوں گے۔ تو پھر کیا اس جگہ لفظ آخرۃ کے لئے نہیں لغت وضع کرنی ہوگی۔ نَعْوَذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ وِرَاءِ الْفَسَنَا۔

آقا صدر امیت [مولفہ شیعہ اسلام مولانا ابوفضل دبیو۔ اس کتاب میں ذہب اقوال آئیہ سادات رکتب شیعہ کے حوالہ سے اپنے زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ شیعوں کے جملہ طاعن شیعوں کی فقہی گھنوانے میں شیعوں کے اصول و فرع۔ اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث شیعیہ کے مقابلہ میں زبردست حریر کا کام دشی ہے۔ مجتہدین شیعیوں کے جواب یا جزو اچھے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اثرا خدا کے دندان نکلنے خواہ شیعیہ گئے۔ قیامت یعنی روئے میں کا یہتہ۔ نیچرمس انIslam بھیرہ =

باب الحدیث

اسلامی زندگی کا حکلِ رُکَم

من اسراء دال الدنیا فلیتھی (حدیث)

مالی ترقی کے خواہاں کو تجارت کرنی چاہئے

ذہبِ اسلام نے جہاں ہمیں شرعیات اور تقربِ الٰی اللہ کے طریقے سکھائے اسی طرح ہمیں علم معاشرت کا سبق بھی اعلیٰ المعيار پر دیا ہے جس کیفیت سے اُس نے بخوبی اتوم کو خدا ہرست ہونے کی تلقین کی۔ بالکل اُسی اہمیت سے دنیاداری کے ذرائع سے بھی مطلع کیا۔

خدا جائے کہ ان مختصر الفاظ میں کیا پچھا دا کیا۔ اور بھر ارتقاء کے اندر ایک سماوج پیدا کر، یا ہزار جانے قریان جائے اُس ذات پر جو خصوصی رنگ اور زالی شان میں جوامعِ الكلم کا مکہ ہے ہمارے سامنے ہر روز ہزاروں مثالیں پائی جاتی ہیں اور لاکھوں بیغونہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جو ابتدائے زندگی میں بالکل نادار مغلوس تھے۔ مگر اپنی حیات کے آخری اسی صول کے پیش نظر اس قد متری ہوئے کہ وہ دنیا کے پڑھے والدار ہو گئے۔ اور بڑے بڑے اغذیائے عالم کی فہرست میں اُن کا نام نایاں شان سے کوئی آئی فائز ہم کہ۔ ۱
دنیا نہیں داتا کے نام سے موسوم کرنے لگی۔

ادھر تو دنیاوی نقطہ نظر سے نہایت سارہ الفاظ میں اس زریں اصول سے آتشنا فرمایا اور اُدھر مارچ و مراتب کے عناطے سے کھلے کھلے لفظوں میں التاج، الصدوق، الامین، مع النبیین والصدیقین، والشحاداء، والصالحین کا اعلان فرمایا۔ یعنی اس دنیا نے ہست و بوڑیں تاجر بہترنالدار ہو سکتا ہے۔ مگر دار جزا و بفاریں صادق و امین تاجر کو نبیین صدقیقین شہداء و صالحین کی رفاقت کا غرض جعل ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی اپک زندگی کا اکثر حصہ تجارت میں صرف ہوا اور ہر ہفت سے حلیل، القدر، محۃ اسی نیک شغل میں مشغول رہے۔ جیسا کہ صدیق اکبر فقار و ق عظیم عثمان غنیٰ رضی اللہ عنہم کی بے لوضہ تیار اسی لامک عمل پر کار بند ہوتی رہیں۔

مسلمان اس سبقِ کوہ تلوں سے نیا منسیاً کر پکے ہیں۔ تجارتی مفاد کو ایسا بھلا بکہ اُس کا نتیجہ فلت

و افلام کی صورت میں ظاہر ہوا۔ تجارت میں رجیسٹری حدیث کے الفاظ صدق و فقیر۔ امین سے مندرجہ ہوتا ہے دیانت اور ایمانداری کو ہاتھ سے زد بینا چاہئے۔ ورنہ دنیا حاصل کرنے کرنے دین بھی فنا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے الیمن الکاذبة منفقة للسلعة محققة للكسب كفر و حسنة وقت جھوٹی طفیل میں اور دعوکہ دینے سے مال تو بک جاتا ہے۔ گرفت نفع برداور ایگان ہو گا۔ اس صورت میں سوائے عصیاں و ضلالت کے اور کیا حاصل ہوا۔ تجارت سے تاجر کی نیت محض فروخت نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے مراد نفع ہوتا ہے۔ اس غداری سے مال بھی جاتا ہے اور نفع بھی نمارد۔ یہ لفظان مایہ دگشتات ہمایہ ہیں۔ ایمان جھوٹ سے ہفا ہوا۔ مال فروخت سے۔ اور نفع بے ایمانی کی نذر ہوا۔

اَحْسِنُ اِلَىٰ مَنْ اَسَاءَ رِحْبَثْ

بڑائی کرنے والے سے بھی احسان کر۔

اخلاق عالیہ کے بغیر انسانیت کی نکیلیں حوالی ہے جب کوئی قوم سیخ الاعلاف نہ ہو۔ تو اُسے سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی وہ فطرت کی بلند پر نہیں پہنچی۔ اور حقیقتاً وہ شعار آدمیت سے آراستہ نہیں۔ اخلاقی لحاظ سے مکرور انسان کبھی مہذب طبقہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مسلمان کو کریم الاخلاق ہونا ضروری ہے۔ مسلمان کے لئے حادث و ہر اخلاقی مکروری پر منتفع ہوں۔ کوئی اگر تھیں تکلیف پہنچاتے۔ تو اس بڑاندیلیں انسان پر تم احسان کر دیں

لطف کن لطف کی بیگانہ شود خوبیں

تمہارا احسان اُس کے بد خواہ جذبات کو کچل دے گا۔ اور تمہاری زندگی اُس کی گرمی کو کافر کر دے گی۔ تمہاری شرافت و مہمیت اُس کی حیات کو موت سے اور اگ کو پانی سے اور عداوت کو مودت سے تبدیل کر دے گی۔ تمہاری الفت اُس کی اففرت پہاڑ انداز ہو گی۔ تمہاری بحث سے اُس کی مخالفت فنا ہو جائے گی۔ تمہاری علوم ہتھی اُس کے بزدلال نہ روپیکے لئے تباہ کن ثابت ہو گی۔

اسلامی زندگی سنوارنے اور سدھرنے کے لئے کس قدر ذرین و فقابل قدر اصول ہے۔ اسی لئے ببل

مشیر از سعدی مر حوم نزلتے ہیں ۵

بدری را بدری سخّل باشد جبذا

اگر مردی اَحْسِن اَلِمَّانْ اَسَاءَ رِحْبَثْ

اسلام نصورات و تخلیلات کا نام نہیں۔ اسلام و افادات کے پیش نظر اپنا لائجی اعلیٰ مرتب کرتا ہے

اور آخر ہزار ہاتھی دوں کے بعد نیکا کو اسلامی اصول کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ لاکھوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں جس شنسن نے اپنے معاملہ میں تبرع و احسان سے کام لیا وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا۔ اور جس نے مُرُکَّب بُرُکَّی برائی کا ہواب برائی میں دریا ہمیشہ کیلئے رسو اہواز

مسلمانوں کو ہر معاملہ میں اپنے پیارے آقارے کی بیٹکردہ اصول کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ نیا گواہ بہبودی و اُخزوی فلاح اسی میں ہے۔ طالبان حق و ہدایت اس زرین قاعدہ پر کاربند ہو کر دین و دینی کی بہتری حاصل کریں۔ وَاللَّهُ الْمُوْفِقُ لِمَا يَنْهَىٰ وَمُرْضِخٌ۔

جواہر ریزے

- (۱) زندگی میں اپنے خیال اور عقل کو بیدار رکھو کیونکہ خیال و رائے کی کمزوری مردہ دل کے باہر ہے (فیضان حشیش)
 (۲) یاد رکھو کہ خدا کا خوف رحمت الہی ہے۔
 (۳) پہنچ اور چپ رہنے کا وقت بہچانا اچھی اور ضروری بات ہے۔
 (۴) جو شخص خدا پرست نہیں وہ اپنے زندگی اکارت کرتا ہے۔
 (۵) جو محنت مرد کے مقصد میں بھیاں نہیں۔ ان کو باہم شادی نہ کرنا چاہئے۔
 (۶) سب سے بڑا قدم خود کشی یہ ہے کہ انسان مقصد سے بے مقصد ہو جائے۔
 (۷) قوم اور وطن پرستی کا جذبہ تمام جذبات سے افضل ہے۔
 (۸) سب سے اول عبادت یہ ہے کہ انسان ماں باپ کی دل سے خدمت کرے۔
 (۹) اپنی دولت آسمان پر مجمع کرو۔
 (۱۰) حاجتمندوں کی امداد ہی سب سے بڑی خیرات ہے۔
 (۱۱) سرمایہ داروں کو اس کی اجازت نہ ہو کہ مزدوروں کا خون چویں۔
 (۱۲) انسان کی بیدائیں کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ دوسروں سے ہمدردی کرے۔ (دلاٹنگز)
 (۱۳) جس کسی نے اپنی روح کو نیپھانا۔ اس نے زندگی میں کچھ نہ کیا۔
 (۱۴) الحاد ایک تاریکی ہے۔ اور وحدت خدا ایک نور ہے۔
 (۱۵) جو کوئی را چھدا ہیں سب کچھ دے ڈالے وہ مرد صادق ہے۔
 (۱۶) ہشت کوشش۔ محنت سے ہر عقدہ حل ہوتا ہے۔

- (۴۰) جس نے خود کو بارگاہ خدا کا سمجھا اسی کا رتبہ ڈاہے۔
 دزوالنون مصہد
 ر طارق
 (بدھ)
 دوشٹ
 دارسط
 (۴۱) مصیبت میں چنکر ترتیب نہارنا ہی فتح کا پیش خبر ہے۔
 آستانہ پر لگانے سے ہی انسان پر ماتحان سکتا ہے۔
 (۴۲) ہر کام میں ایشور ہی کی مرضی مد نظر رکھو شکام بھاؤ سے کام کر۔
 (۴۳) علم و تہذیب ہے جس میں عیوب وہز کی سورت نظر آتی ہے۔
 بغیر ملاستے کسی کے ہاں جانا۔ بغیر لوچھے بات کہنا اور ہر کسی کا اعتبار کر لینا یہ وقوفی کی ملاست ہے (بدبڑا)
 (۴۴) شیخان کے پاس پیشے کا سید حارستہ شراب ہے۔
 (۴۵) مجھے ایسے شخص پر تعجب آتی ہے جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور بھراں کا کہنا انتا ہے۔ رحیث غلام
 (۴۶) کوئی شے چیز ایسی مختصرت رسائیں جیسا کہ وقت کو فضول ضائع کرنا۔
 (۴۷) دنیا کو پی طرح جانو۔ اس پر سے گذر جاؤ لیکن اسے آباد نہ کرو۔
 حسن بصری
 (۴۸) عورت کلاب کا ایک شخص ہے لیکن اس میں خود رانی کا کائنات کا ہوا ہے۔
 دشمن سو
 (۴۹) کسی کے ہاتھ میں ایسی گھری بنا شکی قدرت نہیں جو میری زندگی کے گزر تے ہوئے گھنٹے بجا کے دکھر
 (۵۰) اگر خوشی کے دن طولانی نہیں ہوتے تو رنج کی گھر پیاں بھی جلد گزر جاتی ہاں۔ درج من
 (۵۱) اگر کنہکار کو یہ علوم ہو جائے کہ مجھ کو قصور معاف کرنے میں کیا نت ناہیں ہوتی ہے تو کوئی شخص
 رہا رون رشت
 پاس سوالے گناہ کے کوئی تخفیز نہ لائے۔
 (۵۲) رات گناہ کا موسم ہے جس قدر ایک رات میں گناہ ہوتے ہیں اس قدر ہفتہ تک نہیں ہوتے دنیا
 (۵۳) انسان وہ ہے جو دوسروں کو اپنے سے اچھا بھے۔
 دکارا
 (۵۴) شخص اسماں تک تیرنچانا جاتا ہے ممکن ہے وہ وہاں تک نہیں کسکے۔ مگر بلند ترین میدان تک وہیں
 رہوئیں ہا
 دافل طو
 د بقرا
 دراز مخ
 درکارا
 د می
 د سلطان

- (۱) میری ڈکشنری میں ناممکن کا لفظ نہیں میرے خیال ہیں دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں۔ (نیولین)
 (سنسک)
- (۲) جو شخص اپنی قوم کے فائدہ پر نثار ہوا ہے۔ وہی زندہ جاوید ہوتا ہے۔
 (گاندھی)
- (۳) تند رست آدمی وہ ہے جس کے بدن میں تند رست میں ہو۔
- (۴) ایک سوئی کے باریک ناکے سے اونٹ کا گزر جانا ممکن ہو جاتے تو ہو جائے۔ لیکن ایک امیر خدا کی
 باوشہست میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (میخ)
- (۵) دانائی اور علکت بیوقوف سے حاصل ہوتی ہے۔ (لقمان)

اسلام اور موجودہ مسلمان

اگر ایک طرف مسلمانوں کی گزارشہ خوش بختی، فارغ البالی اور دوستی کا لکھور کیا جائے اور پھر اسکے مقابلہ میں موجودہ سیاہ بختی، ذلت و رسوانی، بیچارگی اور سپرسی اور مغلسی و قدما، شی پر نظر غائزہ اپنی جائے تو جسم کے روئے مکھڑے ہو جاتے ہیں۔ بے اختیار ہو کر خون کے آنسو و نکل سیلا بہ پڑتا ہے۔ اور اسے پھوڑ دیتے کوئی چاہتا ہے۔ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ خداوند ایک کیا ہو لناک القلاب ہوا۔ کروہ قوم جو ادی و روحانی کائنات پر حکران تھی، جو حکومت و جهانیانی کے پیہا ہوئی تھی، ترقی و عظمت جس کے لئے کام تھی، دولت و امارت جس کی لوڈی تھی تھی، اور جس کے لئے زمین نے اپنے دینے اگل دینے تھے اور وہ آج خلام و حکوم، ذلیل و خوار اور دود و کوڑی کو محتاج ہے۔ اور دوسرا قوموں کے سامنے حاجزاً نگھٹے ٹیکے ہوئے ہے۔ آہ یہ کیسی جگہ خداش اور دردناک حالت ہے۔ کہ قیصر و کسری کی باوشہتوں کے ماک

اگر اور مغلس و قلاش ہیں۔

خدا کی قسم ہو وہ حالت ہے کہ ایک قونی و درکھنے والے مسلمان کی اسکھوں سے خون کے آنوجباری ہو جائیں اور کبھی تمیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ ایک سو سال کی قلیل مدت میں یہ تباہ حالت کیسے ہوئی؟ اور کس وجہ سے ایسا ہوا کہ آنکھ کرو مسلمانوں میں اتنے کمانے والے نہیں جس قدر بھیک منگے اور صفت خورے پائے جلتے ہیں۔

اگر اگر وہ اور بھیک منگوں کی فوج تمہاری، لاہور، لکھنؤ اور ممبئی جیسے بڑے بڑے شہروں میں

چلے جاؤ اور پھر گئی، کوچول، بازاروں اور سڑکوں پر نظر اٹھا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ گداگروں اور بھیکیں مٹکوں کی تعداد یا بوج و ماجوں کی فوج سے بھی زیاد ہے۔ اور تمہیں گداگری کا ایک طبقہ مٹکوں مارتا ہوا سمندر نظر آئے گا۔ خاص کر مجرمات کے روز نقا مانگنے والوں کے قلعہ کا بجا ہاں ہی محل جانا ہے۔ سعی سے لیکر شامہنگ اسقدر گداگر نظر آتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

اندھے، لوئے، انگڑے، اپارچ، تیسم، بیوہ اور سائیں تو واقعی اسی فابل ہیں کران کی ہر طرح امداد و دست بھی کی جاتے، ان کی حاجت باری کو اپنے سب سے بڑا فرض سمجھا جاتے۔ اور وہ ہماری کمائی بیس شرکیں رہیں۔ اگلی تعداد خواہ تینی ہیں ہوان سے قوم کی تباہ حالت اور مغلیں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ مگر غصب اور رونا تو یہ ہے کہ ان کے علاوہ پہنچ کے مشتبہ ماتحتوں میں گزیں لئے ہوئے یا بھینے بجاتے پھر تے ہیں۔ کوئی ساری گنجی لئے مراضا جہاں گاہ کو جھوپیاں بھر رہتے ہیں۔ کوئی بکھر کے عوں کے نئے نام تھے پھیلانا ہے، اکوئی گذڑے پر بال بچے لادے ہوئے بیٹھا ہے اور آتے جاتے لوگوں سے انتہائی لمحجت اور سکینی کے سانحہ کر رہا ہے کہ بھائی بہا ولپور کو جانا ہے۔ راستہ میں بھینسا مر گیا۔ دریا نے فصل تباہ کر دی۔ اور بال بچے جھوکے مر رہتے ہیں۔ خدا کے لئے ان کا پیر بھر دے۔ اللہ تیرا جبل کرے گا۔

وہیا توں میں چلے جاؤ تو تمہیں وہاں گداگروں کی کچھ اور ہی مالت نظر آتے گی۔ جنگی، چرسی، قلندروں نے کمانے والوں کو اپنائز خرید بھجو رکھا ہے۔ کوئی گھوڑے پر چڑھ کر سبز عمار باندھے ہوئے مولویانہ صورت میں مسلی نوں سے زبردستی مذہبی ملکیں وصول کر رہا ہے۔ کوئی قلندر اولیائی کاروپ بدلت کر ماتحتوں سے دودھ نکال کر شعبدے دکھلا کر روپے جمع کر رہا ہے۔ اور کوئی نعمیہ گذڑے کے ذریعہ صیبوں پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ بھی تباہ حالتی، اور گداگری کا ذکر ختم نہیں ہو جاتا۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں۔ جو خاندانی بھی ہیں۔ پڑھ کر بھی ہیں۔ اور ہر طرح اچھی پوزشن کے بھی مالک ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی مذہبی آڑوں اپناؤں سیدھا کر رہا ہے۔ کوئی سیاسی لگاڈلی بجا کر دولت سنبھیٹ رہا ہے۔ کوئی یقین خانہ کا منقولی بنکرا ایک طرف قوم کے بھوں کی زندگی تباہ کر رہا ہے اور گداگروں کی تعداد میں اضافہ کر رہا ہے۔ دوسری طرف اپنا گھر بھر رہا ہے۔ کوئی مسجد کا منقولی بنک او رقیر یا مرمت کی رسیدیکیں بنا کر شہر پر شہر اور گاؤں بہ گاؤں روپے ٹپوتا پھر رہا ہے۔ کوئی درضی بھجن کی سرپت بندک و نذر نہ رہا ہے۔ کوئی قوم کے درد کی ایسی کھینچتا اور آنسو پہ کپکا کر اپنی دال گلدار رہا ہے۔ کوئی اصلاح یا وکاں کے کچھ کا ٹھوپور لئے پھر رہا ہے۔ کوئی ریف فنڈ، تعلیم، نسوان اور تبلیغ کے دم جھانے دے رہا ہے۔ اور کوئی یقین قریب کی قرار وادیں سندا رہا ہے۔ عرض گداگروں کی کچھ نہ یوچھے۔ مانگنے والوں کی اسقدر بہتان ہے کہ ان کے انداز کی قرار وادیں سمندر رہا ہے۔ اس کا تسبیح یہ ہے کہ مانگنے والوں کی کثرت نے جھوٹے اور بچے کی تیز رُخحادی ہے۔ مستحق محروم ہیں اور غیر مستحق کھپڑے اٹوار ہے ہیں۔

مغلسی اور ناداری کا ایک بڑا سبب ہے کہ اخیر مغلسی و ناداری کا طوفان کیسے آیا اور ہماری تباہی کی نوبت یہاں تک کیے پوچھی و سواس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت، دنیا میں رہنے اور ترقی کرنے کے وجہ سلامت بنالائے تھے۔ ان کو یکسر فرماؤش کرو دیا۔ اور اپنے صابط طبیعت کو طلاق نہیں پر دھر کر گئے اندھیرے میں ڈاک ٹوٹے مارنے۔

اس بارے میں اسلام نے سب سے پہلے یہ سبق دیا تھا کہ انسان اپنی قوت ارادی کے ذریعہ دنیا کی ہر ایک چیز پر قابو حاصل کر سکتا ہے۔ اگر وہ اس وقت ارادتی سے کام میں توجہ کیا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ قرآن حکیم نے بار بار ہماری قوت ارادی کو انجام دیا ہے، اور عہد کو نہایت بندوں متنحکم کیا ہے۔ زمان آیات بینات پر غور کرو۔

انسان کے لئے وہی پچھہ ہے جس کے لئے وہ کوشش و سعی کرے۔ زین و آسمان کی تما جیزوں کو تمہارا طیبع و سحر کر دیا گیا ہے۔ اور زین تھا راست قریبے اور وقت مقرر نہ کئے کئے اسی میں تھا راست سامان حیات ہے۔

اور کسی ایسی چیز کی پیچے نہ لگ جس کا تجھے علم نہیں۔ بے شک کان، اسکھ اور قلب سلیم سے باز پس ہو گئی یعنی قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ تم نے ان سے صحیح طور پر کام لیا تھا یا نہیں۔

اللہ کے فضل کو نکالش کرو یعنی تجارتی کاروبار کرو۔ اللہ پاک ایماندار لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ انکو خلافت و حکومت دی جائے گی۔

تھیں سر بلند و کامرا م ہو گے اگر ایماندار بن جاؤ۔

بتلا یئے جس قوم کو قیمتی گرتیلا یے جائیں اور پھر وفاں کے مطابق اپنی قوت ارادی سے کام میں۔ تو یہ دہ پست و ذلیل ہو سکتی ہے؛ ہرگز نہیں۔ اگر قرآن پاک پر ایمان رکھنے والی قوم غلام و حکوم اور مغلسی قلاش ہو تو سمجھیجیے کہ وہ قرآن عزیز کے صحیح علم ہوں سے محروم ہے۔

قوت ارادی کیا ہے؟ میں نے آپ کو بتلا یا ہے کہ انسان قوت ارادی کے ذریعہ دنیا کی ہر ایک چیز پر قابو حاصل کر سکتا ہے۔ یہ قوت کم و بیش ہر ایک انسان میں پائی جاتی

لیئے للانسان الامان -
وَسَخْرَ لِكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
وَلِكُمْ فِي الْآَنْهَارِ مُسْتَقْرٌ وَمُتَّاعٌ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلَا تَنْعَفْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ
الشَّفَعَ وَالبُصْرَ وَالْغَوَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانُوا
عَنْهُ مَسْأَلَةً

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ -
وَعَلَّهُ اللّٰهُ لِلّٰذِينَ آمَنُوا وَسَكُونٌ وَسَخْرٌ لِلظَّاهِرِ
لِمَسْتَخْلِفَتِهِمْ
أَنْتُمْ أَكْثَرُ الْأَعْلَوْنَ إِنَّ كُنْدُمًا مُؤْمِنِينَ لَهُ

ہے۔ مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے دنیا میں بہت متعدد ہیں۔ اس قوت کو انگریزی میں "دائل فورس" یا قوتِ مدافعت بھی کہتے ہیں۔ یا اس خفیہ طاقت کا نام ہے جو دل کی گمراہی میں پیدا ہو کر دماغ کی بلندیوں میں پہنچی حاصل کرتی ہے۔ انسان میں خیال، ارادہ اور عمل اسی طاقت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ کسی خیال کو قوتِ عمل میں نہیں لائتے اور اپنے ارادے میں اختلاف و مشکلات سے برداشت رہتے ہیں۔ اگر کہاں مستقل نہیں ہوتا۔ حالاً کہ عمل کی پہنچی ہی سے قومیتی ہیں جن میں عمل کی قوت کمزور ہوتی ہے وہ دہم اور دسواس کا شکار پڑتی ہیں۔ ان کے خیال اور ارادے قوتِ عمل میں آئنے سے پہنچی اور شناختی میں دفن ہو جاتے ہیں مادراپے لوگ کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بخلاف اس کے اپنے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اپنے خیال اور ارادہ کو مستقل عمل کے ذریعہ پورا کر کے کامیاب و کامران بن جاتے ہیں۔ وہ پہنچتے خیال اور مستقل ارادہ کو پورا کرنے کے لئے دہم، دسواس، ناکامی کے خیال، لوگوں کی رکاوٹوں اور دوسری الحسنوں کی پروافونکس نہیں کرتے۔ ان کے جوشِ عمل کے سامنے آنی دیواریں بھی نہیں طیورکتیں۔

قوتِ ارادہ کے حیرت انگیز کثرتی میں موجود گزرے ہیں ان کے اندر یہی زبردست قوتِ جہوہ افروز تھی۔ اس برقی قوت کی روشنی سے ان کے دماغ منور تھے۔ ان کے اندر خدا تعالیٰ کی اقتدار پیاساڑ روزمر کروز تھے۔ غرض یہی قوت اور جوشِ عمل افساد و افواہ کی ترقی و کامرانی کا ضامن ہے۔ اس کے بغیر نہیں کبھی دبال جان بن جاتی ہے۔ آدمی عہدی، کامل اور بیکار پھر بن جاتا ہے۔ مختصر سیرہ کی ترقی ترفع حاصل کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ نجتیٰ یقین اور مستقل ارادہ۔ انہی پر اسلام نے حد سے زیادہ زور زیاہ ہے۔

چنانچہ قرآن کریم مسلمانوں سے دو چیزوں کا سطہ البارکات ہے۔ اور کہتا ہے کہ تم اپنے اندر آیمان اور عمل صلاح کی صحیح روح پیدا کرلو۔ اور تخت و تاج کے مالک بن جاؤ۔ انہی دو چیزوں کے ذریعہ وہ اپنے متبوعین میں ایک بتی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور ان کے سامنے تسمیہ کائنات کے راستے کھول دیتا ہے۔ جو اسلام انہی دو چیزوں کا نام ہے۔ باقی تمام قرآن و حدیث میں کیا ہے؟ انہی کے توفیصل و تشریح صاحبائے کرام جو ایک دم خاک سے اٹھ کر افلک پر پہنچتے تھے۔ اور ساری دنیا رچپا گئے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اپنے اندر آیمان اور عمل صلاح کی صحیح روح پیدا کر لی تھی۔ اسلام تو آج ان بخوبی مسلمانوں سے یہی کہہ رہا ہے کہ میری رہنمائی میں آؤ۔ یعنی تم پر میں وہ سماں کے خذلانے کھول دوں گا۔ اور تمہاں رہی قوتوں کو

صحیح راستہ پر لگا دیں گا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ مسلمانوں کے اعمال و افکار کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر نہیں۔ اور وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی قوتوں سے کام لینا نہیں جانتے۔

قرنوں اولیٰ میں اسلامی تعلیم کے صحیح اور اصلی مفہوم کا اثر [۱۷] اُو۔ میں تمہیں صحابہؓ کی علمت و معرفت عمل دوں۔ دُنیا جیران ہے کہ عرب دارِ یونان کا اسلام کی آنونش میں آتے ہی کچھ سے کچھ بت لے تھے۔ اگر غیر مسلم جیران ہوتے ہیں تو ہونے والے مسلمانوں کے نزد کیک یہ کوئی جیرانی و تجسس کی بات نہیں ہے۔ قرون اولیٰ میں جو عروج و ارتقا کے حیرت انگیز مناظر اس بڑھی دُنیا نے دیکھے ہیں۔ وہ اسلام کی سادہ اور صاف تعلیم کا ایک سحمولی اثر تھا۔ کہ عربوں جیسی غیر مہمند ب، جاہل و شیخ اور اکٹھر قوم گفت می و پستی کی انتہائی گہرا میوں سے نکل کر دیکھتے ہی دیکھتے عروج و ارتقا کی ان چیزوں پر پہنچ گئی تھی۔ جہاں تک انسانی پائے رفتار کی رسانی ممکن ہے۔ یہ اس آسمانی تعلیم کے صحیح اور اصلی مفہوم کا اثر اور الہی توانیں کی پابندی ہی تو تھی جبکہ نے مردوں کو زندہ اور زندوں کو زندگی بخش بنا دیا۔ عرب والوں نے اسلام کا محمل نمودہ بن کر نہ صرف خود ترقی و کامرانی حاصل کی بلکہ اقوام عالم کے سامنے لا محدود ترقیات کے ابواب کھوئی دیتے۔ ورنہ یہ عرب وہی عرب تھے جو اسلام سے پہنچ کچھ نہ تھے جن کی تواریخ بات بات پرمیان سے نکل آتی تھیں۔ اور بولپستی اور ذلت کی کچھ میں دھنے ہوئے انسانیت کا منہ چڑا ہے تھے۔

اگر یہ فوز و فلاح ہستی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج اس کے پر ہڈ سہ طرف ذمیں سوا اور اسلام و حکوم نظر آتے ہیں۔ وہ سرجن کے لئے وہ انتہم الاعلوٰونؑ کے رز نگار ایج کا وعدہ تھا۔ کیا وجہ ہے کہ وہ پستی و ادب کے گرد و غبار سے اٹے ہوئے انگریز اور ہندو کی چوکھت پر جھکے ہوئے ہیں۔ ہائے افسوس۔ یہ کیا قیامت ہے کہ وہ سرجوں سماں سے ملکا ہے سنتے۔ وہ آج زندہ قوموں کی پھوکروں سے بھکرائے جا رہے ہیں۔ آہ! وہ پیشانیاں جو.... خلیلہ امۃ الاحرجت للناس کے الہی نوی سے درخشاں تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ آج ناکامی خزاں کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہیں۔ اور افلکس و ادب اسے تاریک ہیں۔ کیا اسلام میں اب وہ طاقت نہیں رہی۔ جو صحابہؓ کے زمانہ میں تھی۔ اور یا اب وہ اسلام نہیں رہ۔ جو قسوں اولیٰ میں تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا خیال کرنا بھی بدترین کفر ہے۔ سلام میں اب بھی وہی قوت موجود ہے جس کے صحابہؓ نے اُندر بر ق و ر بعد کی خاصیت پیدا

کی تھی۔ اور قیامت تک یہی قوت سرہیگی۔ اعد اسلام اب بھی اسی طرح دخشاں و تباہ ہے جب تھا تو ان اولیٰ میں تھا۔ البتہ مسلمان وہ نہیں پوچھوں اولیٰ ہیں تھے۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان اسلام کی تعلیم کا وہ نہیں تھے۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمان تھے تھے۔ بلکہ اس زمانہ کے مسلمان اسلام کا عینہ عیحدہ غنہوم پیش کر کے دینِ واحد کے لگڑے لگڑے کرو دیا چاہتے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمان اسلام کے تابع تھے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان اسلام کو اپنا تابع بنالیں چاہتے ہیں۔ یہ ہے مسلمانوں کی پستی و ذلت کا اصلی بسب۔

نتیجہ دین فرموئی [اسلام سے دوری اور دین فرمائشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج دنیا شے اسلام پر ایک قسم کی مردی طاری ہے مسلمانوں کے قاتے علمیہ مضمحل ہو گئے ہیں مان کے دلخواہ کو خوردہ ہیں۔ خدا واد صلاحیتیں مفقود ہیں۔ بیس رامزی اور عاقبت اندیشی نام کو نہیں رہی مسلمانوں کی حکومتوں، مجلسوں، انجمنوں، مسجدوں، اخباروں اور گھروں میں نفاق و شفاق کی ہاگ بیٹرک رہی ہے جس کے شکلے آسمان سے باشیں کر رہے ہیں۔ ان کے قوائے فکری کو چھوڑ کی زخمیوں نے جکٹوں بند کر لیا ہے۔ ان کا سیاسی اقتدار خاک میں میل رہا ہے۔ اخلاقی و روحانی کے جذبات صادقہ خاہ ہوئے ہیں۔ ان کی قومی خصوصیات بست دیرج مث رہی ہیں۔ اور وہ اپنے برادر حیات و ارتقا سے دن بدن الگ ہو رہے ہیں۔

اسلام دنیا میں بلند ترین مقاصد، عالم افروز تسلیمات، حیات بخش اصول اور حکم قواعد کیک آیا تھا۔ اور اپنے تبعین کی دینی و دنیوی ترقی و تزلف کا ضامن و کفیل بن کر چاچہ وہ ہمیشہ اپنے پتھے تبعین اور پروگراموں کو ترقی و کامرانی اور سعادت سے بہرہ اندوز کرتا رہا ہے۔ اور اسی تاریخ نے ان کے مقابل فرماؤش کارنا میں قیامت تک کے لئے محفوظاً کر کے اس امر پر مہر تصدیق عملاء ثابت کر دی ہے۔ کہ اسلام ہی دنیا کا بجات و سبnde نہب ہے۔ اور اسی کے ذریعہ قومی دینی مسٹرتو نوشحالی سے ہمکار ہو سکتی ہیں۔

ساتھ ہی یہ حقیقت بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں نے قدر آن پاک کی تعلیم اور اسوہ نبوی صلیم سے مہنہ موڑا۔ وہی قدرت قاہرہ جلیلہ نے ان کی غلطیت شوکت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ جہالت و فلاکت، ذلت و مسکن اور استبداد و تسلط ان پر چھلک گئے۔ اور وہ دوسری قوموں کی ٹھوکوں سے پاماں ہو گئے۔ اس سنت الہی کے مطابق آج بھی ایس ہے۔ خدا اپنی دی ہوئی نعمتوں کو کسی قوم سے بلا وجہ نہیں چھینتا۔ جہنمک وہ خود اپنے حالات

نہ بدل دے اور اپنے ہاتھوں ذلت و مسکنت نہ خسیری لے۔ پس مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ شہادت ہے، یعنی سفرِ یازدی کے بعد نہ گئی۔ عزت کے بعد ذلت۔ قوت کے بعد ضعف اور کثرت کے بعد قلبت۔ یہ صرف دین قویم کے طبقیں سے انحراف، اس کے اصولوں کی توہین، اس کے قواعد و احکام کی خلاف ورزی اور اس کی تعلیمات کو ترک کر دینے کا نتیجہ ہے۔ درست یہ دین وہ دین فطرت تھا جس کا ایک لفظ مسلمانوں میں برقرار رہ دی خاصیت پیدا کرتا تھا۔

ہم نے دین کو چھپڑا۔ اس نے خدا نے ہیں چھوڑ دیا۔ اور کہہ دیا کہ تم نے حملہ ہربی کے آستانہ اقبال کو چھوڑا ہے۔ اس نے جاؤ اب نگیری یا ہندو کی پوکھٹ پوہو۔ ہم دیکھیں گے کہ تم ان کی خوشنام و چالپوسی سے کیونکر زندگی و ترقی حاصل کرتے ہو۔

پس مسلمانوں کا ان کھول کر شُن لو۔ اب اس تباہی و بربادی پر رومنے سے کچھ نہیں نیگا۔ اور نہ آزادی حاصل کر کے تھے اس کچھ فائدہ ہو گا۔ جبکہ کہ تم عملی اور سچے مسلمان نہیں بنتے۔ تم خواہ مسلم کا نفرتی بن جاؤ خواہ کا نگریسی۔ اور خواہ نظم ای کھلاڑ یا فادری غلامی و حکومی اور ذلت و مسکنت تھا لاس تھا نہ چھوڑے گی۔ ہاں جس روز حقیقی اور عملی حقیقی مسلمان بن گئے۔ اُسی روز کچھ سے کچھ بن جاؤ گے۔ الغرض سب سے پہلے مسلمانوں کے کرنے کی یہ بات ہے۔ کہ وہ حالات زمانہ کے مطابق اپنے اندر ایک خوشنوار تبدیلی پیدا کر لیں۔ ایمان و عفت یہ کی وہی خیتنگی حاصل کر لیں۔ جو قرن اول کے مسلمانوں میں تھی۔ صحیح منون میں تھے اور کہ مسلمان بن جائیں۔ اور اپنے تمام اعمال افکار کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر رکھیں۔ اس کے بعد بھروسہ گذرا ہوں اقبال عودہ کر آئیں گا۔ اور ایک دم مسلمانوں کی کایا ملٹ ہو جائیں گے۔

مختصر یہ کہ موجودہ زمانہ میں اسلام کا علم تو عام ہے۔ بلکہ مفقود ہے۔ پھر مسلمان اسلام کی تعلیم کا وہ مفہوم نہیں سمجھتے جو قرن اول کے مسلمانوں میں سمجھا جاتا تھا۔ اس پر قادیانی حاشیہ کی ای اور تہذیبی و تحریف نے وہ قیامت ڈھانی ہے۔ کہ بھیاری لاوارت مسلمانی اپنا منہ نوچ رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کے ان تمام اصولوں پر فرواؤ فرواؤ سیر حاصل بحث کی جائے۔ بن کا مفہوم غلط سمجھنے اور سمجھنے کی وجہ سے مسلمان حقیقی اسلام سے دور تر ہوتے جا سی ہیں اور ان کے لئے ناممکن ہو گیا ہے۔ کہ وہ شاہد راوی ترقی پر گامز نہ ہو سکیں۔

آخر یہ میں حضرت علامہ اقبال مدظلہ العالی کی ایک نظم پیش کر کے آپ سے خصت ہے۔

یا مسلمان رامہ فواد کہ جان بکف بند
یادیں فرسودہ پیکر تازہ جانے آفریں
یا چنان کن یا چنیں

یا پعن را بفرما لوحت اوندے تراش
یا خود اندر سینہ زماریاں خلوت گزیں
یا چنان کن یا چنیں

یا دُگر آدم کہ از بیس باشد کمتر ک
یا دُگر بیس بہر احتان عقل و دین
یا چنان کن یا چنیں

فترجعیشی؟ ما شکو خسر و پیز خشن
یا عطا فرا خسرد با فطرتِ روح الائیں
یا بخش در سینہ من آرزوئے انقلاب
یا دُگر گوں کن نہاد ایں زمان و آں زین
یا چنان کن یا چنیں

پیغامِ عمل

دراز مولوی احمد الدین صاحب شاہ

<p>تو دہر میں بالکمال بن جا جہاں میں پھر باوقار ہو جا تو نالہ عنیلیب بن جاؤ زینت شا خسار ہو جا تو زورِ بازو سے کر کے ہفت جہاں میں پھر تاجدار ہو جا تو اپنی سنتی کارازد وال بن خدا کا پھر راز دار ہو جا تھی پڑیے امواج بحر کے کھاکے گوہر آباد ہو جا لے دیدہ اشکبار کھلکھل بس کے ابر بہار ہو جا جو تیرے سینہ میں راز پہنائے اب اسے آشکار کرنے عمل کا پیغام دے کے شاکر جہاں کوبے قرار کر دے</p>	<p>تو اے مسلمان شانِ اسلام کا ذرا پاسدار ہو جا قفس میں محوس کیوں پڑا ہے تو باعثِ رونقِ چن بن تجھے ہے معلوم تیری سنتی جہاں میں کسی تھی کل مستر لے آپسے بے خبر فردا تو فقد عرف کا تمحجے مطلب ہجومِ آلام ہے تو کیا ہے اسی میں مخفی ہے راز بست خداں کے جو روتھم سے پاماں ہو رہی ہیں بہارت جو تیرے سینہ میں راز پہنائے اب اسے آشکار کرنے</p>
--	---

الہامات مزاععہ قاویاں

شمسِ اسلام کے خالص نمہیں اور ملحوظ اسلامی خدمات کے پیش نظر آج اکی صاحبیت چکوال سے اپنا ایک مکتب ارسال فرمایا ہے جس میں صاحب موصوف نے مرزا شیوں کے ان پی مضمکہ انگریز جوابات و تاویلیت کو وجودہ آنٹ مٹی بمنزلہ ولدی اور انت منی و انا منکہ و نیرم کے تعلق بھیشہ دیا کرتے ہیں۔ لکھ کر ہم سے ان کے جواب اجواب شائع کرنے کا مطالبہ فرمایا ہے اگرچہ یہ ملکیک تاویلیں کئی بار مناطقوں میں پیش ہو چکیں اور کئی دفعہ ان کے جوابات تحریری و تقریری زنگ میں عوام کے سامنے آپنے اور مرزا شیوں کو سمجھ معلوم ہو گیا کہ ان کے تیار استدلال کی توک میں اس قدر طاقت الہام کو وہ حقائق کا جگہ چھپیں یعنی ہم ذلیل میں ان تمام تاویلوں کے چند اصولی جواب لکھ جاتے ہیں تاکہ اصولی لحاظ سے ہماسے مندرجہ جواب ہرگز دانہ و ملخانہ تاویل و توجیہ کا طمع قلع کر سکیں۔ اور مرزا نے قادیانی کی خانہ سازیت کی بناء کو دھڑ سے گرا یا جاسکے۔ اور تو ہر جھوٹ کے پسندے کا خاتمه کیا جاسکے۔

اہر میں کسی کو گیا انتہا میں کی گنجائیں ہو سکتی ہے کہ تمام قادیانی الطیب اور مخدانہ اقوال میں کوئی حقیقت اور واقعیت کی جھلک تک ہو جو وہ نہیں۔ یہ بچارے ناداقت۔ انجان سید ہے سادھے مسلمانوں کے لئے ایک سریں ناصبر کارناشی طانی انگو ہے۔

اب ہم اصولی زنگ میں ذلیل کے حق بیت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:-

جواب نمبر ۱:- میرزا نیعیم طور پر ان کے جواب پیش کرتے وقت مرزا نے قادیانی کے دوسرے اقوال پیش کر کے ان معافی کو بتیل رکنا چاہتے ہیں۔ وہ لپٹے مرشد کی دوسری متصاد خشیریں پیش کر کے ان کے حلال نہوم بکار ٹانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد ہے کہ یہ طبق استدلال ہر وجہ ہر لحاظ اور ہر حقیقت سے بے معنے اور بے حقیقت ہے۔ شرحت مقداری و عقایید ایسنت کے زاویہ نگاہ سے مرزا صاحب ان دجالوں میں سے ایک دجال تھے جن کی خبر آفائے نادر اصلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے سارٹھے تیرہ سو سال پہلے دی تھی۔ دجال کا کام یہ ہے کہ وہ حق دہل کو مخلوط کر کے عوام کو دھوکہ دے۔ جیسا کہ دجال کے الفاظ سے تصریح ہوتا ہے۔

جس کے سچی ہیں خلک کرنا ملنا۔ تو اس نئے وہ اپنی ہس خصوصی شان کے نقطہ نظر سے کبھی کلامہ کفر یا کب نہیں ہیں اور کسی بھروسہ مسلمان ہو سکی بہانہ نہیں ہیں۔ اور چونکہ مزرا صاحب مادرزاد کافر نہ تھے۔ اور نہی شکر مادر سے کافر پیدا ہو سکتے۔ اور نہی ان کے والدین کافر تھے۔ اس نئے ان کی تکفیر کیسیدہ ان کا ایک علم کفر یہ کافی ہے جس سے ایک مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک شخص ساری عالمی اعمال صالح کا پابند ہے۔ اور اسکی تمام زندگی کا ہر ایک لمحہ کلمہ شہادت و توحید پڑھتے گزر جائے ساری عمر سچے گردافی میں شخول ہے۔ رات دن سجدوں میں پڑا ہے کبھی تہجی خطا نہ ہو۔ غرض سکھ تماشم شاعر مسلمان پیل پڑا ہے۔ مگر ایک دنو اور صرف ایک دفعہ بُت کے سامنے سجدہ کرنے یا کسی بھی کی توہن کرنے یا خداوت کا دعویٰ کرنے یا ابن اللہ کا مدھی ہونے سے وہ مکیدم کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے تمام صحیح غضا یہ اور صحیح اعمال اُسے تغیر کر اور الحاد کی گہرائی سے بجا ت نہیں دے سکتے۔ تھیک اسی طرح مزرا صاحب کے کفریات ان کے تمام ایمانیات کا خاتمه کر دیتے ہیں۔ اور ان کی ملجم سازی کی قلعی کھول دیتے ہیں۔

پس مزرا نے فادیان کے تمام وہ اقوال جو اس نظریہ کی کمیل کی غرض سے ہمارے پیش کئے جاتے ہیں وہ قطعی مقبول نہیں اور نہ ہی دہ اقوال بطور حجت پیش ہو سکتے ہیں۔

شسلِ اسلام مجید ۳۲ نمبر میں انہی دعاوی کی قلمی کھونے کے لئے آیا تقلیل مضمون خوب نکل کر حقائق شیخ ہوا تھا یہم اس جواب کی مرید و ضمانت کے لئے اس کی عبارت بھیہ من دن نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

”مرذا غلام احمد قادری کا خاندان اہل اسلام سے تھا۔ وہ پیدائشی مسلمان تھا۔ اس نے اسلامی نصایی پروش پائی۔ وہ بھی مسلمان تھا۔ بعد میں کفریہ دعاوی اور کفر یعنیقاً بی کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ مسلمانان عالم اُسے کافر اور مردا۔ اور جمال اصغر سمجھتے ہیں۔ لہذا مرزا کی کتابوں کے حوالے اہل اسلام کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے۔ مرزا نے جو تحریک لئے الہامات کی بیان کی ہے۔ وہ اس کے مردمیت کے لئے حجت ہو سکتے۔ مگر اہل اسلام اُسے قبل نہیں گر سکتے۔ علاوہ ازیں مرزا کے کفریہ دعاوی کے مقابلہ میں اس کے اسلامی خیالات کا پیش کر دیا اُسے کفری زد سے بچا نہیں سکتا۔ جس قدر مسائل و مصائب معاً یہ اسلامیہ کے موافق مرزا کی کتابوں میں موجود ہیں۔ وہ اس کی سابقہ تربیت اور اثر کا نتیجہ سمجھے جائیں گے جس قدر جو اے اسلامی تبلیغ کے موافق اس کی کتابوں سے پیش ہوں۔ ان سے ہیں کوئی سر و کامیں نہیں گو مرزا کے کفر یعنیقاً اور حنلاف شرع الہامات و کثوف شرعیت اسلامیہ کے محبیار پر ازٹے جائیں۔

مرزا یوں نے اپنے طریکت میں اسے دجل و فریب کے کام لیا ہے۔ مزا کے ہر کفر یعنی عقیدہ اور کفر کی کلمہ کے مقابلہ پر مزا کا اسلامی عقیدہ پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ اور خلاف اصول اور خلاف عقل ہے۔ اگر مزا صاحب پیغمبری کا فرمومتے تو ان کے اسلام کے ثبوت میں ان کے اسلامی عقاید کا پیش کر دینا کافی بھاجتا۔ مگر مزا صاحب مسلمانوں کے گھر میں پیڈ ہے تھے مگر لئے مزا یوں کا فرض ہے کہ ان کے دعاویٰ اور کفر یعنی عقاید کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دکھیں۔ یا کہ انکم ایسے خلاف شرع کلمات کے صدد ہو کے بعد، مزا صاحب کا رجوع کرنا۔ توبہ کرنا۔ اور تجدید نکال وغیرہ کا ثبوت دیں۔

(۲) مزا اسے قادیانی نے صد و دعاویٰ کئے۔ بقول مزا محمود وہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہوئा۔ قادیانی جماعت اسے مستقبل نبی تسلیم کرتی ہے۔ یہ مزا اسے قادیانی کے اقوال کو جائز ثابت کرنے کے لئے کسی ولی یا عالم کا قول پیش کر دینا (یعنی مختار) کافی نہیں ہو سکتا۔ ولی یا کسی عالم سے خطاب و لغو شک مسلمان ہو سکتا ہے۔ مگر انہیاً ہو صدمہ ہوتے ہیں۔ امورِ وحی میں ان کے کسی قسم کی لغو شک کا واقع ہونا امرِ محال ہے کسی نبی کی زبان سے کہلئے ایسا الفاظ نہیں مل سکتا جو مشکل نہیں یا موہرم شک ہو۔ اس لئے مزا کے الہامات و خلاف شرع کشوف کا جواہر ثابت کرنے کے لئے محیا نہوت پیش ہونا چاہئے۔ میرزا یوں نے اپنے طریکت میں کسی نبی کے کلام یا خدا کے کلام سے استفادہ نہیں کیا۔

وسلم، میرزا غلام احمد قادریانی ان دجالوں میں سے ہیں جن کے آنے کی پھر مندرجہ صادق صلح اللہ علیکم نے دی تھی (کنز العمال) سب سے بڑا دجال آخری زماں میں آئیگا۔ دجال نجت عرب یہیں کہنے (نشی الاسب) کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرعی میں دجال سے وہ شخص مراد ہے جس کے کلام میں حق و بیان کی آمیزش ہو۔ مزا کی تصانیف میں حق و بیان موجود ہے۔ مزا یوں نے اپنے طریکت میں مزا کی دو نوں قسم کی تحریریں پیش کر کے اسے دجال ثابت کیا ہے۔ لہذا اقوال مسلمانوں کے لئے قطعاً جتنی نہیں ہو سکتے۔ باوشن و سہد سے کا دعویٰ کرنے والا قانون ملکی کے لحاظ سے قابلِ دار ہوتا ہے اور اس کا یہ غدر کہ میری مراود دعاویٰ با دشائیت سے صرف یقینی کہ میں ہستہ دشائی ہوں۔ فقط قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ ہی طرح مزا غلام احمد قادریانی شرعاً مجرم ہی۔ اُسے کفر کے الزام سے بچانے کے لئے قرآن و حدیث و گذشتہ انبیاء کی سیرت پیش کرنا چاہیے۔ ورنہ شرعی جرم کی اپنی تشریع اُسے سزا سے نہیں بچا سکتی۔

(۳) دجال قادریانی نے اپنی تائیفات میں اس تدریج تضاد اور متناقض دعاویٰ پیش کئے ہیں۔ کہ اس کا شدن لیکن چیتانا اور متناقض نہیں رکھتا۔ مزا یوں کی دو بڑی جماعتیں

(لاہوری و قادریانی) مرا کے بھی ہونے اور بنی نبی نے پر بھی جنگ و جہاں میں معروف ہیں۔ ہر و فرقے پنے لئے عقیدہ کی تائیں میں مرا غلام احمد کے اقوال پیش کیا کرتے ہیں نیز مراٹی لٹریچر کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مسلمانوں کو گواہ کرنے اور دام فریب میں لانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، مگر مرا یوں سے متعلق، الذکر مسلمانوں کو گواہ کرنے اور دام فریب میں لانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مرا یوں کا عمل مژا خالذ کر پڑتے ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ جو دوپیں صدی کے درجہ اصنفہ کی دو رخی حکمت عملی پھنس دار گوئی اور دجل و تبلیس کی حقیقت کو سمجھنا ہے ایک آدمی کے لئے آسان نہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ وضاحت کے لئے شمس الاسلام مجتبیہ ماہ اکتوبر ۱۹۷۸ء کی عبارت نقش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہے۔

مرا غلام احمد صاحب قادریانی مصلح مجدد۔ محمدی سیعی۔ کرشم۔ جے سنگھ و فیر کے دعاویٰ کے بعد ارتقیٰ منازل طے کرتے ہوئے بقول مرا مخدوم ۱۹۰۱ء میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے۔ بعد ازاں اپنے دعویٰ خدائی کے لئے ابتدائی تیاریوں میں معروف ہے۔ اگر ان کو ہمیلت ملتی اور سات سال کے اندر ہی ان کی قطع و قین (پلاکت) نہ ہوتی تو یقیناً کھٹے الفاظ خدا ہوئے کا دعویٰ کر دیتے۔ مرا صاحب نے جن حکمت عملی سے تمہرہ آہستہ اپنے دعاویٰ کا انطبای کیا ہے۔ اس سے ہمارے کل دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ مرا نے ۱۸۹۷ء میں سیع موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اسی ذیل میں محدثیت کا دعویٰ کرتے ہوئے محدثیت کو ظلی نبوت قرار دیا۔ علی ہے اسلام نے اپنی فرست سے مرا کو اپنی اصلی حالت میں دیکھ لیا۔ دوسرو علماء پنجاب و منڈنے مرا پا کفر کافستوں لگایا۔ اور فرستوے میں تحریر فرمایا کہ "اگرچہ قادریانی نے یہ بات کہدی ہے۔ کہ جس نبوت کا ان کو دعویٰ ہے۔ اور اس کا دروازہ قیامت تک کھل رہیگا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور محدثیت کے سخن سے وہ نبوت کا مدعا ہے ہے مگر ساتھ اس کے اس نہیں تھی کہ نہیں ملا دیہ سکتا۔" نبوت کفر ۴۵

قادریانی کا حتم نبوت کو نبوت تشریی اور کل سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دکر لپنے لئے جزوی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا بھی کھلانا صاف صاف لکھ رہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اپنیابنی اسرائیل کی مانند جوئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی سابق شریعت کی کرتے اور بنی مہلہ تے نہیں۔ بنی سمجھا ہے (نبوت کفر صدی)

اس کے جواب میں مرتضیٰ علام احمد صاحب نے حب ذیل اعلانات شایع کر کے مسلمانوں کو اپنے دعاویٰ کے متعلق فریب دینا چاہا۔ ”بیری نسبت یہ الامم شہود کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے۔ یہ الامم سراسراً پسند کرتے ہیں۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو علمی عقاید میں داخل ہیں جنم المرسلین کے بعد کسی درستگار دینی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“ (۱۸۹۱ء اکتوبر) ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دایرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (تفصیر سہی اکتوبر ۱۹۶۳ء) نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محشریت کا دعویٰ ہے۔ جو خداوند کے حکم سے کیا گیا ہے۔ (ازالہ ۱۹۶۴ء) ہم بھی دینی نبوت پر لفظ سمجھتے ہیں (محبوبہ الشہرات ص ۲۷) مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔“ (خامسۃ البُشَرَے ص ۶)

”اُن لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ اُن کا یہ قول صریح کذب ہے۔ (خامسۃ ص ۸)“ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا عذر کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔“ (اجمام آحمد ۱۹۶۴ء)

(میری تحریریوں میں، بجائے لفظ بنی کے محدث کا لفظ ہر انکی جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو یعنی بنی کے لفظ کو کاٹا ہوا تصور فرمائیں) (عمر فروزی ۸۹۲ھ مولوی عبدالحکیم صاحب کے ساتھ مباحثہ کے بعد آٹھ گواہوں کے روپ و اقرار)

قارئین! میرزا صاحب کے الفاظ کا بغور مطالعہ کریں۔ ۱۸۹۱ء میں علمائے اسلام نے ایلان کیا کہ مرتضیٰ نبوت فیریت شریعی کا مدعی ہے۔ اس لئے کافر ہے۔ مگر مرتضیٰ صاحب مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے یہی کہتے ہے کہ ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا۔ میں ایسی نبوت کا مدعی نہیں ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مگر مریدوں کی جماعت تیار ہونے کے بعد اور مناسب موقع دیکھ کر ۱۹۶۳ء میں ”ایک غلطی کا ازالہ“ کے عنوان سے ایک عنوان شایع کیا جس میں ظاہر ہے کہ:-

”بعض مرید ہمایت تعلیم سے ناواقف ہیں۔ اور مخالفین کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔“

وہ، جو وحی میرے پناہی ہوئی ہے۔ اُس میں سینکڑوں دفعہ مجھے مسلِ رسول اور بنی کہا گیا ہے اور اس وقت تو بالکل صریح اور توضیح کے ساتھ یہ لفظ موجود ہیں۔

رل، بڑیں احمدیہ کو باعثیں بس ہو چکے ہیں۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ جرجی

فحلل الانیام هوالنی اصل رسولہ بالهدیت و دین الحق لیظیرہ علی الدین کله۔
دنیا میں اکیت تدبیر آیا ہے اور دنیا میں اکی نبی آیا ہے جس سے مراد میں ہوں اور مجھے محمد رسول اللہ اور جری
اللہ کہا گیا ہے۔

بپ کے بعد بیٹے یعنی مرا محدود نے حقیقتہ النبیہ میں اصل حقیقت کا اکٹھاف کر دیا۔ گورنمنٹ
ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے ہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ
ان بیان کردہ شرایط کو نبی کی شرایط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کے شرایط مجھتے تھے
اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے ہے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جس
نبیوں کے سوا اور کسی نہیں پائی جاتیں۔ اور نبی ہونے سے انکار کرنا ہوں۔ (عبداللہ ۱۲)

”صزو رخحا کہ آپ سچی لوگوں کو سمجھنے کے لئے اپنی نبوت کی قسم بتلا دیتے اور اعلان کر دیتے کہ میں
کوئی نبی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ ومرور زیر یاد کے لوگوں کو دافت کرنے کے لئے آپ نے اعلان

کر دیا۔ کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے تابع ہوں (حقیقتہ النبیہ ص ۴۹)
علمائے اسلام ۱۸۹۱ء میں کہتے تھے۔ کہ مرا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ تشریعی نبوت
کا انکار کرتے ہوئے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور مرا کا دعویٰ محدثیت درست دوسری دعویٰ نبوت ہے
مگر مرا کئے قادیانی علمائے اسلام کی سمجھو و فهم پر اعتراض کرتا رہا۔ اور علمائے اسلام کی تکمیل کرنا
رہا۔ مگر اخراج مرا محدود ظاہر ہو کر رہا۔ اور آج مرا محدود کے واضح اعلان سے علمائے اسلام کا صدق اور
مرا غلام احمد کا کذب و افتادہ دنیا پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی طرح مرا نے قادیانی نے خدا کا دعویٰ کیا۔ مگر
اس کی تاویلیں بھی کرتا رہا۔ اس کی زندگی نے وفا ذکری اور قطع و تین سات سال کے اندر ہی ہو گئی۔ اگر
اُسے مہلت ملتی تو اُس نہ چل کر صاف ہی الفاظ میں خدائی کا دعویٰ کرنا۔ افسوس را محدود صاحب کو سچی
حقیقت الرسیت کے نام سے اکیت کتاب لکھ کر اس کو ظلی یا بروزی خدا ثابت کرنا پڑتا۔ اب پر جب
بالتفصیل سے تمام حقیقت بے نقاب ہو گئی۔ اب دوسری اصولی جواب ہے:-

چھوٹ نمبر ۳:- مرا نے قادیانی کی اہل وجہ تفیر اس کا دعویٰ نبوت و سچیت ہے۔ اگر اس کا
دعویٰ سچیت نہ ہوتا۔ تو ہم اس کے ان تمام دعاویٰ کو شطبیات اقوال سُکر اور مدھم
کی حالت میں لٹکے ہوئے کلمات یا سمجھو و بانہ اقوال سُکر کر دلگزد کر دیتے۔ اور یہ کہتے کہ چونکہ وہ ان
اقوال میں بے اختیار ہیں۔ اس لئے قابلِ واحدہ نہیں۔
اگر مرا یوں کے یہ جواب تسلیم کی کر لئے جائیں۔ تب بھئی تفیر کی اصل وجہ (دعویٰ نبوت و سچیت)

بانی رہ جاتی ہے اور یہ تو جیعن مراٹے قادیانی کو گڑھ سے نہیں نکال سکتیں۔

جواب نہیں سہم : مراٹے قادیانی کے یہ دعاویٰ صرف اس غرض سے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ اس کے اعلیٰ دار الفح مقام کا ادعاطاً ہر کرنے کے بعد اُس کی ان بیجاونا جایز حکمات سے موائزہ کیا جائے۔ ادعا طاہر کیا جائے کہ ادھر توانیت منی ہبنت ذلة ولدی واولادی وغیرہ وغیرہ کا وعویٰ ہے اور ادھر اخلاقی کی لحاظ سے انسانیت کے معیار پر بھی پورے نہیں اُترے۔ سب دشمن کذب وافڑا۔ غلط جواب۔ غلط بیانی تقویٰ و طہارت سے اختنا ب پورم کی شراب کا استعمال محمد علیؑ کے عشق کی درستان او محمدی سینگم کے نکاح کے متعلق کشتمہ بازی کا غیر شرط یا نیةِ الخرض بیویں ایسے امور ہیں جن کی بنا پر اس کے دعاویٰ کی حقیقت واضح ہو سکتی ہے۔ اور بحق ان یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میں اے طبلِ لمب بانگ در باطن ہیج۔

رہم، الہست کے اعتراضات کا جواب دیتے وقت مراٹی صوفیاٰ نے کرام کے اقوال میں کیا کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ طریق استدلال بھی بالکل بے حقیقت اور بے معنی ہے۔ صوفیاٰ نے کلامِ نہ تو انہیاً ہوتے ہیں جو مخصوص مولیٰ۔ اور نہ رسول ہوتے ہیں جو فطرت اغلفتی کے ارتکاب سے محفوظ ہوں۔ بعض اوقات آن کا پیمانہ صبر و تحمل بسیز ہونے کے بعد چکاں پڑتا ہے۔ اور وہ دیکھوں ہو جاتے ہیں۔ اور اسی حالت سکر دیہو شی میں ان سے بعض ایسے کلمات سرزد ہوتے ہیں۔ جو شریعت کے صریح اقوال سے معارض ہوتے ہیں۔ اور یہ کلمات شریعت مقدسہ کی رو سے ٹھکرائی جاتے ہیں۔ اور ان کا کچھ اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اور ان کے قائلین اور ان کے مرتکب کو بوجہ مقام سکر دیہو شی بے اختیار خیال کر کے معدود سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسٹے نبوت کی شان!

یاد ہے کہ عالم پیاری تو بجاۓ خود ماند۔ عالمِ خواب بھی حقائق و معارف سے لبریز ہوتا ہے۔ اور ان کے بھر جیات کی ہر موقع مخصوصاً نہ رنگ میں حیات پرورد اور روح افزائی ہے۔ ان کے خوب بہماری طرح احلام یا خیالات باطنہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ قدسی نیات کی وحی ہوتی ہے جیس کے لوز سے ان کے قلوب بسیور ہوتے ہیں۔ اور ان کے تمام قویٰ ظاہرہ حسنہ و باطنہ سب کے سب مخصوص ہوتے ہیں۔ اور کبھی بھی افعال حواریج یا تخلیات قلب وحی الہی کے خلاف نہیں ہوتے۔ اسی تہیید کے پیش نظر اب غور کیا جائے کہ مراٹے قادیانی نبوت کا مدعا ہے۔ اور مہید بآں اس کے دعاویٰ بہوت نے تمام بیویں کی نبوت کو مات کر دیا۔

میں کیاست تا بہند پا سبزم

جب اتنی اہل دار فتح نبوت کا دعویٰ ہو۔ تو پھر اس کے کسی قول سے درگذنہ ہیں کیا جاسکتا۔ اور اس کے تمام
تو وال قابل موخر ذرہ ہیں کیونکہ بنی کاہر کلمہ تہامت و سنجیدگی کا حچکلتا شواہی پیانہ اور حقائق و صارف کا لبڑی
جام ہوتا ہے۔ بنی پکی وقت مدھوشی طاری نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ان کے قوائے ظاہری و باطنی شکریتے
مشکل بُوتے ہیں۔ تو پھر ذرا سے قادریان کا صوفیانی کرام کے حالات و واقعات سے تقابل و موازنہ
کام طالبہ کرنا کس قدر بے جا ہے۔ ٹھک بندہ پر منصفی کرنا خدا کو دیکھدک
پس نافرین کرام ان کے تمام مخالفوں کو انہی اصولوں کے نظریہ سے پر کھلایا کریں۔ ہمیں اپنے
تجربہ اور مددوں کی بنا پر تلقین داثق ہے۔ اور ہم لوپرے پورے ادعان دلیقان سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ
مزایوں کے پاس سولائے اس دجلِ ذریکے کچھ نہیں جس کے جواب کو ہم نے نہایت ہی تحقیقانہ
پیرایہ میں آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور ان کی تمام تزلیبیں کی قلمی کھول دی ہے۔
دھو الموفق للصلوٰب ۷۷

پَكْرَدَهُ لَحْرُ وَ دِيْمُ

(از جناب ابوالاثر حفیظ جانندہ ہری)

میں فقط ان سے مخاطب ہوں جو عیتمند ہیں
ان کی غیرت کو میں لانا چاہتا ہوں جوشیں
جن کی آنکھوں میں جیا ہے جن کے دلیش مہم ہے
جن کو بیٹھ جنم مصطفیٰ کا پاس ہے
کاکو گوش جوش سے سن لمحجہ لوبات کو
ہو گیا نذر ترقی دامن ناموس فنگ
پر دہ رہئنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید
ہم جسے غفت سمجھتے ہیں وہاں بے مفقود ہے
ہم سمجھتے ہیں انہیں آنماقدس بے گمان
جس قدر عورت کی غفت ہر نہیں ہو کرنا پڑے

ہم جب ناچاہتے ہیں ان کو چشمِ غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیب کے شر و خیر سے

یوں تو ہم کہنے کو سب اسلام کے فرزند ہیں
باجیا ماوں نے پالا ہے جنہیں آنوش میں
وہ کہاں ہیں جن کی شریاؤں میں خون گرم ہے
ان سے کہاں چنہیں ناموس کا احسان ہے
اوہ انکھیں ہیں تو کھیو صورتِ حالات کو
دیکھتے ہو ٹک میں قوموں نے کیا بلاتے بگ
جس طرف لے جا رہی ہے ہم کو ہندیبِ حمد
ہم جسے عزت سمجھتے ہیں وہاں بے سود ہے
یہ ہماری مامیں بہنیں اور بیوی بچیاں
اں تدر پاک اور نقدیں اتنی محبوب و مسیز

دُختران مُطْبَقِ سلام ہیں ان سے نفوں
دل کے مکڑوں کو نہ کھیں کے نمائش گاہ میں
مغربی اخلاقی کامیابی معلوم ہے
معنی عفت نہیں سمجھے وہ کتابی معاف
مفعکہ ان کاٹائی یاسخن سازی کرے
جو ہمیں فروض ہے ان کے لئے ہے ہا دیہ
ان کے ہاں گھر کی بھی ہیں باہر کی بھی آبادیاں
عام ہیں لتنے مناظر پھر وہ کیوں مستور ہوں
میں تو اپنی قوم کی حالت سے ہوں اندھیں
جن کی نظروں میں جواب صفحہ نازک ہے وال
محفلیں کہاں میکن گھر کو ویراں دیکھنا
اس زمین سے ہفت صد لہ حکومت بھی کی
خیر چلنے کے کری قصتہ پر انہوں کھا

شان تو جاہی علیٰ تھی آن بھی جانے کو ہے

کج تیرا آخری مہمان بھی جانے کو ہے

گھٹ رہا ہے خود تیری نظروں میں تیرا اعتبار
کیوں نہ ہو یہ غربی نمازہ بہت تابشہ ہے
پس ہمیں فروں ہے ان کا یہیں انکی حیات
چاروں کی چاندنی ہے پھر اندر ہمیں راست ہے
کو شر و نیکم کی ان کو نہیں ہے جستجو!
ان کے ہاں حسن و طلب کو مانا نہیں بہے
لہر زر ہر ایک آفت جھیلنا مرغوب ہے
ان کے ہاں حسن و نظر میں کوئی حد بندی نہیں
ان کے ہاں آنہوں کا جھکندا بسیں عجز ہے
حسن نواجیاد کی تکمیل عربی سے ہے

یہ کائیش حس پاس دنیا یہ نو کو ہے غرور
ہمہ لائیں گے انہیں اس مقام کی راہ میں
ہم کو ہے یہیں کا حال زارِ بھی سلام ہے
ہم طنقوں کو ہے اس نظریے سے اختلاف
کس کو حق ہے ان کے حق میں رخنہ اندازی
یہ گہرے ہے اپنی پنچی اپنا اپنا زاویہ
ان کے مشربے انہیں دی ہے پت آزادیاں
ان کو حلل ہے جو مختاری تو کیوں مجبور ہوں
اعتراض اعیار پر کرنا میرا منصب نہیں
ابسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
چاہتے ہیں ماڈل ہندوں کو یہ عربیاں دیکھنا
آہ! اے سُمُّم تیری دولت بھی ثروت بھی کی
تو نے جو رثی میں پایا تھا وہ سب کچھ کھو چکا

چور دش اس ملک میں قدری کی ہے اختیار
ان کی صورت دیکھ کر تو ہو جو شرم نہ ہے
انہیں زندگی ان کو نہیں بسید عالمات
حشر و نشان کی نظر میں اعتباری بات ہے
ہے انہیں درکار کیف وستی وجہاں مسنبور
ان کے ہاں اخیل کو مرخ پر ڈالنا محبوب ہے
ان کے ہاں مل بیٹھنا کھل کھیلنا مرغوب ہے
ان کے ہاں آزادی رو ہے دیدہ نظرہ بیں
ان کے ہاں جذبات کا رکنا دیسیں عجز ہے
ان کے ہاں تہذیب کی تحصیل عربی سے ہے

وہ ہتھیا کر چکے ہیں اپنا سامان نشاط
خیل صانعہ کر رہے ہیں موت پر ایلی تجھے
کیونکہ ان کی رائے میں ہر "جا لور" آزاد ہے
اُن کا آزادی کا نصب العین ہے جس پائے کا

کہہتے تو دُوں بیکن گلا گھستا ہے میسری رائے کا

اس طرح راہیں ترقی کی سمجھا جائیں گی
دل میں بستے والے آنہوں میں بائے جائیں گے
قصص باہم کا سلسلہ بھی سکھایا جائے گا
فکر ضبط خطروہ تو یہ بھی ہو جائے گی ।
جس کے نظارے سے ہوتی ہے تجھے شرمندگی
دھڑکان ملت بیضا کی یہ توہین ہے ।
قوم کا منہ ناک رہی ہی قسمتوں کی ہیئتیں
صبر کرنے والیں یہ جب رہیں والیں ।
کس خط پر زیر دنیا چاہتا ہے تو نہیں ।
نشہ تقسیم سے مدھوش کرتا ہے انہیں
اُن کا حق موجود ہے لیکن کلام اللہ میں
کچھ نہ مانگیں عمر بھر بھرنہ مانگیں عمر بھر
ایک ہی تدبیر سے مت جائے انکی بے سبی
بھر کوئی حاجت نہیں رہتی کسی ضمون کی
ایک ہی تعلیم سے ملتا ہے دنیا بھر کا حق

کے کوئی جو دے سکے تعلیم فرمائی انہیں
تاکہ حق مل جائے جسے کا پاسانی نہیں

لے سرفرازانِ قوم لے اجنب سازانِ قوم
یا کو کچھ کام یا اس انہیں کو توڑ دو
وہ بہت کافی ہے اس ملت کی دلت یہ

جب سے مزرب کے بسامی نے بچائی ہے بسا
دیکھ کر انسانیت کی راہ میں حائل تجھے
تو بھی ایسے آزاد ہو جا اُن کا یہ ارشاد ہے
اُن کا آزادی کا نصب العین ہے جس پائے کا

تجھ کو زنگ پوشائیں دکھائی جائیں گی
حُسن کے جلوے تری راہوں میں لائے جائیں گے
اختلاطِ مردوزن کا گرہبٹا یا جائے گا ।
عیش کی تحریک بھی تائید بھی ہو جائیں گی
یہ ہے موجودہ ترقی کا نظم ام زندگی
لذک میں قسم موجودہ کا جو آئین ہے
ہاں یہ مستورات ہاں یہ ماں یہ بہنیں بیٹیاں
پلیاں غصت کی یہ پرے میں نہیں والیاں
ہے خدا کے فضل سے جذبات پر قابو انہیں
حق طلب کرنے پہلیں خاموش کرتا ہے انہیں
کیا ملیگا ان کو غرب کی خمایش گاہ میں
جو خدا نے ان کو بخش ہے وہ بمحالے اگر
ایک ہی قانون سے ہو جائے انکی حق رسی
اُن کا حق تعلیم ہے اسلام کے قانون کی
ما در وہ شیر کا حق زوجہ و دختر کا حق
ہے کوئی جو دے سکے تعلیم فرمائی انہیں

لے خر دنداں ملت کا رپردازانِ قوم
تم سے کہتا ہے کہ تم باعثِ بننا ہو گو
ہو چکا رب ناک جو فر زادنِ ملت

کیا کوئی رستہ نہیں ہے پچ نکلنے کیلئے
کیا پیر سے بھی اب ملتی نہیں تم کو دیکھ
مر رہے ہو تمگر اسلام زندہ ہے ابھی
کیا تمہیں سو رو رکتی نہیں ام الکتاب
آزمودہ ہے نیجے خدا دین کی قیام کا
کون مانع ہے تمہیں کس بات سے ڈلتے ہو تم
اس طرف آؤ تو جان و مال بھی موجود ہے
یہ بھی حاضر ہوں مرا آقبال بھی موجود ہو
(حُم)

”مددِ عزیز ہے کمریک“

شروع لے دل کہ دگر با دصبا باز آمد
مددِ خوشخبری از طرف سیا باز آمد
ہماری ایسیں اور متاثر ایں بازار آور ہوئیں۔ رماغی کیف اور قلبی سرو دکی کوئی
انہائے رہی۔ ۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو راجحی سے پیغام حیات موصول ہوا۔ حضرت
مولانا خاطر احمد صاحب بگوی مذکولہ العالی امیر حزب الانصار بھیرہ بصحبت
عافیت سفر حجاز مندرس سے مراجعت فرائیے وطن ہونے والے ہیں۔ اور
۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء کو سرزین بھیرہ کا کاسٹہ اشتیاق بہائیت و صلح
سے محمور ہو گا۔ وفور مسیرت و کثرت بھتیجے کے سبب بھیرہ کا بچہ بچہ خوش
خسم معلوم ہوتا تھا۔

امروز جائے ہر سپید اشود زخوبان
کان ماہ مجلس آرا اندر صدارت آمد
اہلیان بھیرہ صاحب مددوح کے اخلاص۔ اثیار و قربانی اور ہمدردی کے پیش نظر
جو عقیدت مدنادہ اور دلخانہ جذبات رکھتے ہیں۔ وہ اہلیان سے بخوبی نہیں۔

تھے اور حقیقت بھی بھی ہے کہ ان کی ہر توجہ سے قوم کی کئی نوجوان آزموں دا بستہ ہیں۔ مادر وطن ان کی حق و صداقت کی علمبرداری پر جب سے فوراً نماز کرے اُسی قدر کم ہے۔

سال اپریل ۱۹۷۸ء کو مکلوال میانی حضور لور اور بھیرہ کے سٹیشنوں پر زبردست اڑ دھام تھا۔ اور تمام لوگ اپنے نہ ہبی پیشوائی زیارت کیلئے بنیاب نظر آتے رہتے۔

ہم نہایت ہی اخلاص و عقیدت حضرت امیر حزب الانصار کی خدمت میں ان کی سلامت رسی پر پریشان تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا نے قدوس ان کے دینی، دنیاوی مخاسد و عزائم کو باذل فراویں

آمنہ

حضرت محدث سے ہماری عقیدتمندانہ توقع ہے کہ شمس الاسلام کے کسی آئینہ دنہ میں اپنے سفر ججاز کے متعلق پوری تفصیل سے قلم فرمائی فرمائیں گے۔

ضروری اطلاع

یکم جولائی ۱۹۷۸ء کو حزب الانصار کے مرتب کردہ پروگرام کے تحت دارالعلوم غریزیہ میں مولوی فاضل کلاس کا افتتاح ہو گا۔ بعض طلباء کی درخواستیں بھی موصول ہو چکی ہیں۔ اس لئے تمام دینی اشتیاق رکھنے والے اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی درخواستیں یکم جولائی ۱۹۷۸ء سے پہلے پختہ بھیجنیں۔ تاکہ داخلہ کا انتظام ہو سکے۔ قیام و ظعام کا ذمہ دار دارالعلوم ہو گا۔

محمد احمد اللہ ارشد ناظم دارالعلوم عترت زیریہ
بھیرہ پنجاب

لذتیہ متوہل میں میراںوں کا حشر

(از صدیق)

حکومت مسعودیہ اور حکومت برطانیہ کے باہمی تعلقات کی بناء پر علیہ دارالخلافہ سنت سلطان ابن سعود نے امسال میراںوں پر اپنے لطف و کرم کی توجہ بسندول فرمائی۔ اور سرکار برطانیہ کے اس خود کا شستہ پودا کی سر زمینِ عرب میں خاص طور پر عزت اخراجی کی کیٹی۔ اُلیں پورے کے دو میرزاںی رئیس مکتبہ میں سلطان کے مہمان رہے۔ اور خلودت و خلوت میں اپنے کفریہ عقاویہ کا اظہار کرتے رہے۔ مگر کسی حاشیہ سنت کی راگ حیثیت میں حکومت پیدا نہ ہوئی۔

مدینہ منورہ میں دہلی کے ایک غیر مقلد موبوی صاحب نے ایک مدرسہ نامدار الحدیث قائم کر رکھا ہے۔ مولوی احمد صاحب ندو حکومت بجدریہ کے وظیفہ خوار رہے ہیں۔ اچھے کیم نور الدین قادریانی کے دہنے سے میں فرزنوی صاحب نے انہیں مدینہ منورہ میں پہنچایا تھا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو دارالحدیث کے مکان میں سہری و صری حاجج کا اجتماع ہوا جس میں مدرسہ کیسے مالی احوال حاصل کرنے کی غرض سے مولوی احمد صاحب نے مختصر الفاظ میں روشنی داد دار سسپ پڑھ کر سنائی۔ اور طلبائے مدرسہ میں سے دو تین طلباء نے مختلف شخصیات پڑھ کر نامے لائے پورے کے میرزاںی رئیس صاحب نے ایک سو روپیہ نقد حوصلہ فرمایا۔ اور سورہ والھصو کی میرزا شیانہ تفسیر سنا کر المیزی تفسیل کی ضرورت داہمیت اور مغرب میں بتیخ اسلام کے موضوں پر تفسیر کرتے ہوئے اپنے فرقہ کی خوبیوں کا تذکرہ لطیف پیرا یہیں کیا۔ بعد ازاں ایک بڑھا میرزاںی (جی میرزاںے قادریانی کا صحابی مسلمون ہوتا تھا) کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ میں پر کھتے ہوئے پادریوں کی طرح دعا مانگنے لگا۔ حاضرین آئین کہہ رہے تھے۔ اور وہ سر جھکائے گرجا کے پادری کی طرح باخھا ٹھائے بنیت کیتا گیا۔

”لے خدا کفر کا ذرور ہے۔ کفر دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا۔ اسلام بے کس دبے چارہ رہ گیا۔ تو نے اس زمانہ میں اپنے لطف و کرم سے کفر کے استیصال کے لئے ایک مقدس وجود ظاہر کیا جس طفیل سے ایک پاک گروہ تیرہے دین کی خدمت میں صروف ہے۔ وہ دنیا کے کناروں تک تیسرے نور پھیلا رہا ہے۔ لے اللہ! اس گروہ کو ترقی دے۔ اس گروہ کے ہر فرد کو محبوب رسول اللہ ر

صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ جیسا بنا۔ وغیرہ وغیرہ“

حامدین یہ خبری کے عالم میں آئین کہتے جا رہے تھے۔ دعا کے اختتام پر خاکارے نہ تھم بکر سے

محض تقریر کیلئے اجازت حاصل کی۔ خاکسار نے انگریزی تعلیم کے مفاسد بخوبی اور مذمت بزدہ اشخاص کی بسیاری۔ بلا د فرنگ میں تبلیغ اسلام کی حقیقت پر مختصر و جامع تقریر کرتے ہوئے میرزا امیر مقرر کے ایک اکیل لفظ کی تزوییہ کی۔ بعد ازاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم المرسلین کا تاج چھین کر کسی اور کسی پر رکھنے شاید نہیں دالوں۔ مدینہ سے کسی اور طرف دُنیا کا تاج پھیرنے دالوں اور آفائے نامدار کی رسالت میں کسی اور کوشش کی کرنے دالوں کی تباہی و بر بادی اور ان کے ناپاک مقاصد میں ناکامی کے لئے رفتہ لگجھ لہجے میں دعا مانگی گئی۔ خاکسار کے ہر لفظ پر حاضرین نے آمین کے نعرے بلند کئے۔ ایک ایک لفظ تیز و شتر بن کر میرزا یوں کے سچنے میں پیوست ہوا۔ تقریر کا ہر فڑھہ خس میں کفر کے لیے برق بن کر گرا۔ اور پشم دن میں مجلس کی حالت بدل گئی۔ ہر طرف سے تہرانی خصب کی نگاہیں میرزا یوں پر پڑ رہی تھیں۔ موبوی احمد غیر مغلدنے کھڑے ہو کر ان کو پھانجا چاہا۔ مگر دار الحدیث کے مصری صدر درس صاحب نے فوابا کہ یہ لوگ واجب القتل اور مباح الہم میں صدر درس صاحب جوش کے عالمیں میرزا یوں کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا تم میرزا ہی نہ ہو؟ میرزا یوں نے جواب دیا۔ کہ ہم ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مرد علیٰ نبوت پر یونت صحیت ہیں۔ ہم ہرگز میرزا ہی نہیں ہیں۔ اسی لگڑبڑی میں مجلس دریم بہم ہو گئی۔ اور میرزا دو سو گردان جدہ کی طرف چل دیئے۔ اور جان بھی لاکھوں پائے کا وظیفہ پڑھتے ہوئے جدہ سے الگ جہاز پر سوار ہو کر یوں جیک کے سایہ میں امن و آمان سے کچھ بیٹھ گئے۔ راستہ بھر پھر کسی سے گفتگو کرنے کی انہیں بہت نہیں ہوتی ہے۔

عاری اور پاشا کا آخری پیغام

ابھی ابھی اخبارات میں شہید اور پاشا کے ایک خط کی نقل شایع کی ہے۔ جو شہیدیت اور پاشا نے اپنی شہادت سے صرف ایک دن پہلے بخارا سے اپنی زوجہ محترمہ شہزادی سلطانہ کے نام بغاۃ کیا تھا۔ شہزادی موصوفہ نے اب اسے ترکی اخبارات میں شایع کر دیا ہے۔ خط نہایت اہم اور بہت ایک ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہید اور پاشا میں قربانی کا جلد بکس قدم بلند تھا۔

میری رفیقہ حیات اور سرایہ عیش دس مری پیاری سنجیہ اللہ تھارا انگیان ہے۔ تھارا آخوندی خط اس میرے سامنے ہے۔ لقین کرو کہ تھارا یہ خط بھیتھے میرے سینے سے لگا رہے گا۔ تھاری صورت کو نہیں بیکھ سکتا۔ بمخط کی سطروں اور حروفوں میں تھاری انگلیاں بھتی نظر آہی ہیں۔ وہ انگلیاں جو میرے با لوں سے کمی کھیلا کر تھیں۔ اور خیڑے کے اس دھنڈلے کے میں کبھی کبھی مٹھاری پیاری صورت بھی لگا ہوں میں پھر جاتی ہے۔

اہ! کھنچی ہو۔ کہ میں نے تمہیں بالکل بھولا دیا ہے۔ اور تمہاری محبت کی کچھ پرواہ نہ کی۔ تم کہتی ہو۔ کہ میں تمہاری محبت بھرا دل تو کر اس دُور افتادہ مقام میں اگ دخون سے کمیں رہا ہوں۔ اور ذرا پرواہ کرتا ہے۔ ایک عورت میرے فراق میں رات بھر تاکے گئی رہتی ہے۔ تم کہتی ہو مجھے جنگ سے محبت ہے۔ اور تو اسے شق۔ مگر آہ! پیاری! یہ لکھتے وقت تم نے بالکل نہ سوچا۔ کہ تمہارے یہ لفظ یقیناً پسی محبت نے لکھوائے ہیں میسر دل کا کس طرح خون کر دالیں گے۔ لے کاش! میں تمہیں کس طرح یقین دلا سکتا ہوں، کہ مذیماں مجھے تم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ تم ہی میری تمام محبتوں کا منہماں ہو۔ میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی لیکن ایک تم ہی ہو۔ جس نے میرا دل مجھے چیز لیا ہے۔ پھر تم سے جدا کیوں ہوں؟ راحت جان! اب تم یہ سوال بجا طور پر کر سکتی ہو۔ سنو میں تم سے اس لئے جدا نہیں ہوں، کہ مال و دولت کا طالب ہوں۔ اس لئے بھی جدا نہیں ہوں گا۔ ہوں کہ اپنے لئے ایک تخت شاہی فایم کر رہا ہوں۔ جیسا کہ میرے دشمنوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ میں تم سے اس لئے جدا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کا ذریعہ یا ان کی حیثیت لیا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی فرض نہیں۔ ہی وہ فرض ہے جیس کی اوہیگی کی حفظ نیت ہی آدمی کو فردوس پری گاہستنی بنا دیتی ہے۔ الحمد للہ۔ بر میں اس فرض کی نیت ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ اسے عملًا انجام دیتے رہے ہوں۔ تمہاری جہادی ہر قلت میرے دل میں اگئے چلا کر قی ہے۔ گریں، اس جہادی سے جتنا خوش ہوں۔ اتنا کسی دوسری چیز سے نہیں۔ کیونکہ تمہاری محبت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو میرے عزم اور ارادے کے لئے سب سے بڑی آزادی کی رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارا بڑھ کر کرے۔ کہ میں اس آزادی کی حفظ پر پورا اُڑتا۔ اور اللہ کی محبت و حکم کو اپنی محبت اور فرض پرقدم رکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ تمہیں ہی خوش ہونا اور شکر کرنا چاہیے۔ کہ تمہارا شوہر اپنا مضمبوط ایمان رکھتا ہے۔ کہ خود تمہاری محبت کو بھی اللہ کی محبت پر قربان کر سکتا ہے۔ تم پتوار سے جہاد فرم نہیں ہے۔ میکن تم بھی جہاد میں سنتے نہیں ہو۔ کوئی مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت۔ جہاد سے مستثنی نہیں ہے۔ بھیں راجہا دیہے ہے کہ تم مجھی اپنے نفس اور محبت کو مقدم رکھو۔ اپنے شہر کی محبت کرتی رہو۔ دیکھو۔ یہ دعا ہرگز نہ کریں کہ تمہارا شوہر میسان جہاد سے کسی طرح صحیح و سلامت نہیں کے آغوش محبت میں واپس آجائے۔ کیوں کہ دُغا خود نہیں اور خود مسلسلی کی دُغا ہو گی۔ اور خدا کا پسند آئیگی۔ البتہ رعا کرنی رہے۔ کہ تمہارے شوہر کا جہاد اُلد قوا، ناد۔ اُسے فتحیاب واپس لائے۔ اور نہ جامِ شہادت اس کے بیوں سے نکالے۔ وہ سب جو سے کبھی ناپاک نہیں ہوتے۔ بلکہ نادت قرآن اور ذکر الٰہی سے ہمیشہ آشتا ہے۔ وہ ساعت کبھی مبارک ہو گی جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ سر جبے تم خوبصورت تباہی کرنے ہوگا۔ دة تن تمہاری محبت کی نکاح ہوں میں سپاہیوں کا نہیں نازمیوں کا جیسا گدر ہے۔

آہ! میری جان کے ماں کھدا! تو خوب جانتا ہے۔ کہ تیرے ثواب جنت کا مجھے کس قدر شوق ہے آہ! الود کی سب سے بڑی آزادی ہے کہ شہید ہو جائے۔ اور حضرت خالد بن ولید کے ساتھ اس کا مشتر
ہو۔ زیادا چند روزہ ہے۔ موت لیکنی ہے۔ چھپروٹ سے ڈرنا کیا؟ جب موت آئے ہیں والی ہے۔ تو آدمی
بستر پر پڑے پڑے کیوں میں؟ شہادت کی موت انہیں زندگی ہے۔ لازوال زندگی ہے۔
سچیہ! میری وصیت سن لو۔ اگر میں شہید ہو جاؤں۔ تو اپنے دیور نوری (نوری بے افر کے حقیقی چھوٹے
بھائی ہیں) سے شادی کر لینا۔ تمہارے بعد مجھے بب سے زیادہ عزیز نوری ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے نشوادھت
کے بعد و زندگی ہجرو فادری کے ساتھ نہاری جتنی بھی اولاد ہو بب کو میری زندگی کے حالت بتانا۔ اور بب
کو میدانِ جہاد میں اسلام وطن کی خدمت کئے بیجھ دینا۔ اگر تم نے یہ نہ کیا کہ یاد رکھو۔ تو میں حقیقت میں
تم سے ردِ طلاق جاؤں گا۔ میری تیسری وصیت یہ ہے کہ مصطفیٰ اکمال پاشا کی ہمیشہ خیر خواہ رہنا۔ ان کی ہر کم
مد کرتے رہنا۔ کیونکہ اس وقت وطن کی نجات خدا نے ان کے ہاتھ میں لکھ دی ہے ماچا پیاری رخصت!
سینی سلوک کمیوں میڈال کہتا ہے۔ کہ اس خط کے بعد تمہیں پھر کسی خط نہ لکھ کو نکلا۔ کیا عجب ہے کہ کل
ہی شہید ہو جاؤں۔ وکیحو صبر لزا۔ میری شہادت پر غم کھانے کی بجائے خوشی کرنا۔ کہ میرا اللہ کے کام
آجاتا تھا۔ لئے بھی باعث فخر ہے۔ سچیہ! رخصت ہوتا ہوں۔ اپنے عالم خیال میں تمہیں گل کھاتا ہوں اُن شاعر اللہ
جنت میں میں گے۔ اور پھر کبھی جلد انہوں نے ٹھہرے گے۔

کیفیت کارکردگی و اعتذار

اگرچہ حضرت مولانا طہور احمد صاحب بُوی امیر حزب الانصار بھیرہ جو مبارک جیسے بولیں نہ رکھ کے بہث
تبیینی و درہ کرنے کے قابل نہ نظر۔ مگر حضرت مددوح کی تسبیحتی تڑپ نے انہیں حق کی آواز لوگوں کے
کافنوں تک پہنچانے پر مجبور کیا۔ اور آپ ۱۹۳۶ء مارچ میں کو احمد اقبالیہ کانفرنس منٹگری کے
لئے تشریف لے گئے جہاں اہلیان منٹگری نے صاحب صدر کا بہت ہی پرجوش استقبال
کیا۔ ان کے چہرے بتتا ہے تھے کہ وصالپنے دلوں میں اپنے اس مخلص ندیہی رہنمائے ساتھ کس قدر
جدبات رکھتے ہیں۔

تاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۳۶ء مدرسہ نہمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائی اور
اہلیان لاہور کی وصافت کی تبلیغ فرمائی۔ تقریر حد درجہ مؤشرہ دادیز شابت ہوئی۔

بتاریخ ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء الجن اسلامیہ بھلوال کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائی۔ یہاں آپ نے ختم بتوت کے مضمون پر بیط احتجاجات تقدیر فرمائی۔ بتاریخ ۲۷ مریٹ ۱۹۳۶ء الجن اسلامیہ شاہ پور صدر کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائی۔ نقد چندہ اور تقدیر کے حوالے سے آپ کی تقدیر نہایت ہی موڑ ثابت ہوئی۔

بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۳۶ء احسارت تبیین کافرنز (بگڑ) ضلع ملتان کی صدارت فرمائی۔ وہاں آپ نے ختم بتوت۔ صدق کذب مزرا سچے اور جھوٹ پھر کی شناخت پر محققانہ تقریب فرمائیں۔ ہر سہ تقریبیں اپنی نظریہ آپ ہی تھیں۔ حاضرین اپنے دلوں میں حق و صداقت کا جذبہ لیکر واپس ہوتے۔ بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء سیال شریف کے عرس ببارک ہیں شمولیت فرمائی۔ عرس کی آخری مجلس میں آپ نے نہایت ہی پُر جوش تقدیر فرمائی جس میں اللہ اپنے حالات حجاز و معابرہ کا انہی پر کشمنی ڈالی۔

احسارت تبیین کافرنز نظمگری جلسہ سالانہ نجماںیہ لاہور۔ جلسہ سالانہ بھلوال۔ احسارت تبیین کافرنز بگڑ۔ اور سیال شریف کے مقامات پر خاکسار بھی صاحب مدد و رعایت میں عطا۔ بتاریخ ۲۷ مریٹ ۱۹۳۶ء حضرت مولانا محدث امامیان بنوں کے متواتر اور اصرار کے بعد یوم میلاد پر بنوں تشریف لے گئے ہیں۔

مولانا ناصر شاہ صاحب خوشابی (بلیغ حزب الانصار) و مولانا عبد الرحمن صاحب (بلیغ حزب الانصار) ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء سے یہاں تک دہلی اور اگرہ بیرون تبلیغ تشریف لے گئے تھے۔ یوم پیشہ کا در پر مولانا ناصر شاہ صاحب بمقام وجہ ضلع شاہ پور تشریف لے جائیں گے۔ اور مولانا عبد الرحمن صاحب تمام پیشہ کا در ضلع جہلم میں قدر فراہیں گے۔

انہی مصروفیتیں اور شاعریں کے پیش نذر جمیریہ شریفہ الاسلام مجیدیہ شایع کرنا پڑا یا انہی کرام مدد و رحمتیں۔ ہدنة ہمارا یہ ہرگز منشاء نہیں ہے۔ کہ کبھی بھی شریفہ الاسلام کی کسی اشاعت میں خدا برکات و ہمیہ دھوکہ موقوف نہ کریں۔ (سادون مدیر)

نہایت ضروری اعلان { تحریرہ کار ترقی پرہیز کارہائی مدت کے لئے لاشی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہے تو خاکار سے خط و کتابت کریں۔

ارشاد معاون مدیر شریفہ الاسلام بجهہ

حزب الاماندار کی تبلیغی سرگرمی کا نتیجہ

اکیت یہ فدائی کا بقول اسلام

آج حزب الاماندار کو مرض شہودیں کئے ہوئے چھ سال کا عرصہ گذرا۔ اس کی نبیا در حضرت مولانا طہور احمد صاحب بگوی مrtlea العالی نے اپنے مخلص ہاتھوں سے رکھی۔ تبلیغی ترقی کا جذبہ اپنے دل و دماغ میں رکھتے ہوئے اس نہیں ادارہ کی سرپرستی قبول فرما کر اسلامیانِ سینڈ کو مشکور فرمایا۔ صاحبِ مددوح کی نیز پرستی اس قومی دلی مجلس نے جو کام کیا وہ عالم اسلام سے عموماً اور مسلمان انہد سے خصوصاً پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ اس ادارہ کا جائے وقوع شاید بخوبی کی سزا میں بھیرہ میں ہے۔ مگر اس مجلس نے بخوبی یو۔ پی۔ سی۔ پی۔ بنگال۔ مدرس۔ برما اور مختلف ممالک تک اپنی حق کی آواز کو پہنچایا۔ پہنچا کے دل و دماغ یو۔ پی کے دیار۔ سی۔ پی کی دنیا۔ بنگال۔ مدرس کی دیواریں ہمارے اس نظریہ پر شامی عدل ہیں۔ مسلمان عالم نے ہماری صدائے حق کو سنا۔ ہمارے مقاصد کی داد دی۔ اور ہماری آواز پلیسیک کی۔ آج ہم بلکہ دل کہتے ہیں۔ کہ جس قدر ہماری اس مجلس نے تبلیغی کام کیا ہے۔ اسی تبلیغ دوڑھاضر میں شذوذ نہیں گی۔

اس مجلس کے جائے قوع (بھیرہ) کو میرزا یت کی نگاہ میں وہ وقتِ حلیل ہے جو سعائے قادریان اور کسی کو نہیں۔ حکیم لوز الدین خلیفہ اول قادریان اسی زمین کی پسیدا اوار ہے۔ قادریان اس شہر کو دوسرے درجے کا مقدس مدینی مقام شمار کرتے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر موجودہ ۲۰ ربیعی شعبہ بر و جمیع شمری محمد شیخ دوبارہ کند لوز راموری (بھیرہ) نے جامع مسجد بھیرہ میں اگر حضرت مولانا طہور احمد صاحب بگوی مrtlea کے دستی ہنچ پرست پر مربیت سے تائب ہو کر اسلام لایا۔ رسولم نے کور اپنے ابا و اجداد سے نہ صرف قادریانی تھا۔ بلکہ قادریا۔ کا سرگرم کارکن تھا۔ وہ نہ صرف میرزا یت تھا۔ بلکہ کفر میرزا یت اور میرزا یت کا علمبردار تھا۔ نویں ندو کے اسلام لانے سے مزایوں کے گھر میں صفتِ اتم بچ گئی۔ اور بھیرہ کے میرزا یتوں میں وہ انقلاب آیا جس کا رومنا سونا کوئی ممکنی بات نہ تھی۔ میرزا یتوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ اگر مسلمان عالم کی توجہ سے حزب الاماندار کا ادارہ اسی سرگرمی اور تبلیغی تراپ سے کام کرتا رہے۔ تو بالآخر انہیں خلیفہ قادریان کی بعثت سے ہاتھ دھوکر آتائے دنی خداہ الجی داعی کے دوسری دو بستہ ہونا پڑے گا۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكَيمُ (لیل رعاون)

تفصیل در و تبصرہ

کشف الغطاء: شیعوں نے حال ہی میں ایک رسالہ شایع کیا ہے جس میں بزم خداویت آیا
قرآنیہ سے ارسال الیین فی التصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید غلام حن شاہ صاحب ہاری
نے کشف الغطاء کے نام سے اس کا عمدہ رد تالیف کیا ہے۔ کشف الغطاء میں قرآن، حدیث و کتب نہیں
شیعہ سے ہاتھ باندھ کر نہ از پڑھنے کا ثبوت۔ شیعوں کے پیشکردہ جملہ دلائل کا رد۔ علاوہ از شیعوں
کے دیگر مطلب عن وفاکس۔ فک وغیرہ کی بعض خصوصی انداز میں تردید فرمائی ہے۔ مولانا سید غلام حن شاہ
صاحب دیگر مسائل پر بھی رسائل تالیف فرمائے ہیں۔ اہلسنت کرائے قابل مصنفوں کی حوصلہ فرقی
کرنی چاہئے۔ اور کشف الغطاء کو خرید کر نہ اوقاف شیعوں میں تعمیم کرنا چاہئے۔ فی نہنہ ۲۰
منیجہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) سے بھی مل سکتی ہے۔

قادیانی مذہب { محترم پروفیسر الیاس برفی صاحب نے اس کتاب کو لکھ کر اسلام
قادیانی مذہب کا درس ماذن کی بیش بہادر خدمت انجام دی ہے۔ اب ہمارے سامنے اس
کتاب کا چوتھا ایڈیشن ہے۔ فاضل صنف نے اس میں پہلے ایڈیشنوں سے بہت سا ایجاد کیا۔
کتاب اپنی خوبیوں کے پیش نظر تسامہ ہندستان میں بے نظیر جاذب توجہ ہوئی ہے۔ اور تاج
علمائے کرام اور مبلغین حضرات نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے جس میں ترتیب و تدوین سے
انہیں نے قادیانی مذہب کا علمی محسوسہ کیا ہے۔ یہ صرف اُن کا حصہ ہے۔ قادیانیت کی قلی
کھولنے کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے لگایا
جا سکتا ہے۔ کہ ہر سہ ایڈیشن ہاتھ قوں ہاتھ قوم کے پاس چلے گئے۔ اس کتاب کے خریدنے سے
میرزا ایشت کے تمام اندوختی رازوں کا پتہ چل سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ جنماعہ قدوس فاضل
محقق کو بیش از بیش اسلامی خدمات کا موقعہ دے۔ اور اس خالص مذہبی خدمت کو مقبول
فرمائے۔ کتاب طباعت دیدہ زیب ہے۔ کاغذ بہت عمدہ ہے۔ قیمت تین روپیہ (ستے) ہے۔

کمال احمد فاروقی بیت الاسلام حیدر آباد کن

مقدمہ فہریح الایمان [ایک کتاب مولانا فتح الدین صاحب اذبیر مرحوم کی تصنیف
جس و ترتیب و تہذیب فرائت و تنظیم کتابت پر نہایت ہی بسط و تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔
فضل مصنف نے اس کے علاوہ اور کمی بہت کتاب میں کمی ہی مصنف کا تحقیقی میباہم بہت بلند
ہے جس پر ہر چنف کا پنچار شوار ہے۔ کتابت و طباعت متوسط۔ قیمت فی جلد ملار

ملنے کا پتہ محمد طرفی الردین نقاشہ حافظ خان محمد مرحوم بیرون واڑہ ہی شاپ
کتاب العطا [یہ کتاب بھی مولانا فتح الدین صاحب اذبیر مرحوم کی دماغی کا دشمن کا نیجہ ہے
ہی تحقیقانہ بحث کی ہے۔ ہر سلسلہ کے پہلو پرستند فہری کتابوں اور معتبر فتاویٰ سے استدلال
کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے مطابقو سے فاضل مصنف کا تشریعی مسترش ہوتا ہے مسئلہ زیر بحث
میں اختلاف اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی مصنف کا پیرا یہ تحقیق سنا نت و سنجیدگی کا مکمل
کار نامہ اسندر ہے۔ کتابت و طباعت متوسط ہے۔ قیمت فوجدار رہنے کا پتہ مندرجہ بالا۔

صفوہ المصادع [یہ کتاب علم صرف کے خواہشمندوں کے لئے ہے ایک بہترین کتاب
لیکن قیمت کی لکھی ہوئی ہے۔ فن مصادر میں اس کے دیکھنے سے ایک خاص قابلیت پیدا ہوتی
ہے۔ علم صرف کے فن مصادر پر یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اس کے مطابقو سے فاضل مصنف
کی عربیت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صرف پڑھنے والے قابض علم اسے ضرور میں
کتابت و طباعت متوسط۔ قیمت ہر ۴ ملنے کا پتہ مندرجہ بالا۔

تکریب دسائی جمیع گلستان [یہ مختصر سالہ بھی مولانا اذبیر مرحوم کا نوشتہ
کی گئی ہے۔ فارسی تکریب کے خواہشمندوں کیلئے بے حد مفید ہے۔ کاغذ و طباعت اچھی ہے
قیمت فی جلد سار ملنے کا پتہ ————— مندرجہ بالا +

شجرہ والائیت [یہ دیوری نقشہ بھی مولانا اذبیر کا مرتبہ ہے۔ فاضل
مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ خدا جانے کی قدر

شبانہ روز صائم جب ملک کا نتیجہ شجرہ کے زنگ میں ظاہر ہوئیں۔ اس سلسلہ میں خواز المسلمین خاتم النبیین صے اللہ علیہ وسلم کے پُرشت دریشت شجرہ زب کو اصل الائاب قرار دے کر صحابہ کرام شہیدانِ نظام کے خاندان کو فرع ثابت کیا ہے۔ اس کے ساتھ کتابی زنگ میں فہرست اسماء شہیدان بھی مزید واقفیت کے لئے لکھی ہے جس میں حروف صحابوں کی ترتیب پر شہیدانِ اسلام کے اسماء گرامی درج کر کے مقابلت نمبر شجرہ درج کئے ہیں۔ تا کہ آسمانی سے شجرہ پر طاخہ کیا جاسکے۔ ہر ہمان کے لئے خود بیان ضروری ہے۔ ترتیب طباعت دیدہ زیب قیمت شجرہ۔ ارتقیت فہرست ۲۔ ملنے کا پتہ۔ مندرجہ بالا۔

سلطان المشائخ { یہ ماہواری جبریدہ سجادہ شین آستانہ کچھو چھپے
لکھا ہے۔ کی سرپتی میں شایع ہوتا ہے۔ یہ جبریدہ اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر علم تصوف کا علمبردار ہے۔ اس میں صوفیانہ مضامین شایع ہوتے ہیں۔ رحمات الاولیاء، پرجٹ ہوتی ہے۔ رسالہ اپنی مجموعی حیثیت سے بہت ہی خوبیوں کا حامل ہے۔ ساز قیمت عین فی پچھے ہم رکتابت و طباعت متوسط۔ سجادہ شین و خلفاء دروس اسے گیارہ روپے سالانہ۔ خط و کتابت کا پتہ:-
لَا هُوَ

سید محمد شاہ صدیق قادری اشرفی فتح رسالہ سلطان المشائخ بھائی گیٹ بلازمیاں کی تصویب
اسلامیان ہند کو مژر :- محمد صادق صاحب نہماں معلم جامع علمبرداری اپور کادو۔ امیشین شایع ہو گیا۔ شایعین کا مدت سے اصرار تھا۔ مرزا بیٹت کے رد میں اس منوضع پر اس سے زیادہ کوئی محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ خواہ ہند حضرات بہت جلد منگولیں: ملنے کا پتہ:- فتح و فتوح اشاعت ترجمہ مرزا یہہ موری درازہ بھاولپور ضروری لداش را جن حضرات کی میعاد خربداری اس پرچہ کے ساتھ ہیں جن میں ختم ہو گئے ہوں۔ برائے مرزا چندہ نذریہ منی آرڈر روانہ فرمائیں ۲۔ جن حضرات کی خدمت میں رسالہ طبلہ نمونہ حاضر خدمت ہو رہا ہے۔ برائے کرم وہ اپنے عندهیہ سے مطلع فرماؤں۔ ۴۔ جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بامیہ قبولیت حاضر خدمت ہو رہا ہے۔ برائے کرم وہ حضرات چندہ نذریہ منی آرڈر روانہ فرماؤں۔ ورنہ خاموشی کی صورت کو رضا سمجھتے ہوئے ماہ آئینہ کا پرچہ نذریہ وکیاں۔ ارسل خدمت میں جن کا وصول کرنا اسلامی و خلافی فرض عاجز غلام میں معنی عنداز شجر

متاتعی میں ایکار و لعان و ظہار کو عند الجہور یہم کرنا بھی غلطی ہے۔ رسالہ فتحہ میں مجلسی لکھتے ہیں:-

وَدِينْ عَنْدَهُ مُتَّعِنْ، أَيْلَادْ وَلَعَانْ وَظَهَارْ نِسْبَتْ نَزْ دَاكْشِرْ فَهَارْ^{۱۱}

اس سے بھی معلوم ہو کہ متاتعی پر زوجہ کا طلاق صحیح ہیں اور نہ دہ زوجہ ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے والذین يرموئن آثرا واجهم۔ اگر دہ شرعاً زوجہ ہوئی تو اس آیت میں داخل ہوتی اور اس پر لعان ہوتا۔ سورہ مونون کی آیت کو تو کی کہہ کر بھی چلتے ہوئے تھے۔ اس آیت میں کیا ہیں کے۔ علاوه اس کے بخشن احکام نکاح کے ساتھ متعلق ہوئے ان آیات کی نسبت کیا فرمائیں گے۔ چنانچہ محمد اللہ یہ حق کی ایک روایت مل کئی عن علی نبی سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المتعة و اما کانت ملن لمحتجد فلم انزل النکاح والطلاق والعدت والمیراث لتفصیل تعليق المجد)۔ اور سنویں الاول طاریں ہے۔ قال ابو هریرۃ فیما یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هدم المتعة الطلاق والعدت والمیراث اخر جه الدارقطنی وحسنہ الحافظ^{۱۲} پھر فرماتے ہیں۔ ”عدم وجوب عدت طلاق بھی زوجت سے نہیں نکالتا“ جب متعہ میں طلاق ہی نہیں اور نہ طلاق کی ضرورت۔ عدت ختم ہوئی او متعہ غائب۔ قواب عدست کا ذکر کرنا ہی فضول اور بے محل ہے۔ طلاق ہی نہیں تو عدست طلاق کے کیا معنے مجلسی رسالہ فتحہ میں لکھتے ہیں:-

وَدِيرْ بِنْ عَقد طلاق نِسْبَتْ بلکِ جدَافِی مَسْوَدَرْ آمدَنْ مدْتْ بايجشیدن زوج آن را باو^{۱۳}

گفتگو تو عدست طلاق میں ہے جو زوج کے لئے لازمی ہے۔ اگر بلا طلاق کے بھی شیعوں نے متاتعی پر عدست واجب کر دی ہے تو یہ خود قرآن عظیم کے خلاف ہے۔ قرآن تو مطلق کے لئے عدست واجب فرماتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَنْطَقْتَ يَدَرْبَصَنْ بِالْفَسِيْهَنْ ثَلَاثَةَ فِرْوَادْ۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَطَلِقُوهُنْ لِعَدَّتِهِنْ وَلَهُوَا الْعِدَّةَ۔ اور شیعے بلا طلاق کے بھی ضروری فرماتے ہیں۔
بے پیش تقاضت رہ از کجاست تا بجا

۱۱ اور وہ بھی تگان قروہ۔ اب قروہ سے خواہیں مراد ہے یا طہر۔ اور شیعوں نے مدست عدست تقد ایک ہمیشہ سقر کی قشگان کی یہ دوسری مخالفت ہے۔ ۱۲ من

تو جس طرح بلا طلاق کے برخلاف قرآن عدت کو لازم کر دیا۔ اگر غیر زوج بھی عدت لازم کر دیں تو اس کو کونی کیا کر سکتا ہے۔ وہ جانیں اور ان کا دین ایمان نہیں جب مخدکے اندر ہر دو رنفہ واجب نہیں۔ تو فرمائیے عدت کے زمانہ میں وہ کس کے سر کھا سے گی۔ برخلاف مطلق کے کہ اگر اس پر عدت واجب ہے تو زوج پر عدت کا نفقہ بھی واجب ہے اور فائدہ بھی لای ہے کہ شخص کسی کے حق میں مجبوں ہوتا ہے اُس کا نفقہ بھی صاحب حق کے ذمہ ہوتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی وائے ملیون کو قید کرتا ہے تو ملیون کا خرچ بھی وائے سے لیا جاتا ہے۔ برخلاف عدت وفات کے کیونکہ وہاں اولاد زوجہ خود اس کے مال کا وارث ہو جاتی ہے۔ ترکہ اور نفقہ دو دو حق دینا خلاف الصاف ہے۔ ثانیاً نفقہ آڑ واجب ہو گا تو زوج کے مال میں اور اس کا متر وکر جلد و رشنا کا حق ہے ایک کل حق دو سکر کو دلانا یہ خود قرین الصاف نہیں ثالثاً نفقہ یوں فیما لازم ہوتا ہے۔ پہنچیں کہ یوری عدت کا نفقہ بیکدفن وصول کر لے۔ تو قبل اس کے کہ زوجہ کا حق نہیں زوج کے متر وکر سے منتعل ہو و رشنا کا حق و راثت اُس کے سامنے منتعل ہو گیا۔ اب وہ وصول کرے تو کس سے کرے۔ اور اس کو ملے تو کس کا حق ہے۔ رابعاً عدت وفات حق زوج نہیں بلکہ حق شرع ہے کیونکہ موت منافی اسحقاق و بطل حقوق ہے پس اس عدت کا نفقہ بھی خدا سے تعالیٰ پر ہو گا نہ زوج یا اس کے متر وکر پر کیونکہ زوج معدوم ہم ہو گیا۔ اور متر وکر دوسریں کا حق ہے دیکھو چور دوسروں کا مال چوری کرتا ہے ترکہ کو نہیں۔ اپنے سیاستی حقوق میں چور کو قید کرتی ہے اس کا کھانا پینا بھی گورنمنٹ کے ذمہ ہے نہ صاحب مال کے ہند اما ظہر لی فی هذه المقام وَالحمدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالٰمِ وَالْأَكْرَامِ۔ البتا اگر عدت طلاق کے اندر زوج کا وفات ہو جائے تو بقیہ عدت کا نفقہ زوج کے متر وکر سے دیا جائے گا۔ اور اس کا حال مثل اور دیون کے ہے۔ مجلسی کے اس حمل سے باجھ شیدن زوج آن را باہم معلوم ہو اگر اگر عدت متعدد طویل ہے اور درمیان میں بارہم اختلاف و رجیش پیدا ہوئی۔ تو بھی علیحدہ ہو جانا رواہ ہے۔ بلکہ اگر زیادتی عورت کی ہے تو ہر کو ایام متعدد تقسیم کر کے بقیہ دلوں کی اجرت کم کر دینا یا اپس کے لیے بینا بھی جائز ہے۔ فی رسالت المنفعہ للجنسی۔

واگر منع کند زوج زوج را نمیتع گرفت در بعضی مدت نے رس زوج را کھلب کند عومنی (تباوان) ایام بکر منع کردہ اما می رس د ک نسبت بآن

ایام از فہر کم کند"

کیوں نہیں ٹھیک اسی کو کہتے ہیں۔ فی الحقیقت مُحکم دار اگر اندر میعاد کے شیکر چھوڑ کر بجا ک جائے تو مالاک کا کیا بیڑا۔ بلکہ اگر زیادہ جمع کر دینے والا کوئی کھڑا ہو گیا۔ تو اور فائدہ ہی فائدہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں "لَيْكُوْنُ عِنْدَهُ مَخْلُوقٌ اُوْرَآثَةٌ كَمْ تُعْدُ طَلاقٌ نَّهِيْنَ۔ اُغْرِيْصَهُ مَنْ كَوْنُ عِنْدَهُ حَدَّمْ هَوْيَهُ" یہ لپا جھوٹ ہے و مخالف قرآن ہے اور شاد خداوندی ہے۔ وَاللَّا إِنِّي لَيَسْأَلُ مِنَ الْمُحْيِيْضِ مِنْ إِسَاعَلَمَانِ اِنْتَ شَتَّمْ دَعَهُمْ هَقْنَ شَلَّةَ اَشَهِيْرًا وَاللَّا إِنِّي لَعِيْحِيْضَهُ۔ اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ آثر کی عدت تین مہینے ہے اسی طرح صغیرہ اور بالغہ غیر حالضہ کی بھی عدت ہے۔ اور زنی عدت غیر مدخولہ کے بھی اتنی دار نہیں ہو سکتا جب حق بجانہ نے مطلق غیر مدخولہ کو خود ہی عدت سے بری کر دی تو اس میں طلاق کا کیا اجراء ہے قالَ اللَّهُ كَعَلَىٰ يَا يَهُوَ الَّذِيْنَ اَمْتُنُوا اَذَا اَنْتَهَمُوا مُؤْمِنُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ آنِ عَمْسُوهُنَّ فَمَا الْكُمُّ عَيْلُهُنَّ مِنْ عَدَدٍ لَا يَعْتَدُ وَهُنَّا فَمَتَّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَّاحَ حَمِيْلَةً" (سورہ احزاب)

اگر حق بجانہ غیر مدخولہ کی شخص نہ فرماتا تو آیات طلاق کے رو سے اس پر بھی عدت لازم ہوئی۔ اب عدت کی حدت بھی سُن یعنی۔ عدت کی ضرورت حفظ ذریب للح ہے۔ چونکہ علامات حمل فوراً ظاہر نہیں ہوتے اور ایک حیض کے بعد ہوئے میں احتمال مرض بھی ہے تو قرب علوق اول و اجازت نکاح ثانی و عدم عدت کی صورت میں خلط نسب اور احتمال زراع بین الزوجین متین نہما سلسلہ شریعت مطہرہ نے مدخولہ کیلئے تین میہنے کی عدت لازم کر دی کہ تین میہنے میں جس علامات حمل پورے متین ہو جائے اب ار بعد عدت نکاح ہو تو نہ خلط نسب کا احتمال رہا اور زوج اول کو زوج بنائی کے اولاد میں نزارع کی صورت تلقی رہی اور غیر مدخولہ سے نکاح ثانی

لَهُ حَالَ اِنْكَارٍ شَادِخَلَادِنِيْهِ فَلَكَ تَحْكُمُ وَإِمْمَادُ شَيْعَةٍ اِنْ شَرِّا شَادِهِ وَكَيْفَ تَأْخِدُ وَهُوَ وَقْدَ اَفْضَى بِعَصْلَمَهُ إِلَى الْبَعْضِ۔ جب نفس دخول تے پورا مہر لازم آتا ہے۔ اور متعہ میں کم کرو بینا را ہے تو یہ بھی اسکی دلیل ہے کہ متعد نکاح نہیں۔ تعجب ہے کہ متعد کے جتنے احکام قرآن کے خلاف۔ لَعُوذُ بِاللَّهِ عَزَّ اَمْنَهُ

لَهُ اس سے معلوم ہو اک آئے و بیشیرہ یا بالغہ غیر حالضہ کی عدت طلاق تین میہنے ہیں اور شیعہ بھاں بھی عدت منعد ایک مہینہ فرماتے ہیں۔ اس سے زیادہ تحریف یا تبدیل کیا ہوئی۔ تک اس کی قبولی کو زدایی کیا ہے۔ جب ان کے نو دیک قرآن بیاض عجمی و کتاب محرف ہے۔ ما من عجز الرّدّ۔

میں نہ خلط فسب کا احتمال اور نہ زوج اول کو اولاد میں فرماج کا حق پیدا ہو سکتا۔ ایسی صورت میں عورت پر عدالت کا لازم کرنا اور اُس کو نکاح ثانی سے روکنا محض لغو صحیح ہے، اور چونکہ عدلت طلاق کے اندر زوج کا فائزہ منصوب رکھنا۔ اسلئے عدلت بھی زوج کا حق قرار دیجئے۔ اور عدلت غیر بد خوبی سے زوج کا کوئی قائد متعلق نہیں تھا۔ اسلئے مطابق پر الزام عدلت کا کوئی حق بھی زوج کو نہ دیا گی۔ مقال آللہ تعالیٰ فَمَا الْكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدْلٍ^{۱۷} لکم کا فقط استحقاق و انتقام ہے۔ میں تین ہے جیسا کہ وَأَخْبُرُوا الْعِذَّةَ میں احصار و شمار کا حق زوج طلاق کے لفظ کے خیال سے زوج کو دیا گیا۔ پس منع میں بعد انتظام مبتدا بوجود دخول عدلت کا نہ ہو ناحدمت شایع کے بالکل منافی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوئا کہ اگر عقد متعہ مشروع ہوتا تو بعد انتظام مدت حسب تصریح سابق عدلت اُس کیلئے لازمی ہے۔ ورنہ فرادات مذکورہ پیدا ہوتے اور افساد کی اجازت کو یا من جانب اللہ سمجھی جاتی تعالیٰ اللہ اور ایک چینیہ جاتیں روز فی الحیثیت عدلت شرعی نہیں ہے جو زوج دخول کیلئے لازمی ہے بلکہ وہ بھی ایک من گھڑت بات ہے۔ نعوذ باللہ۔ اب رہ عدلت فات کا خضر۔ اسکے متعلق رسالہ متعہ میں مجلسی لکھتے ہیں:-

وَأَنْوَرِينَ مِيَانَ فُوتَ شُودَ عَقْدَ بَاطِلَ شُودَ زَوْجَ رَاهِرَ نِيَتَ وَعَدَتْ
شَهْ بَابِ دَاشْتِ ۝

ملگر پھر خواری دُور ہا کفر ملتے ہیں:-

اًمَا اَكُرَ زَوْجَ فُوتَ شُودَ خَوَاهَ دَخُولَ كَرَدَهَ بَاشَدَهَ خَوَاهَ كَرَدَهَ بَاشَدَهَ بَاشَدَهَ
کَرَجَارَهَ دَدَهَ رَوْزَ عَدَتَ دَارَدَ اَكُرَ آزادَ بَاشَدَهَ اَكُرَ بَندَهَ بَاشَدَهَ دَهَ دَهَ دَهَ ۝

اب نہ معلوم پر عمارت الحقیقی ہے۔ یاخود حضرت مجلسی کو اہل سنت کے اعتراف پیش نظر ہوئے جس سے مخصوصی کی یہ صورت نکالی یا یہ کہ پہلے متعدد کا حکم میان کیا پھر زکاح کا حکم میان فرمایا ہے۔ وانہ تعالیٰ اعلام کر جب میرے ذمہ اسی قدر ہے کہ کتب شیعہ سے عدم وجوب عدلت وفات کو ثابت کر دیں۔ اونہ محمد بن الشیعات بست کر دیا۔ تو تن افضل و تھرافت عمارات کو مٹانا اور عمارات مختلفہ میں تطبیق دینا ہرگز میرے ذمہ عالمیں ہو سکتا۔ البته مجلسی رسالہ فقیہ میں لکھتے ہیں:-

وَاجْبٌ نِيَتٌ وَرَعْدٌ مُعَذِّبٌ غَيْرُ اِذْ اَنْجَ ذَكْرٌ شَدَّ اَذْمَرٌ وَمَدَتٌ وَلِيَنْ سَنَتٌ اَسْنَلَهٌ
ذَكْرٌ كَنْدَرٌ كَمِيرَشٌ اِيشَانٌ نَيَاشَدَهُ اَوْ الرَّفَقَ وَسَكَنَ نَيَاشَدَهُ وَمَرَدَهُ بَهْزَلٌ رَسَدٌ
اَزْوَادَزَنٌ عَدَتٌ بَدارٌ وَبَعْدَ اَمْوَاتٌ ۝

اس سے پتہ چل گیا کہ عدت وفات لازم عقد نہیں۔ بلکہ لازم شرط ہے۔ پس جن لوگوں نے عدت کو لازم کہا ہے اُن کا مقصود لذوم بے لذوم پر بنائے شرط ہے۔ والا فلہ۔ چنانچہ مجلسی عبارت سابقہ کے بعد لکھتے ہیں:-
”وہ شرطیکہ جائز باشد شرعاً پو در اصل عقد ذکر کنند لازم باشد ان شرطیکہ پیش از عقد یا بعد از عقد کنند۔“

اویسی وجہ ہے کہ علمائے شیعہ کی تحریر سے عدت وفات مختلف طریقہ پر ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ جب اُس کا مارٹشوپر ہے تو جقدر شرط مطہر جائے گی شرط کے مطابق لازم ہوگی اور یہ مقنائز فہی نہیں ہے۔ لفظ تو اس میں ہے کہ عدت وفات لازم عقد منعد ہے یا نہیں اور لازم عقد نہ ہونا بکمال وضوح ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ علی ذلک پھر فرماتے ہیں اور ممتغات کا عدم تحدید بھی منافی توجیت نہیں۔ کیونکہ ملکت ہمین وجوہ تکاچ دام کا قسم ہے پھر بھی اُس میں تحدید نہیں۔ پس اگر وسرے قسم یعنی ممتعہ میں تحدید نہ ہو تو کیا عجب ہے؟ ملکت ہمین کو تکاچ کی قسم شیرازاً العبة طفلان اور عجب الحجابت ہے کما لا یخفی علی اولی الالباب۔ ۱

اب یہ حاصلنا چاہتے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بطلان ممتعہ پر تین دلیلیں پیش کی تھیں۔ ایک یہ کہ زوجین میں بنس قطعی توارث ضروری ہے۔ دوسری یہ کہ اولاد کا شبوت نسب ضروری ہے اور نفس لفظی سے انتقال نسب نہیں ہوتا۔ ثیسراً یہ کہ زوجہ پر عدت وفات ضروری ہے۔ اور بکہ اللہ عزیز نبیوں یا نبیوں برداشت شیعہ ثابت ہو گئیں اور صاحب برهان ایک برهان بھی اُس کے خلاف پیش نہیں کر سکے۔ ۲

والفضل ما شهدَ دُثْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

بلکہ جقدر انہوں نے یا نبی یا ایک بھی نبی۔ والحمد للہ علی تبوّت الحق و بطلان الباطل۔

مشتمل

اگر طرفین کی روایات سے قطع نظر کیا جائے اور فقط کتابت اللہ پر ممتعہ کا فیصلہ

لئے تھا ملکے شیعہ کو مخالفت قرآن کی روایت کیا ہے۔ یہ تو مفتریات روافض پر ایمان لائے پڑتے ہیں۔ یا ان کے لئے وہ مصاحب جو اکر بر نازل ہوئے کافی نہیں۔ صاحب مزیدت حیری بکمال اتفاقاً بر بکمال بے شری بدد و میں فرماتے ہیں: ”وَعَلَى عَالَى شَاهِرٍ أَسْتَدْعَا قَاتِلَ شَاهِرٍ بِمَمْبَرِهِ“

رکھا جائے۔ تو تمام دنیا کے شیعے بھی اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ وَلَوْكَانَ لَعَصُّهُمْ وَلَيَعْصِمْ
ظَهِيرًاً أَطَّاً۔ کوئی علمائے شیعے سے استقفار دیکھے۔

(۸)

ترویج مذہب کیلئے اک سنتھری پھر کم نہ تھا۔ جاہلوں اور شہوت پرستوں کے
پھانے کوئی کافی دافی تھا۔ مگر مذہب کے دلدارہ فقط اسی پر اپنی ہمت مردانہ کا خاتمه
کیوں کرنے لگے۔ علامہ حنفی مختصر النافع میں لکھتے ہیں۔ واد اخطب المؤمن القادر
علی النفقۃ و حب احیا بتدہ و ان کا ان الخفض لنسبا و ان منعہ الولی حان
عاصیا۔ یعنے اگر کوئی کذات شیعہ بھی ابشر طیکر وہ کھانے پینے سے خوشحال ہو گئی عاری
خاندان شریف النب شیعہ کی بیٹی سے پیغام کرے تو اُس کو قبول کرنا واجب ہے۔ اور اگر
دل کچھ روک لوک کرے تو انہوں کا رکار۔

صاحبہ کیا بھی شیعہ بننے میں کوئی ہدر ہے۔ تم خواہ کسے ہی کذات اور
کمینہ ہو گے مگر خوں فی المنشیعین کے ساتھی سیادت کی بیڑھی تھا رے سر
بند جائے گی۔ مگر افسوس مخلصوں کی بیہاں بھی کذرا ہیں۔ کاش مجہدین عصر اس قید
کو اٹھا کر امر ضيق کی توسیع فرمائے۔ پھر اشاعت مذہب کا پہار دیکھتے۔ رذاق تو
حق تعالیٰ شانہ ہے مامن دامتہ علی الہی عز وجلی اللہ عز وجلی پھر روک لوک

(القیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) برائے جماحتے کا اصول و فروع خود را مقصود براؤ امر تقدیم داشتہ باختہ والتفا
بر احمد بنا و لوکان کتاب الشہزادہ نہ دیانتہ اقوال عترت راشل اقوال سعیر و اجب الاتباع عہدہ
باشد و بعمرت شان از صغار و کیا یہ اثمام فال و عینی ابھارا مبارکے از انبیاء و اوصیا معترض باشد
چکونہ پیشی افسن مشاقت خدا و رسول می تو انند نمود۔ وجادہ مخالفت ائمہ مخصوص تو اند سو ٹلاں
عیارت سے غایبہ شیعیکی شاعت ہو یا ہوئی ہے۔ اہل ایمان پر مخفی نہیں۔ اثناء رسول کا اوان چتھے بیہاں
نامہ ہی نہیں۔ اثبات ع رسول کی ان کو ضرورت فقط قرآن پر بھی ان کو عمل چاہوئیں جبکہ ائمہ و میمین
کسی علم قرآنی کے ساتھ ممالیں میں پھرا یہ سوالوں کو جھپٹی قرآن مد عمل کی یہ وہی جائز فرض
نہیں۔ ان کو اسلام اور ایمان سے کیا ہر ہو سکتا ہے۔ نتوڑ یا مدد من نہہ العصیدۃ الشیعہ کو یا قرآن
مجید اکہ ایک درجیں ہیں۔ اور ائمہ تکوہن قرآن نہیں۔ شان یہ اتباع قرآن لازم اگر واقعی ائمہ شیعہ
ا یقیہ ہی تھے کہ قرآن کی نیں در رسول کی میں تو اہل عقل کے نزدیک ان کی اور ان کے اتباع کے
خارج از اسلام ہوئے میں کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ فراسو جو تو سی۔ ۱۳۰ ولایت جمیں عقیدۃ الشیعہ
۱۷ چنانچہ صاحب ضریت حیدری ج ۲ ص ۱۷۱ کے حاشیہ میں شعلہ نظر ہے نقل کرتے ہیں۔ اگر احمد
از علی الغین و رخواست متعربا زانیک آئہا یا متعربوں کروہ نیست خواہند کرد آئہا ہمیں جواب خواہند کفت کفاح
متعرب اسعار فرات و مہمات باعثی الغین فیوا صاب بنا جکم اکثر علماء میں مذہب ما جائز نہیں است اگر تو غبت
لکھاں یا منہج بازن مومنہ ذواری اول اطمہار تبرہ و نیز اسی از اصحاب شیخ و فہمہ اے ارجوہ داشتہ و امثال
(بابی بر صور ائمہ)

کیا مقتضائے الففاف بھی بھی ہے کہ جب ایمان کے مقابلہ میں ذات کی پرواہ ہوئی تو بہات کی بھی نہ ہوئی چاہے۔ مگر بات یہ ہے کہ بوزد طبع دیدہ ہو شنیدہ

سینیم

شاید اسی مسئلہ کی وجہ سے جناب اُنیر نے حضرت عمر کے ساتھ امکانوں سے انکار نہیں فرمایا۔ مدرس رسیل سے بھی حضرت فاروقؓ کا کامل الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے

(۹)

اور لمحہ۔ مردِ صین نہ رہنے اس پر بھی سیز نہیں کیا اور دین فروش شہوت پر سو کے چھانے کیلئے جب اسکو بھی کافی نہ بھا تو اواطت بروجہ کا مسئلہ نکالا۔ اور اسکو جائز بتایا اور احمد رحمٰنی کے اقوال و افعال و نصوص قطعیہ سے اسکو بڑا یا کلوخ زرد الکو وظیح مرتین فرمایا۔ منبع الصادقین میں ہے۔

اکثر علماء کے امامیہ برائند کا ایں آئیت دلالت است برواز ولی در دربار ابریسیل کراہت و مخالفین آن رامنع کردا اندان ہجتی (تفہام)

حضرت بن سویقی روایت ہے۔ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْمُكَفَّلَ بِالْمَرْأَةِ فِي دُبْرِهَا قَالَ لَا جَاءَنِي - (تفہام لقلائی عن الاستبصار وغیرہ)

گرچہ اسکی حدت کی روایات کتب امامیہ میں رہتی ہیں مگر اسی پیدا کا کہاں تک تذکرہ کیا جاسکے۔ الحدیث اتت لحنیشین و الحدیث اتت لحنیشین و الحدیث اتت لحنیشین و تذکرہ اور سن لیجئے۔ ارشاد علی میں ہے والوعلی فی الدبر کالوعلی فی المقابل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب۔ لیجئے لواتت سے ثبوت نسب عجیب بات ہے۔ علماء کے تشریح عضای سے سخت علی ہوئی کہ رحم کے ذریعہ متفقہ کو بیان نہیں کیا۔ شاید حکم کے یورپ شیعوں کے کمال ممنون ہوئے کہ ان کے فیضان سے علم فخری کا ایک نہایت ضروری لفظ ملقع ہو کیا۔

(لقدیر حاشیہ صفحہ ۵) و اتنا ج و اطراب ایسا بر و کے کاراری۔ بعد ازاں البتم طلب تو بھول خواہ ہوست۔ آخر دعاہ شمعا میں مقصود دلی کو نہیاں نہ کوئی سکے اور اس کا اظہار کری بیٹھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ ہونے کیلئے شیعوں کے اصول خمسہ کو تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں۔ فتنہ تبریزی ہی نہ بشید کا اصل الاصول ہے۔ جو شخص جس درجہ کا نہ رہی ہو کا اسی درجہ کا کامل المذهب بمحاججه ان کی ساری ریاست و شرافت تبریز کے نزد ہے ۱۲ مسٹر غفران اللہ رہ۔

اور سنو طوسی فرماتے ہیں ہذا العمل من سنت الانہمہ در ذوالفاراعی، بعض فہمہ شیعہ کی تحریر ہے جو کہ اہم و ملی فی الدین مفہوم ہوتی تھی اس روایت نے کامہت کا دہمہ بھی مٹا دیا۔ اور اس اجنبیت الاعمال کا راستخاب بھی ثابت کر دیا۔ اور شیعان والہ شیعان کی طہارت نفسی اور پاک طہینتی و لطیف الطبعی کا راز بھی فاش ہو گیا۔ کرچہ اس بیان کو ہماری گوئنڈٹ نے سخت جرم قرار دیا ہے مگر اصول آزادی منہب کی بناء پر امید نہیں کہ شیعہ اس سے احتراز کریں مگر جس طرح ہماری گوئنڈٹ نے سقی وغیرہ ایسے خالماں نہ رسم کا انسدا وکیہ ہے اس پر لازم ہے کہ غریب شیعی عورتوں پر بھی نظر تو جو درجہ و رحم فرمائے اور ان کو اس صریح خلاف فطرت طلب سے ساخت دلانے میں اپنی عطا وفت دیا ستر خواہ کو کام میں لائے۔ اس میں شہپرہیں کہ اس قسم کے مختصرات رواۃ و علمائے امامیہ کی کمال دوڑنی و مال انہی پرہیزی میں کیونکہ آدمی مختلف الطیائیت ہوتے ہیں۔ کوئی نظیف ہے کوئی کشیفت۔ کوئی لفیض ہے کوئی خیس۔ کوئی نفاست کا شیدا کوئی خباثت پر فدا۔ تو فقط اصول متعارف کی صورت میں اشاعت نہ رہ شیع کا کام ناہما مرہنا تھا اور جتنا کہ ہر یک خیال و ملمے کی دلچسپی و تابیغت کی صورت پیدا نہ ہو سب کا دام از شیع میں آنا امر محال۔ مکرحب اس سلسلہ نے قانون شہوت پرستی کو کھل کر دیا پھر تو کسی کو دخول فی الامامیہ سے کبیوں احتراز ہونے لگا۔ سَبَّالاَكُثْرَ فَلَوْبَنَا۔ وَلَا حَوْلَ فِي
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِهِ۔

(۱۰)

پندرہ کہتا ہے۔ صاحب اللہ عالاً در حضارہ کہ بہت تعجب کا مقام ہے کہ مومنین و مومنات تو متقد کے لطفیں اعلیٰ مراث کو پوچھتے ہو جائیں اور انہمہ ناشہ اپنی ترقی مدارج کا کچھ خیال نہ فرمائیں۔ اور ان کو اتنی توفیق نہ ہو کہ دو تین منحصر کر کے اپنے کو ترقی کے بالآخرین زینتیت سے پیدا ولیں والا اخرين کے درجہ تک پوچھا جائیں۔ پھرست امام مظلوم کو امام مظلوم کے درجہ تک پوچھنے کیلئے تو ایک ہمی منحصری ضرورت تھی۔ کیونکہ اول منتعہ جس سے امام مظلوم کا درجہ حاصل ہوتا ہے اس درجہ کیلئے تو آپ کو منتعہ کی ضرورت ہی نہیں تھی وہ بلا اس کے حامل تھا۔ اسی طرح اور باقی دو حضرات کو خیال کر لیجئے۔ غرض اسی روایت سے ثابت ہو گیا کہ ان امہ ناشہ نے ہرگز متعہ نہیں کیا اور نہ بصورت آنکہ ہر کا با وجود یک وہ اخر صلی العبادت تھے۔ منتعہ سے مفتر زہنا ثابت ہو گیا تو اسی

ان روایات جواز اور فضائل متعدد کا ایجاد و جا جملہ ہونا بھی اہل فہم پر سخنی ہو یہا ہو گیا
حد اما ظہر لی۔

سنبھلیں

متعد اور متعدد کرنے والوں کی خوبیاں تو ناظرین پر سخنی واضح ہو گئیں اب
اولاد متعدد کی تعریف بھی سن بھجئے۔ صاحب منتہی الکاظم علیہ الرحمۃ چند اشعار مصنفہ بعض
شیعیان والا تباریقل کرنے ہیں ۷

بہم نسل متعد است محشورہ از ہبہ بہاد و خدمت فور
آن مجھ کے نسل متعد باشد باید کہ عدو زہم بہ پاشند
لور سے غالباً امام مهدی مراد ہیں۔ مگر کیا اس نیرو سوکی مردت میں بھی متعالیٰ یہ
پہلو انوں کی اتنی جماعت نہیں ہوئی ہے کہ جتنے بھروسہ پر امام غائب غار سرمن رائے
سے سر کالیں اور اپنے مخالفین کا مقابلہ فرمائیں۔

گچہ تقیہ کا مسئلہ بھی محضر ہبودہ و خلاف فرقل نقل ہے۔ اور صاحب نسلت کیفر
کے نہیات محن بے بنیاد ہیں مگر اٹھا رحق کیلئے کچھ عرض کر دینا ضروری ہے۔
شیخ السلام عزوج عن الدار وا فض بہتر لد وحی آسمانی ملک اصلاح اسلام رباني ہے اُس کے اس
خطبہ میں جس کا عنوان یہ ہے ومن کتاب له فی بیعة عثمان جانب امیر کرم اللہ
وچہ فرماتے ہیں ہقد عملتم ای احق بھامن غیری واللہ لا سلم ماسلت
امور المسلمين ولم يكن فيهم الا على خاصة یعنی تمہیں خوب معلوم ہے
کہ ہم رسولوں (عثمان) کی نسبت خلافت کے زیادہ حقدار ہے (اس پر بھی تحریر
ہمیں خلیفہ نہ بنایا یا ایشہ) خدا کی قسم ہم اس خلافت کو اُسی وقت تک تسلیم کر دیں گے
جب تک اور مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں۔ اور لوگوں پر کوئی زیادتی نہ ہو۔
خواہ پر کچھ ہی بنے۔

اس قول پر دعا اعتراض وارد ہوتے ہیں ایک یہ کہ صدر کلام سے فوت
اما رت پر حسرت ثابت ہوئی ہے۔ حالانکہ اپ کا زہر فی الدنيا مشہور ہے دوسرا یہ
کہ جب خوف فتنہ کے ساتھ تسلیم خلافت مفید تھی پھر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے
سانحہ کیوں جنگ و جدال کی نوبت آئی اور ان کی خلافت کو خلافت خلفاء رشیش کی

طرح کیوں نہ تسلیم کر لیا۔

ان دونوں شیبے کا جواب ابن میثم بخاری مصباح السکین میں یوں ہے:-
وہیں - الجواب عن الاول ان منصب رسول الله علیہ والہ وسلم ليس
منصب ادنیا ویا وان كان متعلقا باصلاح احوال الدنيا الکن لا لكونها
دنيا ویا بابل لاخمام ضمما را الآخرة وهو دعها وعن الثاني ان الفرق بين الخلق
الثلثة وبين معاویه في اقامة حدد ودان الله والعمل بمحضه او اهمه وتفاهه

ظاهر دریافت الرشید

بخاری کی حقیق سے بھولی واضح ہو گیا کہ خلافت نثار کو جناب امیر نے اور امام شیعہ
نهیں تسلیم کیا تھا اور یہ کہ نہ آپ تو وقت تھوڑا بھور چور تعددی و صدور خلافت شیع
محمدی نقیہ رواجیسا کہ حضرت معاویہ وغیرہ کے مقابلہ میں کرنی الحقيقة اپنے حق بجا
تحمیک سکوت کو روانہ رکھا مفاقت کی نوبت آئی۔ ہزاروں جانبیں طرفین کی تلف ہوئیں۔
اور یعنی کشف الغمہ میں ہے:-

روزے عمر بن الخطاب دراشنے خطبہ از حاضران سوال کر دیا اگر شمارا از
معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شریعت محمد صرف نہیں و گویم
کہ از معتقدات برگردید در جو عمنا نہیں بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما بامن
چہ خواہند کر دیا ایات این در ان خواہید شد یا خلافت من۔ مردمان ہمہ شاموش
شدند و ہیچ کس جواب نکفت عرب و یگر بار ہمیں سخن اعادہ کردا زیستی کس
جو اب شنیدیں فریگر بار ہمیں معاملہ اعادہ کردا شاہ ولایت فرمود کر رکاہ
از تو اسی حالت مشاہدہ کر دو زرا از دین مصطفیٰ مشرف یا یہم نائب دیگر طلب کنیم
و اگر تو ہم کسی تو بہ تراقبول نکشم و اگر نہ کسی ترا کردن نہیں شرع ہوں این سخن از شاہ
اولیا رشید کے گفت در دین نامردان ہستند کہ اگر محرف شویں ارتپری میستیم
مقیم ثابت دار نہ ہمیں بقظہ۔

اس روایت سے چند نامیں معلوم ہوئیں:-

(۱) جناب امیر کرم اللہ وجہ کو وقت شیعوں احکام غیر شرعیہ و صدور افعال ماضیہ
خلافت خلفاء نثار رضی اللہ عنہم کو تسلیم کرنا اور از براہ تقدیس اسکت رہنا جائز نہیں تھا اور
نہ آپ کی شجاعت حیدری و شوکت اسد اللہ عی وغیرت اسلامی کبھی متراضی ہوئی کہ
کسی بیرون یا محض بین کے خوف سے بین کی بریادی پر سبر و محمل سے کام لیتے۔ اور

شريعت حق کو جھوڑ کر بیدرنوں کی متابعت فرماتے۔
 (۴۳) خلفاء راشد نے ذکوٰنی کام خلاف شرع کیا اور زادُ ان کی خلافت حق میں دین کو
 کوئی نقصان پوچھا۔

(۴۴) نائب دیگر طلب کنیم سے معلوم ہوا کہ آپ منصوص من الشرخ اور زندگی
 کیلئے نفس کی ضرورت۔ ورنہ بغیر نفس آپ کسی دوسرے کو کیسے خلیفہ بناتے۔ اور
 عزل خلیفہ کو مخالفت شرع پر کیوں مو قوت رکھتے جس طرح آئندہ کی تغیر دین پر
 کردن زدنی کو طیار ہوئے کیوں ہیں ابو بکر و عمر کے خلیفہ ہونے کے وقت ہی ان کی
 گروہ بارے کو طیار ہوئے اور کیوں نہ فرمایا تم لوگ خلاف نفس خداوندی خلیفہ
 ہوتے گئے ہو فوراً دعویٰ خلافت سے لذارہ شہ ہو جاؤ ورنہ ابھی تہماری کردن مازنا
 ہوں۔ نیز بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خلافت کو تسلیم نہ کرنا دین مصطفوی سے اخراج
 نہیں ہے اور زرد امامت لغفرنے۔ کما عالم الاما میہ۔

(۴۵) حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کمال حق پسند تحریر اور آپ نے امر حق سے کوئی ہو
 نہ فرمایا۔ اور زادآپ کو حق بات کے تسلیم کرنے میں خواہ کوئی کمی ہی نہیں سے کہے کہ جوئی
 خدر ہوتا تھا۔

(۴۶) جناب میر کبھی حق کوئی سے باز نہ آتے تھے اور انہمار حق میں کسی کا خوف نہ ہرگز آپکو
 مانع نہ ہوتا تھا۔ لیکن جناب میر کی اس صاف کوئی اور سخت کلامی پر بھی تقییہ کی جائیش
 رہیں۔ ان فوائد حسنہ کو جو ہم عدد آل عباد میں حضرات شیعہ نظر الصاف و نبیین و نبیین اور
 ہمقوطات ابن ساہ و مختار عات زنادقد کے تجھے ارکان دین نہیں و جان شاران سید
 المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات کو اپنے لئے زاد اخترت نہیں اور تلقییہ کی
 اس میں اہلیت الطہار کی لے آبروئی اگرنا اور اصحاب کبار کو دشمن اہل بہت شیر انا کمال
 نادانی اور وسوسرہ شیطانی بلکہ محض بے ایمانی ہے۔ اعادہ حمد اللہ حالاً یلیق بشانہ
 و در حقنا محبتهم و جعلنا محسنو راجحہ بمنہ و کرمہ امین۔

اور صاحب ٹلت کفر نے جو اس اعتراض کے جواب میں یہ کہ اگر خلافت خلفاء راشد
 تا حق تھی اور اس سے دین کو بہت کچھ نقصان پوچھا تو پھر جناب میر کیوں ساکت رہے

لے۔ بلکہ کیوں کپنا چاہیے۔ کیوں خلفاء راشد کے شرکت حال ہو گئے اور ان مظلالم کو حق۔ اور جلوت و
 خلوت میں ان کی معن و شرافت فرمائے لے۔ بنکو شیعہ تقریر کیوں گر کے اکاذب دجالکو زندست خلفاء راشد میں
 کیا کرتے ہیں۔ کیا اسی تو سکوت کہتے ہیں۔ کیا اس پرستش اب فوشی میں شرکت کی مثال صادر فیضیل اور

ا در جب تقبیہ جائز تھا تو پھر امام اشہد اور رضی اللہ عنہم نے کیوں اپنے کو مع اعذه و اقارب معرفہ ہلاکت میں ڈالا اور از راہ تقبیہ بینید پید کی بیعت کر کے کیوں نہیں سب کو ہلاکت سے بچایا۔ جو کچھ صفحہ ۸ سے تا صفحہ ۸ ہر زہ سرانی کی ہے اور اس غریب پر اس تفرقہ کے اشتباہ میں حوصلہ بیت اُنی ہے اور جیسی بدحواسی جانی ہے وہ اُس کے پورے کلام کے دیکھنے پر مو قوف تھے اور جنکو وہ خوندا و اجب لشیتم یہم کرتا ہے اُن کے جواب میں بھی ضرورت نہیں بلکہ اس جملہ فقط اس کے آخری جواب کو جاؤ اسکا مایہ فخر نماز ہے اُن کرنے ہیں صفحہ ۸ میں لکھتا ہے۔

اُنقدر اعتقادی بائیں ہیں ما فوز ما فہار سے سوال کا جواب ابھی باقی ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام نے کیوں سکوت فرمایا اور کیوں نہ رکھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کیوں شہید ہوئے۔ اس کے جواب میں میں تمہے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک شخص تمہارے سامنے اگر شراب پیئے اور دوسرا شخص زبردستی میں شراب پلادے تو ظاہر ہے کہ نفرت فوٹ کو گودھوں سے ہو گئی مگر کہو کہ اپنی طاقت جسمانی کا انتہائی استعمال کس میں کرو گئے شخص اول کے شراب نہیں میں یا اپنی شراب پینے سے پچھے ہیں۔

محی الدین۔ یہ بھی کوئی بات پوچھنے کی ہے یہ تو غالباً سے کہ مر جائیں گے مگر شراب حلق کے اندر جانے نہ دین گے اور شخص اول کو پہنچ سمجھا جائے گا۔ اگر نہ مارے گا تو انکا نہیں کی کوشش کریں گے۔ اگر اسمیں بھی کامیاب نہ ہوں گے سکوت کیلئے۔

علی رضا۔ کیوں اس حالت میں جان نہ دے۔

محی الدین۔ اسلئے کہ وہ شراب پینا ہے اپنے لئے ہم کو کیا کسکے شراب پینے سے ہم ہو کچھ الزام نہیں لکھتے ہیں وہ اخلاقیہ قیمت دار اخلاقی۔

علی رضا جبار ارشاد میں رخوب۔ اب عنور کو کہ اس ناجائز ایکشن میں حضرت علی شریک نہیں۔ اس لئے جو کچھ علم کیزد ریعہ اس ناجائز ایکشن کے ہوا یا ہوتا گیا

لیقہ حاس پیشہ احتی کرائیے زمانہ خلافت میں روذگر کہ فرمایا اور بدستور خلقہ جو عالم رہے اہم غیر اللہ کا۔

سلت بطور شیعہ جا نہیں بلکہ واجب کہنا جائے ہے کہ مسیح چیزیں ۱۷۰۰ سے ۲۵۰ یہ سب خلاف اصول بائیں ہیں وہ آئندہ صراط المهاجہ کی عبارت سے معلوم ہو گا کہ ایسے وقت میں شراب پینا بھی وجہ احرار و تواب ہے ۱۷۰۰ منہ۔

تھے بوجہ روایات شیعہ ان تینوں بائیں سے ایک کہ مبھی جناب مرتضوی نہیں بلکہ برادر جو وضع ایسا ہے میں شرکت نہ ہو حالانکہ اپنے خلاف امور میں شرکی مساوی رہے ۱۷۰۰ منہ۔

اور جتنے امور خلاف شریعت ہوئے اُس کے حضرت علی کسو طرح جواب دہنہیں رہیں۔ لکھنؤ میں امام حسین علیہ السلام کی ایسی لفڑی تھی اسکے واسطے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر بیٹھا تو اُس نے ہر طرح کے منہیات جاری کر دیے اور فرستم کی منہیات اور عیاشی ناگفتشہ کامنکب ہوا دکیا الف حریرہ لوٹا بزوجہ۔ عاریت فروج سے بھی زیادہ) حرام کو حلال کرنا اور حلال کو حرام کرنا اُسکے زندگی کھلی ہو گیا۔ اسپر بھی اپنے کو امیر المؤمنین مشہور کیا۔

خیریہان تک جو کچھ وہ مردود کرتا تھا اپنے لئے لیکن حضب تو یہ کیا کہ امام حسین علیہ السلام سے بیعت لیتے کی خواہش ظاہر کی امام حسین ایسے ٹھیو رکب اُس فاسق و فاجر کی بیعت کرانے والے تھے۔ صاف انکار کیا۔ جب ولید بن عتبہ نے زیادہ تهدید کیا دلے قول شب مجبوراً آپ رامرے اور شہزاد ہوئے کیونکہ بغیر بیعت کے جان کا پہنچا محال تھا۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر امام حسین اڑا نہ مرتے اور یہی کی بیعت کرتے تو کیا اُس مردود کو بلکہ ساری دنیا کو سندھنہ مل جاتی۔ کیا اس حالت میں یہ یہ موجوں پر نتاو دے کر پوکار کرنے کہتا کہ مجنووں کوں برا کہ سکتا ہے۔ رسول اللہ کا پیسا رامتفی ابرار فوasse میر امریزی ہے۔ کیا ایسے نگ کے مقابلہ میں امام حسین سے غیور ادمی کو بنی جان کوئی چیز معلوم ہوتی ہوگی۔ کیا امام حسین کسی کے زبردستی سے یہ یہ کی بیعت کرنے کو تھہاری کسی کی زبردستی شراب پلانے کے مقابلہ میں کم سمجھتے تھے۔ بیس آتم ہی کہو کہ سکوت کرنا حضرت علی علیہ السلام کا اور سرد بینا حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے اپنے موقع پر صحیح تھا یا نہیں ॥

۱۷ اگر آست اُن پر صادق نہیں آتی تو چل کر سو بیا کسبت رہیں۔ تو صادق ہے۔ کیا عالم خلف سے ملن کو جو اپنے ترنا اور اُن کے دستور المعن پر عمل کیا۔ اُن کا و بال جی آپ پر۔ ہو گا۔ کیا آپ نے خلفا کی موافقت و منابعث کر کے اُن کے ناجائز افعال کی تو شفیق نہیں کر دی۔ کیا معتنی ہے آپ کے یہ منافقان افعالیں قابل تقلید نہیں ہو گئے۔ کیا آپ کے افعال و احوال سے اہل سنت حقیقت خلافاً رہلے پر استدلال کرنے نہیں چلے آئے۔ اب بھی قصیں امت کا و بال آپ پر نہ ہو گا۔ جس طرح آپ حضرت معاویہ وغیرہ کا مقابلہ کر کے اظہار حق کر رہے اور اہل سنت بھی تھے کہ آپ حق بجانب تھے۔ اگر آپ خلفا کا مقابلہ بوجی فرماتے اور اظہار حق کر دیتے تو اہل سنت کیوں نہیں آپ کو امام بلافضل تسلیم کر لیتے اور آپ کو حق بجانب سمجھتے۔ بس آگر آپ نے خلفا کے مقابلہ میں حق پوشی کی جس سے دوسروں کو آپ کے امام بلافضل نہ ہوئے کی سند علیکم۔ قبلاً اس گمراہ کا و بال کس تے سر ہو گا۔ اور اس میں دوسروں کا کون قصور ہے؟ امد علیکم

فَأَفُلْ وَهُوَ حَوْلٌ وَهُوَ أَصْلٌ

کہ اولادی تفرقہ اس پر مبنی ہے کہ جناب امیر نے خلافت صدیقی کو تسلیم نہیں کیا۔ اور صدیق اکابر کی بیعت نہیں کی حالانکہ مسئلہات امامیہ کے بالکل خلافت ہے۔ ہم یہ ہے تبصریجات تسبیاق فرمبسوی وغیرہ ثابت کر لیتے ہیں کہ عما ذہبہ حضرت فاروق وغیرہ سم دشمنان جناب امیر کے گلوے مبارک میں رستی ڈال کر گھینٹھے ہیتھے ہوئے خدمت صدیقی میں لیکے اور بیعت کراچھوڑتی رکھو۔ یہاں غیرت حیدری کہاں جاتی رہی۔ کہ منافقی باقاطکی باختلاف الفہشتہ بیعت کرنی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں خرابیاں دین میں پیدا ہوئیں۔ امامت چین کئی حقوق فاطمی خصوب ہو گئے۔ دشمنان جناب سیدہ گی بنتیا قوتی نہیں۔ گھر جلا یا گیا۔ مگر غیرت کراری و شجاعت حیدری نے ذرا اباں نہ کھایا۔ اسی منافقانہ بیعت کا یہ اثر ہے کہ گروڑوں مسلمان حیثیت خلافت صدیقی کے برابر قائل اور امامت متصدی مرثنوی کے منکر اور بوجہ انکار امامت کافر ہوتے چلے آتے ہیں۔ لغو ذ بالله من خرافات النقاد فقا

اب ذرا پسے خاتم المحدثین محلبی کا حق الیقین دلعت برین بقین ملاحظ فرمائیں۔ پس قندزے حیا و اصحابش بدول رخصت ہجوم اور دند وشمیش را از دست حضرت بگرفتند و رسیمانے ور گلوے مبارک حق جوے آن مطیع امر الہی اندافتند و کشیدند کہ اخاذیزیوں اور ندپوں حضرت را بد رخاذ رسانیدند حضرت فاطمہ نزدیک درآمد و مانع شد قنفذ ظالم در رابعف کشود و بر پہلوے فاطمہ زد کی کیتے نہ از دند نہ کے پھلوے مبارکش شکست و فرزندے کہ حضرت رسول اور ادشکم حسن فام کردہ بود سقوط شد و بازم الدفت شے فرمود تا زیاد بر بازویش زد ک اس تو ان شکست وہیں ضریتہا شیید شہپر حضرت امیر را با آن حال پریں کشیدند تا بزدا بکرا اور دند پس عمر گفت اسے پسر ابو طالب بر خیز و بیعت کن حضرت گفت اگر نکم عمر گفت گرفت را سے زنم حضرت سہ مرتبہ ایں سعن را گفت واہن جواب راشنید تاجت را بر ایشان تمام کرد پس عمر دست ر بلند کرد و بے اکثر حضرت شہپر دست بکشید ابو بکر دست خود را ذکر دو بر روس دست حضرت

۱۷ یہ بالکل خلاف عقل و مجلسی وغیرہ کا طبع زادہ ہے اگر جناب امیر کو مخالفین سے راتقی بر صغیر نہ ہو۔

گذاشت اپنی فقرہ۔

کبھی تو کیا خلافت فاجرہ کے غنائم و سبا با محمرہ میں بھی تصرف اتنا محبت ہی لئے فرماتے تھے۔ خلافت صدیقی میں حضرت حفصہ حنا امام مرکو میں۔ اور خلافت کل و قی کے طفیل حضرت شہر بالونگ کارام حسین بنیں گیا اسکو کوت کہیں گے یا اسام حجت حالاً کو لقاعدہ امامیہ غنائم و سبا با کالنا آپ کو حرام تھا۔

اور سنو کہ آپ کے سکوت و تلقینے پر آفت برپا کی لقرآن شریف جلا گیا۔
کلام اللہ میں تحریف ہوئی۔ اور آپ کی حیثیت وینی میں ذرا حرکت نہ ہوئی۔ اس پر طرفہ یہ کہ اپنا جمع کردہ غیر حروف قرآن بھی چھپا بیٹھے اور تمدید خداوندی انَّ الَّذِينَ يَلْقَوُنَ مَا أَنْزَلَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْمُهَدِّى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَمُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَمُهُمُ الظَّاغِنُونَ کو بالکل میں پشت ڈال دیا اور مشق لعنت نہیں اور ایسا دبکا یا کجب بھی امام غائب کاظموں ہو گا اور سرو اپر سرمن کے سے سرکالیں نہیں شیعان پاک کو جعلی قدر آن کی زیارت قصیب ہوئی و نعمت مقولہ مان للسرداب ان یہاں الذی کلمۃ مجھملکمما اما

فَلَوْ عَقُولَكُمُ الْعَفَاءُ فَإِنَّكُمْ تَلَثِّتُمُ الْعُنْقَاءَ وَالْغَيْلَانَ
اتنی درت دراز کے اندر کروڑوں مسلمان حروف قرآن کی بدولت گمراہ ہوئے اور جناب لمیر کی طرف سے انہیں سند ضلالت میں اور سبک عجیب تریہ میں

(باقیہ حاشیہ صفوہ ۴۰) کسی قسم کا خوف تھا تو اولاً اگر کنم کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا اور زیاد جو حضرت عمر کے اتفاق کر رہا تھا نے کے ملکی بند کے رہنے کی کوئی وجہ۔ اور اخوف نہیں تھا تو پھر تلقینہ یعنی ہے عرض صورت تقبیحی بند کے دہنے بالکل خلاف طفل یا تھے ہے امن خفراء۔
۱۷ اپنی طرف سے کیا کہیں میرے زدیک ہنور مر قنوی اور آپ کی اولاد حجاجی شان اس سے کہیں اعلیٰ وارفہ سے کر ان الذین یکتون بالحمد کامصالق آپ کو کہا جائے کہ علام اور وراء شیعہ کب اس سے چوکتے والے ہیں بجا رالانوار جلد اول صفوہ ۴۰ میں یہ روایات ہیں من ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتون ما انزلنا من الہیات والہدیے فی علی علیہ السلام۔ حق ای جعفر علیہ السلام فی قول الشان انہیں یکتون ما انزلنا من الہیات والہدیے من بعد ما بیناہ للناس فی الكتاب یعنی بدیک خن واللہ المستعان
۱۸ اب حضرت ابو حضری واد فرید و ڈھونڈ بے سودھتے آپ اور آپ کے جدا علی نے کیوں کتاب اللہ کو چھپا یا کہ اصرح ایم جسی فی حق الہیات وغیرہ فی غیرہ کی یعنیہم اللہ کے سورہ بنے اعاذہم اللہ من ذلکہ۔ اور شیعو اکراں کو خیال کرو کجب یعنیت ہدایات وہیات قرآنی کے اختا پر ہے تو غن کتابت کے چھپا ڈالنے کا باں کتنا خلیم ہو گا۔

کر خود بھی جناب امیر اسی غلط قرآن کو نمازوں میں پڑھتے اور اُسی کی تلاوت کرتے اور دوسروں کو اسی کی ہدایت فرماتے رہتے اور انہمہ ما بعد نے بھی آپ ہی کی اقتدار کی

انصار سے کوہ نبی زید کی تحریم حلال تحلیل عرام سے بھی کچھ کم ہے جب کلام میں مخدیہ ہی کتب محرفہ میں شامل ہوگی۔ پھر اور بخرا بیوی کا یاد نہ کرہ پس تعلقی خراسیاں امام مظلوم کے سکوت میں منتسب ہیں۔ ان سچے نکشوں و درجہ زائد سکوت فرنفوی سچیدہ ہوئیں۔ بلکہ آپ کے تیقہ کو امام الفاسد کہا جائے تو نہایت بجا ہے۔ اگر حضرت چیدہ کراز غیر فوجین و تیقہ سے کام نہ لیتے اور تکفیری شجاعت چیدہ کی کو راہ دیتے تو کیا مجال تھی کہ ترسی کی کوئی دال لکھتی۔ نہ ابو بکر طیفہ ہتھے نہ حضرت عمر کو جانتین کرتے۔ نہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان تک خلافت تختی مسند معاویہ کو زور رکھتا۔ اور نہ ان کے بعد فرزید پلید دعویٰ شزادت کرتا۔ نہ حضرت سید الشہداء سے بیعت کی خواہش کی جاتی شاخہ سکار و اقح کر لائی کی نوبت آتی پچھا نچھے صاحب نبلت کفر بھی درباب مطاعن عثمانی حضرت ذی المخدرین کو مظالم نبی زید کی کاوسہ وار ٹھہرا آیا ہے۔

بتال دیکھو اور غور کرو کیا جناب امیر کے تیقہ کی بدولت یہ مفاسد پیدا نہ ہوئے اور کیا آپ عند اللہ و عن الخلق اس تیقیہ میں معذور بنتے جا سکتے ہیں۔ اور کیا شرعاً عقولاً ایسے شخص سے جس کی تکفیری لاپرواہی اور سکوت سے سارا دین درہم برسم ہو جائے موانعہ نہیں ہو سکتا۔ باں اگر حضرت مقرر، اور اس کے ہم مشرب نقطہ غیرت اور حیثت کو مابہ الفرق کھٹھائیں تو خیر کچھ بابتی ہے۔ اتنا ہی کہنا کافی ہو گا کہ امام مظلوم با غیرت دغیور رکھے۔ ان کی غیرت و حیثت دینی کا تقاضا نہ ہوا کہ وہ نبی زید ایسے پلید کی بیعت کریں اور جناب امیر نے معاذ اللہ رب دینی دو خیوی دلوغیں توں کو طلاق پر رکھ دیا آؤ دنگ و ناموس تک کا خال نہ کیا معاذ اللہ حسٹ خزانات شیعہ لعنة اللہ علی الکاذبین حضرت عمر خصیا ام کلثوم بنت فرنفوی کو بیجاں اور جناب سیدہ کی وہ کست بنائیں اور اپکے عرق حیثت میں ذرا برابر جوش نہ لے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ امام کلثوم رضی اللہ عنہا کے معاملیں سید الشہداء ایسے غیور نہیں خیرت نہ فرمائی اور مومنہ کو ناصبی کے طریقے دیا۔

حالانکہ برہان المتعہ کے ماسٹری میں ارشاد دینی سے ایک حدیث کا ترجیح کیا ہے:-

از جناب رسول اللہ مرادیست ہر زندگی راضی شود بنکار خفاسی معنی گھنگار را آئی ملحوظ
است و در چشم عجیس میں ناند و بعد مردن در قبر او هفتاد در از جناب بر لے آئی زن
کشادہ شوند و اکرچہ کلمہ طیبہ بخواند ہر سلکے میان زمین و آسمان بر او لعنت میکند
و خدا غصب بر او میکند در دنیا و آخرت و هر شب و روز یقنا دگناه با و نوشته
می شود و در حدیث دیگر آمده (بعد فلی حدیث) یعنی ہر کس دختر نیک بخود را
بمرد گھنگار بید بہ (بچارے شیعہ حضرات مجتهدین ایسے متلقی و پرہیز کار کہا تاکہ
تلائش کرتے رہیں گے) نازل می شود بر او هر یوم ہزار لعنت و نمیر و دل
نیک و بطرف آسمان و نہست غتاب می شود دعا ایشان و نزقول می شود و
و عمل او ^{ایسا}

پس اگر حضرت عمر بھو جب عقايد امامیہ جناب اسرار حضرات حسین کے خیال
میں مزند و منافق یا کس میں کم فاقس و بد کار تھے تو امام کلثوم کو ان کے حوالہ گیوں کیا۔
اور لعنت ملا کر کی بوجہا میں کیوں پڑے۔

البتہ اس سے مفرکی علماء شیعہ نے عجیب عجیب بوسستان خیالی و جمیں
بیان کی ہیں۔ کسی نے حضرت علی کی کمزوری و بزدلی پر محول کر کے اس نکاح کو غصبے
غصبہ کیا ہے۔ اور کافی تکلفی میں اول فرماج غصبہ مٹا فرمایا ہے سذرا اولیت
کے لفظ سے ما بعد کو خیال کیجئے۔ کسی تے امام کلثوم کے بنت مرتفعوی ہوتے سے انکار
کیا ہے۔ کسی نے محضہ و کرامت مرتفعوی کا بہانہ نکالا کہ آپ نے وفد بخاری سے ایک
چنیہ بلا کار و رشکل بشق امام کلثوم بن اکرم بھیج دی۔ اور وہی چنیہ حضرت عمر کے پاس رہی دگر
تعجب تو یہ ہے کہ حضرت امام کلثوم سچی حضرت علی کے گھر سے غائب ہوئیں ورنہ حضرت
عمر کو اس کا ضرورت پتی جیل چاتا اور پھر حضرت امیر کا کوئی حید کار گز نہ ہوتا، مگر کرامت فاروقی
کے آگے جنکے سایہ سے حسب ارشاد نبوی تمامی شیاطین بجا کے پھرتے تھے حضرت
امام کا سارا اطمینان ٹوٹ گیا۔ اور علماء امامیہ کو امام کلثوم بنت فاطمہ کے نکاح بلکہ اسکے
جو از بکد اس سے اسلامی دنیا کے لئے ایک تطہیر قائم کم ہو جانے کا اقرار ہی کرنا پڑتا اور غصب
و غیرہ کے سارے چیزوں پادر ہوا ہو گئے تاہم کرامت فاروقی دیکھئے۔

(۱)

۱۷ کاش یعنی تبلایا ہوتا کہ پھر امام کلثوم کا نکاح ہوا تو کس کے ساتھ ہوا۔ ۱۸ من غفران اللہ

ابوالقاسم قتی شارح شرائع اس قول کی شرح میں بیو زنکاح العربیہ بالعجی
والحاشمیہ بغیر الهاشمی لکھتے ہیں زوج علی بقیۃ ام کلثوم من عمر۔ اس عبارت
سے دونوں باتیں ثابت ہوئیں ام کلثوم کا بنت مرتضوی ہونا اور نیز اس نکاح کا
بوجب ذہب امامیہ جائز ہونا۔

اب علامہ فتحی کی اس تحریر سے خلاف ٹالٹھ خصوصاً حضرت عمر کے ارتقاء و نفاذ
و شمن اہل بیت ہونے کی ساری کہانیاں ہبہ ایشور ہو گئیں اور خطاب امیر محی ایمان
و اخلاص فاروقی کے طفیل بوجب روایت ارشاد میں لعنت بلاگر کی زندگی نہ کئے
صاحب شرائع کے عنوان سے تزویج ام کلثوم کو تلقیہ چھل کرنے کا سبی موقع نہیں ہے۔
کیونکہ جس فعل کا مفہوم تلقیہ ہو۔ وہ امت کے لئے علی الاطلاق قابل تقلید و دلیل
جوائز نہیں ہو سکتا۔

(۳)

صاحب تاریخ جیب السیرۃ والاداؤرج فاروقی کے تذکرہ میں لکھا ہے:-
پیغمبر ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و ازوے پسر و
دخترے تولد نہ دی پر زید نام داشت و دختر قبیہ و از ایشان عقبہ نہاد
چنانچہ و مقصداً تھی مذکور است زید راعبد الملک دین حمد و ان زہزادہ ^{۱۰}
اور مزید تفصیل کے لئے ہدایات الرشید ملاحظہ فرمائیے۔

اب جبکہ امیر المؤمنین نے اپنی سیاری صاحبزادی کا نکاح حضرت عمر سے کر دیا
جس سے حضرت امامیہ کو ہم انکار کی جگہ اش نہیں رہی تو اب اُس کو جناب شیر خدا
کی بزدلی پر معمول کر کے تلقیہ کی پناہ ڈھونڈ دہنا یا اس کو خصب فروج کھانا نہایت پاجیا۔
 حرکت بہیں کو جناب شیر خدا کی عزت و عظمت ہرگز رواہیں رکھ سکتی تھیں۔
سچان اللہی دوسروں کے لئے ادنے اونے معاملہ پر علمائے شیعہ حضرت امیری کی
وہ جارحانہ حرکات لفظ فرمادیں اور آپ کی شیر خدائی کا ثبوت پیش کریں اور اپنی عزت
و ہمیوس کی بریادی کے معاشر میں جناب امیر کو ایسا بے دست و پا اور دلیل التنفس
ٹھیک اوریں جس کی ایک سنبھلی چار سے سمجھی امید نہیں کہ ایسی آبر و ریزی و ننگ و عار کو
اپنے جیتے جی قبول کرو۔

اب میرا بے عباسی کی کہانی سنئے۔ صاحب آیات بیانات لکھتے ہیں:-

ایک اور موقع پر غالب علیٰ کلی قابل مطلوب کل طالب امیر الہرہ قادر الکفرہ
شیر خدا علیٰ مرتفعی نے وصیت کے خلاف اپنے چاہیا س کی حمایت میں اپنی
ہاشمی قوت اور قریشی دبادبہ دکھایا اور تلوار سے کرفت و چادر پر مستعد ہو گئے
اور وہ یہ موقع ہے جب حضرت عباس کے مکان کا پیر بالا حضرت عمرؓ کے ٹکلوا
دیا۔ اسلئے کہ جب جمع کی انماز کو وہ جا بانگتے تو اس پر نار کے پانی سے اُن کے
کپڑے خراب ہو جاتے۔ حالانکہ یہ پر نال حکم خدا حاص اخھرست صلح اللہ علیہ واللہ
وسلم نے لگا دیا تھا حضرت عباس کو جب یہ معلوم ہوا کہ عمرؓ نے اس پر نال کے کو اکھر
دیا ہے اور یہ بھی کہدیا ہے کہ اگر کوئی پھر اسے لگائے کالا تو میں اُس کی گردان مار دیکھا
وہ لپیٹ دوں ڈول بیٹوں عبداللہ اور عبد اللہ پر تکمیل کئے ہوئے بیماری کی حالت میں
لرزتے کا نتھے حضرت لمیک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں دو آنکھیں رکھتا تھا
ایک جاتی رہی یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری باقی ہے یعنی تم۔ اور میں
نہیں گمان کرتا کہ تھیاری زندگی میں میں مصیبت میں پڑوں۔ جناب امیر نے
فریا یا کہ آپ آرام سے گھر میں تشریف رکھئے اور دیکھتے رہے کہ کیا ہوتا
ہے۔ کہ کہ آپ نے قبر کو حکم دیا کہ اسے قبرِ ذرا و الفقار حاضر کرو اور آپ فی القاتا
حائل فرمائیں اور چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور
قبر کو حکم دیا کہ قبرِ جوڑھ جاؤ اور میزاب کو اپنی جگہ لکھا دو۔ قبر نے ایسا ہی
کیا اور پھر حضرت علیؓ نے فریا یا کہ تم کھانا ہوں صاحب قبر و منبہ یعنی رسول نبیؓ
کی کہ اگر کسی نے اس پر نال کو چراپی بلکے نکالا تو میں اُس کی اور نیز حکم دینے وہ
کی گردان مار دوں گا۔ اور جلتی ہوئی دہوپ میں صلیب پر پڑھادوں گا۔ یہ خبر کو

۱۔ الحمد للہ مسنداً امام احمد میں یہ روایت مکثی۔ ناظرین اصل واقعہ اور حضرت عمرؓ کا حسن اور
مالحظکرین اور پھر شدیدوں کی نک بندیاں۔ حدثنا عبد اللہ بن حذیفہ بن شنا اسباط بن محمد بن اہل شام میں سعد
عن عبید اللہ بن عباس بن عبد اللطیب اخی عبد اللہ قفال کان للعباس میزاب علی طریق عمرؓ المظاہب
لپیس عمر شیا به يوم الجمعہ و قد کان ذرع للعباس فرغان فلما وافی المیزاب حدب مار بددم الفخرین ما
صحاب عمر و فیہ دم الفخرین فامر عزیز بعده ثم رجع عمر نظر حشا به وليس شیا باخیر شیا به ثم بجا فصلی بالناس
قتاہ العباس قفال واللہ اے لمحوضع الذی و بعض النبی حمله اللہ علیہ قلم فقل علی العباس وانا اعزز علیک
لما صدرت علی ظریحی تضییع فی الموضع الذی و ضعور سوال اللہ علیہ سلم فغلغله اللہ علیہ سلم فتم فکل العباس رضی اللہ
عنہ (مسند م اصفہان ۲۷) ۱۴ صفحہ
۲۔ سجان اللہ رسول اللہ تو غیر اللہ کی قسم مسافتیں اور جناب امیر لیس مخصوص اس سے باز
ڈال سکیں۔ کہو کیا یہ بھی قبیر تھا۔ ۱۴ صفحہ

پونہجی وہ مسجد میں آئے اور فریحہ کا میرا ب پنی جگہ پر لکھا ہوا ہے۔ مگر دیکھ کر کوہ دکر سے کہ اور ڈر کے مارے کہنے لگے کہ خدا نے کہ کوئی ابو الحسن کو غصہ میں الائے صحیح کے وقت امیر المؤمنین نے حضرت عباس سے پوچھا کہ آج کیسی گندی رانہوں نے جواب دیا کہ جب نہ کشم زندہ ہو میں بیٹیں و آرام سے ہوں۔ اس پر جواب میرے فرمایا کہ اسے چاق قسم ہے خدا کی اگر تمام اہل زمین اس میزاب کے معاملے میں مجھ سے جھگڑا کریں تو سب کا مقابلہ کروں اور سب کو مار دوں۔ آپ بے فکر ہے حضرت عباس نے آپ کی بیشافی کو بوسہ دیا اور کہا جس کے تم مددگار ہوں سے کیا غم ॥

جب آپ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ آپ تن تہماں ساری دنیا پر بھاری تھے اور کوئی آپ کا م مقابلہ نہ تھا۔ حضرت عمر اپکے غصبے پناہ مانگا کرتے اور آپ کے خوف سے لرزتے رہتے تھے۔ چھرام کلثوم کے معاملے میں تقیہ کی گیا وجد۔ یا حضرت عمر کے غصب اور زبردستی کے عمل کیوں ہو گئے پوچھا کیلئے یہ اسد اللہی حملہ اور امام کلثوم کے معاملے میں ایسی اپر و ریزی کی بھی پرداہیں۔ انا لله۔ کیا آپ پر اپنے اہمیت کی نظرت ضروری شہیں تھیں کہ ان کی نے اپر و ریزوں کا کچھ خیال نہ فرمایا حضرت عباس کے اس آخری جملے سے کہ جس کے آپ معین ہوں اُسے کیا غم ॥ معلوم ہو گیا کہ دراصل اہمیت نبوی کی اعانت کی کوئی پرواہی نہیں تھی ورنہ ہرگز ان کو ایسی ذائقتوں کا سامنا نہ ہوتا۔ اور یہ کہ آپ کے نزدیک بن کی رربادی کی بھی خش کے برابر و قعده نہیں تھی ورنہ دین کی تباہی پر سکوت و تقیہ کو کام میں نالتے۔

ایسی قسم کا ایک وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے کمال شجاعت کے کام لیا۔ اور بروقت اخراج غصہ قاطی نہایت دلیری دھکلائی۔ اور حضرت عمر وغیرہ کا کوئی بس نہ چلا۔ جس کو تم سہلے نقل کر چکے ہیں۔ یہاں صبر و سکوت و تقیہ کی وصیت مختصر حضرات شیعہ کیوں فرمous کریں گے۔

فڈک جس کے غصبہ کا شیعوں میں ماتحت برپا ہے اُس کی نسبت بھی آپ کا اسد اللہی حملہ ملاحظہ فرمائیے۔ صاحب ایامت بنیات لکھتے ہیں کہ۔

جب فڈک سے ابو بکر صدیق نے حضرت فاطمہ کے کارندے کو موقوف کر دیا

اور اُس کی جگہ اشیعج کو مقرر کیا۔ اس شخص نے رعایا کو ستایا اور وہ حضرت امیر کے پاس فریادی آئے حضرت امیر کو ایسا خدا آیا کہ مع چند عزیزوں اور ہزار ہزار کے وہاں گئے۔ اور اُس کو بلا کر قتل کر دیا اور خالد بن ولید سے اُسی موقع پر ایسی گفتگو کی کہ اُن کے بد ان پر لرزہ آگیا اور انہوں نے منت سماجت کر کے بھیجا چوڑا یا۔ اس موقع پر آپ نے نہیں خلیفہ وقت کا خیال کیا ز خالد سے جنگ ہوئے کا اندازی شہزاد فرمایا بلکہ اپنا ہاشمی دیدہ اور قریشی جوش اور حیدری سلطنت اور اور اسد الہی ہبیت ایسی دھکائی تک صرف خالد بلکہ ابو بکر و عمر بھی دم بخود ہو گئے۔

ان واقعات کو ملاحظہ فرمائیے۔ کیا ان کا حام کلثوم رضی اللہ عنہما کا معاولا حضرت عباس کے پر نالے۔ اہل فدک کی شکایت سے بھی ہے و قوت ٹھیکہ اجبل و جناب امیر سے اس صبر و تحمل یا الایک و اتنی کے ساتھ برداشت کر لیا۔ غرض اہل بصیرت پر وادیات سیا بقدر تزویج ام کلثوم کے متعلق علماء کے شیعہ گیہرہ سرائیوں کی حقیقت اُنچھی ہو گئی محتاج بیان نہیں۔

اب ایک تاریخی حجب خیز ہے کہ جب اخراج نعش فاطمی پر جناب امیر کو استقدام جوش آیا۔ پھر کیا وجہ کہ رہباۓ ہفوتوں امامیہ جیسا کہ احوال جملہ سے ہو یہاں ہو جکا ہے جس وقت حضرت سیدہ کی پسالیاں توڑی لگیں۔ اسقاط حسن ہوا، اس وقت جناب امیر کو کچھ خیرت نہ آئی اور ایذ لئے حضرت سیدہ سے کچھ بکیرہ خاطر نہ ہو سے اور دشمن اہل ہبیت پر اظہار ناراضی تک نہ فرمایا جو ایک مقام تاریخی مقام پر کی نوبت آئی اور حضرت سیدہ کی شرعاً ادارے مخالفت مفرما تے۔ بقول مجلسی کما مفتر ارشاد فاطمی۔ مانند جنین حم پر دلنشیں شدہ۔ کا اثر جناب امیر پر کیا بعد وفات حضرت سیدہ ہوا اور آپ میں شجاعت اور غیرت آئی۔

غرض حسب موضع اس قسم کی روایات ایجاد کرنے سے شیعوں کے دین و دینات کا راز اہل بصیرت پر بالکل فاش ہو گیا جس کے عزیز بیان کی کچھ حاجت نہیں اہل بصیرت اس قسم کی روایات کی حقیقت بخوبی بیان چکر کر حضرت خلاعث رضی اللہ عنہم کے ایک عنادی نے شیعوں کو اس قسم کے خرافات اہل بیت کی بے ابر و شومنیں اختیاع کرنے پر محروم کر دیا۔ ورنہ اصحاب کرام کی اصلی حالت تو یہی حقیقی جگہ سمجھان آئیتہ کریمہ والذین مَعْلَمًا أَشْكَنُوا إِلَيْهِمْ حَمَادًا وَمِنْهُمْ هُمْ أَنْجَلُوا اور شیعہ تقریب کریمہ اذلیۃ عالیۃ الشفیعین

اعتراف علی الکافر ہیں۔ و دیگر آیات قرآنی میں شہادت دیتا ہے جس کی تصدیق کے بعد اہل ایمان کو خرافات رواخ و خوارج کو بے اصل و ایجاد اہل بُغی و عناد سمجھنے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں رہ سکتا۔ فَلَعْنَتُهُ دُولَا اولیٰ الْأَبْصَارِ۔

سچان اللہ احضرت شیعہ نے کیا خوب ولاء الہبیت کا حق ادا کیا اور کیسی دوستی الہبیت الہمار کے ساتھ خرچ کی۔ کہ ان کی عزت و حرمت کو بھی خیال نہ فرمایا۔ اور کسی کے سفہیان الفاظ الہبیت رسالت کی نسبت استعمال کئے کہ خارجیوں ناصلیکی کو بھی مات کر دیا۔ خدا تعالیٰ نہ من دوست صورت کے شرے محفوظ رکھے۔ اہل بیت الہمار کی عزت و ابر و کو تقدیر کی آٹمیں کھویا اور دوستی کے پیروں میں جو کچھ اعداء الہبیت خذلہم اللہ تعالیٰ کو کہنا اور کرنا تھا خود کر دھایا۔

گر ولاء امسیہ دین ہمیست
راست فرماؤ باز دشمن کیست

اب سید الشہداء رضی اللہ عنہم کا حوال سنو۔ کہ آپ بوجب عقاید امامیہ اس مریٹنے اور کٹ مرنسے پر بھی نقضان مایہ و شماتت ہمایہ کے سوا اور کچھ ساتھ نہ لے گئے۔ اور عمر بن بیبری کی ساری حکمت مرتبے دم مبدل بمحیثت ہو کر خاک نہیں مل گئی۔

باقر مجلسی صراط النجاة کے باب تحفہ یہا امامیہ میں لکھتے ہیں:-

لُوْبَنْدَا نَامَ الْمَطْلُوبُ وَقُصُورُ بُوْدَتْقِيَّةَ كَندَوْ بِرْدَسَ وَاجْبَ اسْتَ وَبَچِينَ
حُوشْ بِنْزِرْ هَرْگَاهَ خُوفَ تَلْفَتَ لَفْسَ وَمَالَ بَاعْرُفَ بَاشَدَتْقِيَّةَ كَنْتَ بِجَلَافَ مَعْتَزَلَةَ
اہل سنت و خوارج و شوہر و نواسب کا تھیر راجا نہیں نہ اند۔

بنیزرا سی کتاب کے بحث کبار میں لکھتے ہیں:-

یا اکھ و بِلَادِ خَالِفَ وَفَرْقَقِيَّةِ نَهَدَ وَالْمَكْشُدَ يَا بِاعْتَشَلَ كَسَ شَدَوْ بِلَادِ تَقِيَّةَ ۝

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت سید الشہداء عچندگناہ کبیرہ میں مُلتلا ہو
۱۸) آپ پر اپنی جان بھانے کے لئے تیہرہ واجب تھا وہ نہ کیا (۲۰) مسلمانوں کی جان بھانے کے لئے تیہرہ واجب تھا وہ نہ کیا۔ (۲۱) اگر آپ کے باقی ساتھیوں کو خیال کیجیئے کہ فرد افراد اس ایک کے حضط جان و مال و ابر و کے لئے آپ پر تیہرہ واجب تھا۔ اور آپ نے سب کو ترک کیا تو سینکڑوں کو ترک کے ارتکاب کی نوبت پہنچتی ہے۔ نعمود بائس دس ذکر۔

کیا اتنی کبیر مخصوصیتوں پر بھی شیخے دعویٰ حکمت سے تائب نہ ہوں گے۔ اگر مرکب

کبارہی کو وہ مخصوص کہتے ہیں تو کاشاحتہ فی الاصطلاح افسوس تقدیز کرنے سے کیسی تھی نہیں پیاری جاتیں ہوتے اعاشرین اور آپ نے با وجود وجوب تقدیس کی کوفی پروان فرمائی۔

اور صاحب علمت کفر نے ترک تقدیم کا جو غدر کیا ہے وہ عذر گناہ ہے ترازوگناہ کا مصدق ہے معلوم نہیں اگر آپ از راہ تقدیزید کی بیعت کے میدان کر بلکے والپیں چلے آتے اور مدینہ اور حقيقة حال ظاہر فرمادیتے تو اس سے دین کو کیا نقصان ہمیختا۔ اور زیدیوں کو کوئی سار شیکھ سدل جاتی بیعت مرثنوی سے جب خلفاء شکش کی خلافت کی حقیقت ثابت ہوئی حالانکہ آپ عمر حیران کے ہم نوال و پیار رہے۔ ان کے عطا یا وسایا ایسا کے لئے بچھے ان کی تعریفیں کرتے رہے تو امام حسین کی ایک نبی پوتے سے یہی کہا تھا متنق خلافت ہونا بثابت ہو جاتا۔ کمالاً لیخنے علی اوی المعنی۔

اس کے ساتھ اگر یہ ملاحظہ فرمائیے کہ امام حسین نے تقدیم چھوڑ کر اور اپنا اور زینیوں کا سر کٹا کہ اس کے عوض جو مخصوصیت خریدی ہے وہ قابل معافی بھی ہے تو عقاید امامیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے آپ کا یہ جرم قابل بخشائش نہیں۔ اس کی بخشائش کے لئے نہ مان باپ کی سفارش کام اسکتی ہے اور نہ بھائی نانے کی سفارش کی دال اسکتی۔ اب نامعلوم چھپا رے امام حسین کو کیا جلتا پڑے گا۔

عفوا اللہ ورس خص عنہ۔

علامہ مجلسی صراط النجاة میں لکھتے ہیں:-

اماً ناہانیکہ ہرگز امر زیدہ نہی شود۔ تفضل اللہ وذ بشقاعت شفاعت کندہ واسیدہ
نجات دراں نیست آنست کہ بدعت واختراع در دین و احداث مذہب نازہ
و فتویٰ ناحق در دین خداد ہد و منکر یا شدیک سند و یک نوع ازا و امر و لواہی
را۔ وجیزے از ضروریات از اصول و فروع و حلال و حرام را انکار کند و اطاعت
آئندہ شمودہ باشد و را امر معروف دینی از منکر و فرائض و نوافل و مسائل اتھی غیر
اس عمارت سے معلوم ہوا کہ آپ نے فقط ایک تقدیم نہیں چھوڑا بلکہ چند
قسم کے جرائم کے مرتکب ہوئے۔ (۱) تقدیم کو چھوڑ کر احداث بدعت کیا (۲) فواہی
کا ازالہ کاب کیا (۳) فرائض اور مسائل میں امیر المؤمنین کی اطاعت نہیں کی ورنہ
تقدیم کیوں چھوڑتے۔
یہی نہیں کہ آپ تقدیم چھوڑ کر گنہگار ہمیسے بلکہ ثواب سے بھی محروم رہے۔ مجلسی

صراط النقاۃ میں لکھتے ہیں

اگلے یا یونگ معقولہ و معاخذہ و رقیعت ندارند کہ ثواب ہم خواہند ابشت در دفعہ کے
حکمت خالکا کردن و کتابخانہ مادت نہ دوست از برائے حظمال و خون و ناسوس مسلمہ
در آنچہ موافق شرع باشد و حفظ آنها و جب باشد و تیقد دبلاد کفر و خالقین سرتکیب
محیتے شد ان اگرچہ مردت بخادر رسول و خوردن شراب و غیرہ ترک عیادت و سوون
قرآن باشد الادخون کہ تیقد و ران نہ بایذن کندہ گاہ بایک نفس صون فخرے را بخشند خوبیدار
کشته شود و کسے را کشد یہ

دیکھئے کتنے ثوابوں سے مخدوم رہے اپنی جان بچانے کو جھوٹی بیعت نہ کی۔ اپناللہ
بچانے کو جھوٹ نہ بولے۔ اپنی آبرو کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولنا تھا وہ نہ کیا فرد اُ
فرد اسلاموں کے حفاظت جان و مال و آبرو کے خاطر جھوٹ نہ بولے۔ غرض حسب تقریر
سابق سینکڑوں ثوابوں سے مخدوم رہے۔

تجھے ہے کہ جب تیقد کی اس قدر تاکید ہے کہ اور اسلاموں کا حفظ و نہواں و اعراض
اس قدر ضروری ہے کہ خواہ قران جلانے جھوٹ بولنے شراب پیے کلمات کفر
بولنے کی نوبت آئے تاہم ان مفاسد کا ازالہ کاب قبول کرے گر اسلاموں کی جان وال
آبرو بچانے اور ان کنہوں کی جگہ اُنکو ثواب لے گا۔ پھر شخص خلاف عقل بات ہے
کہ تیقد جائز ہوتے ہوئے امام ظلوم سینکڑوں و بال اپنے سر لیں۔ اور سینکڑوں
ثواب سے مخدوم رہیں سماشاجنا پھر میں ذلت۔

لئے ان براہمین قاطع سے بکال و ضرور خابت ہو گیا کہ اگر جناب مرتضوی پر فی الحقیقت
تیقد و اجنب تھا تمام حیسں رضی اللہ عنہم بھی بارتیقد سے کبھی سکبھاش نہیں ہو سکتے
اور بیوجب قطیعات شیعہ حضرات شیعہ آپ ترک تیقد میں کبھی معذ و زہیں بچھے جا
سکتے۔ فا حفظ هذه المقالة لعله ملا تجد هاف غلیونہ العجالہ۔

اور صاحب ظلمت کفر کی پر شال کر شراب و شوں کو پہنچا بھائیں مجھے نہ مانے گا۔
تو کلال دینے کی کوشش کریں گے میں پر بھی اگر ناکامی ہو گی تو سکوت کریں گے یہ

ملے اگرچہ وہ روایات جن میں بجانب ایسر کاغذنا کے ساتھ مارا مختالہ کرنا یا ان کیا گیا ہے منبع وال
ہستہ کر اس پر تیقد بھی وہ اجنب رہے گا۔ بدتر وہ اجنب کو چھوڑ کر بہر گئے کارہ نہ بنتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب
ایسر کو خلافاً کے ساتھ مغلوب و مغلوب کرنے میں کسی کشم کی مجبوری نہیں تھی ہمہ غفرانہ لہ

جناب ایسیر پر مطلبانہ نہیں ہو سکتی کیوں کہ آپ کو حسب روايات شیعہ بھو جب وصیت صلفوی خلافتے شد کے حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کا کوئی حق نہیں مل سکتا۔ تھا پس بوجب اس تقریر کے جناب ایسیر اور دعا اعتراض وارد ہوئے۔ ایک مخالفت وصیت کا دوسرا خلاف اثنا عشر کے مقابلہ میں آپ کا عاجز آجانا بجاؤ آپ کی اسدیت کی منافی اور آپ کی شان شجاعت کے خلاف ہے بلکہ جس قوم کے نزدیک شیر نہ کی اتنی ہی حقیقت ہو اُس کی گردنی میں رسی پڑی ہو اور دوسری شخص بصداقت فخر اسی اُس کو یقینتے ملھستے ہے جاتے ہوں اور اُس کو چون وچرانقل و حکمت کی تقدیر نہ ہو دوہر اگر اس اعتراض کو بجا کر لیں تو کچھ بعد نہیں چنانچہ حملہ حیدری کے یہ اشعار ہیں۔

بدست عمر بودیک ریحان ڈگر کف خلل اپسلوان

مگنند در گردن شیر نہ کشید ندا در بر بو بکر
مگر من الفت وصیت کا اعتراض بجائے خود باتی سہ جاتا ہے۔ البته جب امام مظلوم ارتکاب کیا گر پڑی معصوم رہنمائی رہے تو ایک مخالفت وصیت جناب ایسیر کے حق میں کب منافی عصمت بھی جاسکتی ہے جب خداد رسول کے احکام کی شیعوں کے نزدیک اتنی ہی وقعت ہے۔ کہ اُس کی خلافت پر یقینی عصمت اتحہ سے نہیں جاتی تو پھر اعتراض ہی کیا جاتی رہا۔ غرض شیعوں نے جناب ایسیر پر ایسا اعلان کیا ہے کہ شکنجه میں اس رکھا ہے۔ کہ کوئی صورت آپ کی برامت کی نہیں نکلتی اور بنطاڑ جو صورت برایت کی سیان کی جاتی ہے۔ در پرده اس سے اپنے اعتراضات کی تکمیل مراد ہوتی ہے۔

تف برسی دلا
اب تقدیم شیعہ کے کلام بھی ملاحظہ فرمائی کر دو، حضرات اس مشبه کا کیا خواب دیتے ہیں۔ علم الہدیٰ سے فرماتے ہیں۔ ویفہ یکون الخوف من مظہر الفسق والخلال و الشبهۃ فی ان امامتہ ملک و غلبۃ وانہ لا شرط من شرایط الامامة فیہ کا الخوف من مقدم معظیم جمیل الظاهر یعنی اکثر الامۃ ان الامامة دونہ واخذا ادنی منازلہ، وما الجمیع بین الاصدیقین الکل جامع بین الصدیقین ۹ او رفع الحبل محقق جیلانی کے الفاظ یہیں۔

کربیب دیگر در تقویت حق نہیں مردم بعاقیں بھیت آن شد کہ آننا فنوس خود را از اسوال بازداشتہ و شیوه نہ بروئیا پیش گرفتہ در غبت بدینیا و دیشت آن راتر کر فرد و فیاعت تقییل و اک جن و بس کریاں ملک خود ساختند در حالیکہ

اموال برائے ایشان حاصل و دنیار کردہ بود اکن راسیان تو مقتضی میکردنہ
خدا باباکن اصلہا کو دئے کرند پس دلماے مردم با ایشان ملک شد و ایشان
را دوست داشتند ذلطخن سردم با ایشان نیک فندو ہر کس را کر دربارہ ایشان
شبہ در خاطر لو دیا تو تھے داشت با خود گفت کہ اگر ایشان بہوا نے نفس خافت
نفس پیغیز کر دے بوند باستیت اہل دنیا با شفعت دشک اموال ولذات مکنند تا خل
دنیا و آخرت ہر دو برائے ایشان تباشد و اینہا اہل خل و را نے صحیح اند چکو نہ
خسروں دنیا و عقبیت ہر دو را پسیدہ با شفعت پس فعل ایشان صحیح است و کسے
را نکے درصلاح ایشان بامی نہاند و اعتقاد بولا یت ایشان گردند و افغان ایشان
پسندیدند انتہی بلطفہ ر آیات بیانات)

حلم الہدی کی اس تحقیق سے خلفا راشدین کا کمال اور ان کا صدق و اخلاص
و ایمان کا مل و اتباع شریعت و حسن سیرت جس طرح واضح ہوتا ہے بخواہے۔
الاشیاء تعریف با ضد ادھا محتاج بیان نہیں۔ اور اسوقت کے مسلمانوں میں
جس درج اخضارت کا معظم و محترم ہونا ثابت ہوتا ہے اُسکی تو تبیح کی حاجت نہیں۔
اب کی کو خیال بیکے کہ زینیا و رخلافتے نشان کو علم الہدی ضمیں قرار دیتے ہیں۔ خلفاء
ملکہ میں الصلاح و تقویٰ دنیا سے بے لوثی دینداری و نصفت شعرا ری اسلام کی
خدمت کی داری عیان تھی۔ تو زید کا فتنہ و فجور اس کی بیداری و دنیا طلبی ستمگاری۔
جنما شعرا ری محتاج بیان نہ تھی۔ اب ان دونوں کی باطنی حالت کو خیال کرتے ہیں۔ تو
اہل تحریر کا مقولہ الاداء یہ تو شمع ہما فیہ و ان کو زہ جہاں ترا و دکر در دوست ثابت آتا ہے۔
بیشک خلفاء کی دینداری ان کے کامل ایمان پرے اخلاق حب کی دلیل تھی اور
زید کی بے راہی اُسکے خبرت باطنی کا نتیجہ تھی۔ اور یوں نہ ہو حسب ارشاد بھوی اذا اصلح
صلح الجسد لکھا اذا اصلح سلسلہ صلح فساد ٹھہ کردا اصلاح و فساوی قلب ہے ہے منافقین
اگر حرمہ سے اظہار انسان کی کرتے تھے اور فی الجملہ احکام اسلامی کی پابندی بھی کرتے
تھے بگران کی کو راطنی مخفی نہیں رہتی تھی گفتار کردار سے اُس کا الہما ر ہوتا ہی رہنمای
جس کے بیان کی بیان کچھ حاجت نہیں۔ قرآن پڑھنے والوں پر منافقین کے خصا
اُن کے عکلات۔ سکنا نت بخوبی ظاہر ہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہیں جتنے منافقین تھے سب کا لفاق مسلمانوں پر واضح
ہو گیا تھا۔ قتل اشتعل عالم ماتھا کان اللہ لیکن را المؤمنین علی مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ مَحَقٌ

يَمْيِلُ إِلَى الْخَيْرِ مِنَ الطَّيِّبِ مِشْكُوٰةَ كَبَابِ الْجَمَاعَةِ مِنْ بَرِدَاتِ مَسْكُوتَابِنْ
مَعْوُدَ رَهْبَانِ اللَّهِ عَزَّزَهُ مَرْوِيٌّ هُوَ وَلَقَدْ رَايْتَنَا وَمَا يَخْلُفُ عَنِ الصَّالِحِ أَلَا
مَنَافِقَ قَدْ عَلِمْتَنَا فَاقِهَ أَوْ مَارِيَضَ -

خلافاً كَرَادِشِينَ كَصَلَاحِيتِ وَتَقْدِيسِ ظَاهِرِيِّ كَتَسْلِيمِ كَلِينَ كَبَعدِ غَصَبِ
خَلَافَتِ وَغَيْرِهِ سَارَ كَأَنْهَاتِ كَحَقِيقَتِ حَلَ جَافِيَ هُوَ غَصَبِ خَلَافَتِ كَبَعدِ
أَنْ حَضَرَاتِ كَفْتَقِ ظَاهِرِهِنَّ كَيَا شَبَهَ بَهْوَكَتَانَهُ مَحَالَكَلَ ظَاهِرِيِّ كَرَسِيِّ نُورِعِ كَافَقِ
أَنْ مِنْ نَدِيَّاَ كَجَانَهُ كَجَانَهُ كَعَوْدِ حَذَرَتِ عَلَمِ الْهَدَىِ مَعْتَرَفِ هُنَيَّنَ - اَكَرْ فِي الْحَقِيقَتِ اَهَاتِ
جَنَابِ اَمِيرِ كَأَحْقَنِ هُونَيَّنَ اَوْ رَجَابِ رَسُولِ اَكَرِيمِ رَصَدِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَامِ خَدَرِيِّ كَسِرِيِّ
كَمَعْجِيِّ مِنْ آپِ كَوَافِنِ جَانِشِينَ بَنَانَهُ كَهُونَيَّنَ تَوْصَابِ كَرَامِ حَضَرَاتِ بَخِينَ كَوَدِ بَابِ
خَلَافَتِ هَرَكَزِ حَقِّ بَجَانَهُ دَسْبَحَتِ - اَوْ رَغَاصَبِ خَلَافَتِ هَوْنَهُ كَبَعدِ جَهِيِّ اَنْ كَوَ
مَقْتَدَهُ اَسَهِّ دَرِينَ وَجَانِزِ جَانِشِينَ حَذَرَتِ سَيِّدِ الْأَوْلَيَنَ وَالآخِرِينَ حَمْلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَامِ
نَجَاتِتِ - كَوَانِ مِنْ لَاكَهُوْنَ خَوْبِيَّاَنَّ هَوْنَيَّنَ مَكْصَرَتِ كَلَفَنَ كَهُقَابِنَ جَبَلَ قَصْنِيِّ مَلَالِ
هَيْجَتِتِ - بَلَكَرْ بِرَوْقَتِ خَصَبِ بَخِينَ كَسَانِهِ مَرَاحِتَ اَوْ رَجَابِ مَرَضِوِيِّ
كَيِّ حَمَائِتِ فَرِيَّاتِ -

اَبْ مَحْقُوقِ جَيْلَانِيِّ كَكَلامِ مِنْ جَوَامِرْ قَابِلِ غَورِ وَتَوْحِيدِنَ يَهِيَّنَ كَخَلَافَارِ
شَلَشَهُ سَاءِ اَبِيِّ قَطْعِ نَظَرِيِّهِ بَهِيَّهُ اَسَهِّ كَوَدِيَّهُ كَأَسَ وَفَنِيَّهُ صَحَابَهُ كَرَامَهُ حَالِ مِنْ
تَهَهُ اَيَّانِيِّ اَحَقِيقَتِ وَهَسَارَهُ كَسَارَهُ حَقِيقَتِ اَسَلامَ سَهَنَخَرَفُ اَوْ رَدِنِيَّهُ
دَفِيِّ كَيِّ طَرفِ مَالِلِ تَنِدِينَ وَرَاسِقَبَارِيِّ سَهَارِيِّ تَهَهُ يَاهِنِسِ مَحْقُوقَ كَيِّ تَقْرِيرِيِّ
وَاضْعَهُ هَوْلِيَّهُ كَصَحَابَهُ كَرَامِهِنَّ كَوَنِيِّيَّهُ اِيَّسَهُ نَهَاجَبَوْ اَسَلامَ كَافَدَهُيِّ اَوْ رَحِيِّهِ هَهُهُ
اَسَهُ لَيَّهُ جَبَ عَادِرِ صَحَابَهُ كَيِّ بَعِيَّتِ صَدِيقَيِّ اَوْ رَأَنَهُ كَإِتَّابَعَ كَبَعْدِ حَقِيقَتِ خَلَافَتِ
صَدِيقَيِّهِنَّ چَوَنَ وَجَرَاهُ كَيِّ گَنْهَايِشَهُ شَرِهِيِّ تَواَسَهُ سَهَكَارَهُ كَمَحْقُوقِ كَوَجَيْهُ اَسَهُ كَكَوَنِيِّ
اوَرِ صَورَتِ نَظَرَنَهُ كَصَحَابَهُ كَوَخَلَافَارِهِ كَصَلَاحِيتِ وَزَهَرِ ظَاهِرِيِّ سَهَ اَنِيِّ كَيِّ حَقَانِيَّتِ

- اوَرِ وَاقِعِيِّ اَسَتَحْقَاقِ كَماَشَهُ بَهْوَحَانَابِيَّانَ كَرَهُ -

مَوْحَقَقَهُ نَهَانِخِيَّاَنَّ نَهِيَّنَ كَيَّاَكَهُ خَلَافَاهِنَّ بَاهُوَدِ حَسَوْلِ دَنِيَاَ - دَنِيَاَ سَهَ بَيلُونَيِّ
اوَرِ اَعْراضَهُ كَيِّفَيَّتِ جَسَهُ سَهَ صَحَابَهُ كَوَشَتَبَاهُ هَوْلِيَّهُ - اَنَهُ كَزَانَهُ خَلَافَتِهِنَّ
بَهِيَّهُ هَوْنَيِّ - بِرَوْقَتِ عَقَدِ بَعِيَّتِ وَالْعَقَادِ خَلَافَتِ صَدِيقَيِّهِنَّ دَنِيَاَ اَنَهُ كَيِّهُ بَيَّسَهُ تَهَيِّهِ -
اَظْهَارَبَهُ لَوْقَيِّ وَزَهَرَهُ كَاَنَهُ كَمَوْقَعِ مَلَاخَهَا - اَسَهُ وَقَتِ صَحَابَهُنَّ تَهَيِّهِ اَنَهُ كَيِّهُ بَعِيَّتِ

کر لی اور ان کو خلیفہ ہیں تسلیم کر لیا غرض بعیت صحابہ کی بجز اسکے کوئی اور وجود نہیں ہوتی
کہ صحابہ کرام محسن سیرت شیخین اور ان کے مراتب و مناقب جلیلہ کو بار شادی نہیں سلیم
کر سکتے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب امیر کے لئے فی الحقیقت نفس خلافت بلا خصل
تفقی یا نہیں اور تھی تو ایسی ہی ظاہر دباہر تھی جس طرح علماء شیعہ نہایت طول و بیط
کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اُس کو بدیکی و تدقیقی و دستاویز تھے میں یا نہیں محقق کی تقریر
سے اس کا تعیینہ بھی ہو گیا اور واضح ہو گیا کہ ان نصوص کا اُس وقت کوئی وجود نہیں
تھا۔ بعد میں ابن سبائی طفیل اس قسم کے نصوص شیعوں کو نصیب ہوئے ورنہ صحابہ
کو یا یہ نص جلی کے مقابل میں اس قسم کے استدلال کی ضرورت لاحق نہیں
ہوئی۔

تیسرا بات یہ ہے کہ جب اصحاب کرام نے ملنک اصابت رائے و سلا
عقل سے ان کے خلیفہ بنئے کو صحیح و جائز تصویر کیا تو بلاشبہ صحابہ کی یہ تجویز تجویز تجویزات
سیرت شیخین سقوطیں ازہدیات حضور نبوی ہوئی چنانچہ خود جناب امیر سے بھی جب
روایات شیعہ لکھا تھی صدر الکتاب ہو چکا ہے کہ ان حضرت علیہ والہ المصطفی
و اصلہ محدثین کی رائے پر کسی کی رائے کو ترجیح نہ دیا کرتے تھے خیر جناب امیر کے اشداد
کو شیعہ تقدیر کی شیخ لکھ رہا اس دیا کرتے ہیں۔ مگر عالمہ صحابہ تقدیر کے قابل نہ تھے پھر
ان کے اقوال و افعال کا کیا جواب ہو گا حضرت علم الہ بے و محقق جیلانی نے بھی بعیت
صحابہ کو تقدیر پر بخوبی نہیں کیا اور نہ احتساب تقدیر کی یہاں گنجائش ہے۔ بہزادہ صحابہ
کے مقابل میں بخاری شیخین یا ان کے مدد و دے چندا عوام و انصار کا کیا بین
چل سکتا تھا کہ ان کو تقدیر کی ضرورت پڑتی غرض یہ بیانات صدر حضرت شیخین
کی جلالت شان کی نسبت یہی کہنا پڑتا ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

فَصَوْصَنَ الْحَقِّ وَنَاهَقَ الْبَاطِلَ إِنَّ الْبَاطِلَ خَانَ نَهْوَ قَالَ
تسلیم فائدہ کیلئے ایک اور روایت کا نقل کرو دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔
جس سے صحابہ کرام کی جلالت شان اور ان کا محبت الہمیت ہونا معلوم ہوتا ہے۔
 مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں:-

ابن بابوی بند جن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب سو لخدا

دوازده ہزار بودند دیکے از ایشان
قدر سے بیوہ کن بجہر قائل باشدند و مر جی نبودند کہ گویندایاں ہمکس بیک قسم
است حرومی بیوہ کہ امیر المؤمنین رانا سن ازا لویند و معتزی بیوہ ند کہ گویند
خدار اد عمل بندہ، سیچ و خل نیست و در دین خدا برائے خود سخن نے گفتند
..... کہ خداوندار و حجاجے ماراقبض کن پیش از انکہ جنر شہادت

حضرت حضرت امام بشنویم:

صاحب شہی الكلام لکھتے ہیں:-

پرائی مقام پر وايت شیخ صدق و رکتاب خصال و ترجیح آن باقر مجلسی علی مانقد
اکابر ہم التفاسی مایم بعد نقل حمل حدیث) یعنی اصحاب رسول خدا و دوازده ہزار
نفر بیوہ بیشتر ہنڑا نظر از مدینہ و دو ہزار نظر از کہ و دو ہزار نظر پا کردہ و آزاد
کردہ ما دیکے از ایشان قدر سے بیوہ کہ بجہر قائل باشدند و مر جی بیوہ ند کہ گویندایاں
ہمیا کشم است و حرومی بیوہ کہ امیر المؤمنین علی رانا سن ازا لویند و معتزی بیوہ ند
کہ گویند خدار اد عمل بندہ، سیچ و خل نیست و در دین خدا برائے خود سخن نے گفتند
و در شبہ و روزگر میکر دہوے گفتند خداوند اقبض بکن رو جھاکے مارا پیش از انکہ
نان میدہ بخوریم اتھی و در پختے از روايات بجا سے خوردن نان میدہ استماع
خبر و اقدر کر بلامر ویست۔ کمال لیخنے علی من طالع بخار مجلسی ۴

اخوان والصار مرتضوی کی راتنی کثرت پر بھی کیا حضرات شیعہ جناب امیر کی
کمزوری و کس میسر کی کاراگ کا یئنکے۔ اور غصب خلافت۔ شیوع بدعات غصب
فڈک۔ تحریف قرآن۔ غصب ام کاشوم وغیرہ معملاں میں آپ کی مجبوری و کمزوری
کی بنائیں آپ کو تائید دین و حفظ ہموس سے معدود بتائیں گے۔

ابن بابویہ وغیرہ کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہب اہلسنت میہب
صحابہ کرام کے مطابق اور اہلیت عظام کے موافق ہے للہہما مرا ذقا محبتهم
واحشر نامعہم بیا همد سراضی اللہ عنہم اجمعین، امین۔

اب دوہی باتیں ہیں یا تو مطاعن خلفاً و اصحاب کرام کو ایجاد ملاحدہ و جاہل
تباہیں وہذا ہو الحق لا ہمایب ہیں۔ یا یہیں کہ جناب امیر کو ز دین تین
کی پریادی کی کوئی پرواٹی نہ اپنے نگ و ناموں کا پھر خیال تھا۔ نعم ذبائش
من ذلک۔

تہذیب

یہ بیانات صدر واضح ہو چکا کہ جس اعتراض کا جواب علم الہمے نے دیا ہے اُسی کا جواب صاحب ظلمت کفر نے بھی دیا ہے۔ مگر دونوں جوابوں میں جو مقدمہ تفاوت اور تضاد ہے اہل فہم و بصیرت پر مخفی نہیں۔ اب صاحب ظلمت کفر کو اختیار ہے اپنے علم کے جواب کو صحیح نہیں اور حضرت علم الہمے کو علم افضل المحدث کا خطاب دیں اور محقق عجیلانی کے لئے بھی کوئی خطاب تجویز کرنے یا جو چاہیں بنائیں مگر ناظرین پر حضرات شیعہ کی بے باکی دھالا کی بخوبی واضح ہو کری کہ ایک صاحب بجب ایک طرف جملہ صحابہ کو سیاست صدیقی پر تتفق پاتے ہیں اور اُس کے ساتھ ان پر عیت کنندگان کو بھی اپنی روایات مشتبہ کمالات صحابہ سے منجور ہو کر کاملاً لا یملک صادر ایقین تسلیم کرتے ہیں تو ترک عیت مرضوی میں صحابہ کرام کی طرف سے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ صحابہ کو اب یہ کی ظاہری دینداری سے اُن کے استحقاق خلافت کا شہید ہو گیا اور مگر اس جواب سے یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ خلافاً للشیوه خصوصاً حضرت صدیق میں دینداری و ظاہری تقدیس بھی جناب امیر سے بد رجحان یادہ تھا و زد صحابہ جناب امیر کو باوجود نفس خلافت باز ترجیح بحسب کمال دینداری خلافت سے ہرگز محروم نہ رکھتے۔ فتنہ بر فنا نے بالتدبر اجرد (مگر وسرے صاحب جب اس جواب میں یہ کسر دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے جواب سے عامل صحابہ کے ایمان کامل و اخلاص و تدین و محبت اہل بیت ہونے کا قائل ہوتا پڑتا ہے۔ اور قلت احوال و النصاراً الہمیت کی آڑ میں خلفاً کے مظالم و غصب حقوق الہمیت کی جس قدر کیہا نیاں قصینت ہوئی ہیں وہ بیکار ہوئی جاتی ہیں اور جناب امیر کی معذوری کا حیلہ چل ہیں سکتا تو جملہ صحابہ کو دوچار کے سوادیں دایاں سے عاری اور دشمن اہل بیت بنا دیتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہیں۔

ہر کر تفت افگن نہیں سیر ہشم برویش فتنہ تفت حقیقت

جس قدر صحابہ کرام کی بیداری و بے ایمانی کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن ہی طاعنین کی زبان و قلم سے اُن کی بے ایمانیوں کا راز کھول دیتا ہے۔ قیامت میں تو ان کی زبان و قلم کی شہادت اُن کی روایتوں کا باعث ہے۔

ہو گی۔ دنیا میں بھی حق سجاد نے اُن کی ہی زبان و قلم کو اُن کے عقائد بالطلہ کے
بال طال بیلے شاہد عمل بنادیا ہے۔

اسے حضرات شیعہ اب بھی بغیر اصحاب رسالت نام سے صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم۔ تو پر کرو۔ اور احکم الحاکمین کے سامنے مجمع اولین و آخرین میں رسولی سے ڈڑو۔
دنیا چند روزہ ہے آخر عالم الغیب والشہادہ کو مند دھانا ہے۔
بررسو لان بلاغ باشد بس

اب بطالِ نصیہ کے الائل قطعیہ سُنُو

(۱)

إِنَّ الَّذِينَ تَرَكُوكُمْ فِي الْأَرْضِ إِنَّمَا أَنْفَقُوكُمْ قَالُواْ فَإِنَّمَا كُنْتُمْ قَاتِلُواْ كُنَّا
مُسْتَغْنِيَّاً فِي الْأَرْضِ قَالُواْ إِنَّمَا كُنَّا أُرْضَ اللَّهِ وَإِنْ سِعَةَ فَهَا حَرَّ وَافِيهَا
فَأُولَئِكَ مَا وَلَهُمْ بِهِ حَمْدٌ وَسَاعَدْتُ مَحْسِرَةَ الْأَمْسَاطِ ضَعْفَيْنِ مِنَ
الْتَّرَجَالِ وَالسَّاءِ وَالْوَلَدِ إِنَّ لَا يَسْتَطِيُّونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَيِّلَةً
فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَمَوْكِنَ اللَّهِ عَفْوٌ أَعْفُوْرَاهُ۔ یعنی جو لوگ
والکفر و دار الخلاف سے بھرت نہیں کرتے اور وہیں رہ کر مر نے للتے ہیں تو فرشتے
اُن سے کہتے ہیں کہ خدا کی زمین تو وسیع تھی بھر تھم نے کیوں ہمیں اعداء کے دین کے
ملک کو بھیڑا اور ایسی جگہ رہ کر احکام شرعیہ کی مخالفت کرتے رہے۔ وہ ہمیں کے
ہم کمزور تھے ہم میں اظہار دین کی طاقت نہیں تھی۔ فرشتے ہمیں کے تمہارا اخدر
غلط ہے۔ اور ایسے لوگوں کی جگہ ہم تھے۔ البته مذکور وہ لوگ ہیں جنکے پاس کوئی ذر
ٹکل جھانکنے کا نہ ہو۔ اور وہ حمالین کے بس میں ہوں۔ صاحب تفسیر حسینی
لکھتے ہیں۔ وَ فِي الْأَيْتِ دَلَالَاتٍ عَلَى وَجْهِ الْبَحْرَتِ مِنْ مَوْضِعِ الْمِيَمَانِ الرَّجْلِ فِيهِ آفَامَتْ
وَدِينَ۔ یعنی اس آیت سے بھرت کا وجوہ بنتا ہے۔ جہاں آدمی اقامہت دین پر قادر
نہ ہو خواہ وہ دار الکفر ہو یا دار الخلاف۔

اب فرمائیے باوجود مراحت کفار مکر سے تو مسلمانوں کو بھرت کا موقع
مل گیا۔ جناب امیر کو ایسی کیا مجبوری بڑی تھی کہ اپنے دین کی ساری بریادی پر بھی
بھرت کا قصد نہیں کیا۔ اور ایسی بد دینی کی جگہ میں ایسی بے دینی کے ساتھ مقیم رہے۔

غرض جناب امیر کو بھرت کے الزام سے بجانے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ خلافت نہ کو راشدہ کہا جائے ورنہ تقبیہ کا جبل پھر مفید نہیں۔ ترک بھرت کا الزام بجا سے خود قائم رہ جاتا ہے۔ خدا کے یہاں یہ عذر بھی ہر کو مسح عن نہیں کر سکتے کی صورت میں حصول خلافت کی ساری امیدیں منقطع ہو جاتی تھیں۔ دین کی برپادی کے مقابل میں وہاں ایسے اعذار باروہ کیلئے کہ مشنوائی نہیں۔ اتنے دن جو اپنے کو خلافت نہیں تو اسلام کا کیا بگڑا کہ آئندہ بگڑتا۔

مگر شاید کوئی شیعہ ترک بھرت کی یہ وجہ سیان کرے کہ فرشتوں کا دار و گیر تو مرنسے کے وقت ہو کا اور جناب امیر کو معلوم خالک ان کا مرقد کو فہرگانہ مدینہ مکرہ پر عقیدہ خود مکائدِ رہی نفس پا یہ ارضِ موت کے خلاف ہے مگر اس عذر سے ترک بھرت کا الزام رفع نہیں ہوتا۔ اور گلیا عجب کہ فرشتوں کو ایک اور اعتراض کرنے کا موقع ملا ہو کہ خلفاء جو رکے زمان میں تو تم نے بھرت نہ کی اور اپنا دار و دورو ہوا تو مدینۃ الرسول و جوار بھی کو چھوڑ دیتے۔ علاوہ اس کے فرشتوں کا اعتراض اور ان کی تہذیب تو ترک بھرت پر ہوگی۔ اور ایت سے بھی بوقت عدم اقامت میں وجوب بھرت کا خوت ہوتا ہے۔ کما صرح ہے فی الصافی۔ تو مدینہ میں ذمہ نے سے ترک واجب کے کنہ سے کیے بھی سکتے ہیں۔

(۳)

اور سنئے۔ اگر معاذ اللہ خلفاء اللہ و دیگر مہاجرین والنصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقیول روافش مرتد یا اہل نفاق تھے۔ اور ان کے ایمان کامل و اسلام خالص و صادق کے ثبوت میں حق سجانہ کی یہیں شہادت والغفین امنوا و هلمجعہ و جاہدوا فی سبیل اللہ والذین ارواؤ نصر و الائٹ هم المؤمنون حقاً لهم مغفرة و رازق کریم۔ کافی وافی نہیں تو جناب امیر کو ازراہ تقبیہ ان کا اتساع بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ کیا جس بھی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلیم کو یہ حکم ہو جاہد الکفار و المُنَافِقین و اغْلَظُ عَلَيْهِم۔ کیا اس کے ناس کو مُنَافِقین کے مقابلوں میں جہاد کی جگہ تقبیہ اور غلطت کی جگہ مداہنت جائز ہو سکتی ہے۔

(۴)

اور لو۔ ارشاد خداوندی ہے فلذِ لک فندع واستقم كما امرت

ولاتنتيج اهواه هم یعنی اے میرے پیارے رسول دین حق کی طرف لوگوں کو نکو
بھی بلاو اور جس طرح حکم ہے تم بھی اُس پر قائم رہو اور اعادتے دین کے اہواز کے
تابع نہ بن جاؤ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے تین حکم دیئے (۱) لوگوں کو دین حق
کی طرف بلاو (۲) فقط دوسروں کی ہدایت پر بس مت کرو خود بھی اُس پر
قائم رہو (۳) کسی خلاف حق بات میں مخالفین اسلام فاتحہ اہل کر
مت کرو۔

اب الجھورت جواز تقدیر جناب امیر نے تینوں کا خلاف کیا۔ نادعاتے دین
کو حکام حق کی ہدایت کی۔ شکنود ان پر قائم ہے۔ اُور کیا تو یہ کیا کہ خود بھی مخربان دین
ومنافقین کے سر اور علانیتہ مراح بن لئے اور ان کی ناجائز خواہشوں اور ناق
ما توں کی پر وی کرنے لگے۔
اہل عقول وال مضاف کہو۔ کیا ایسے ہی جانشین نعم الخلف ہو سکتے ہیں۔ اس سے
زیادہ ناخلفی اور کیا ہو گی کہ اپنے بزرگوں کا طبع عمل یکدم بدل دے اور ان کے ادار
و لواہی کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اور بلکہ ان کے مسامی حسنہ کو خاک میں ملا دے۔
نحو ز بالمدین ذلک۔

(سم)

اور سنو۔ قالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا سَلَّمَكَ شَاهِدٌ أَوْ بَشِّرًا
وَنَذِيَّةً وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسَرِاجًا مُنْدِرًا وَلِبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِإِنَّهُمْ
مِنَ الْأَنْفُسِ فَضْلًا كَبِيرًا وَلَا تَنْطِعُ الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ وَدُعَاءُ ذَلِيلِهِمْ وَتَوْكِيلُ
عَلَيْهِ اللَّهُ وَكُفُّ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ ۝ ۝ اے میرے نبی ہم نے آپ کو اپھے بروں۔ یا
ازال کتب و تبلیغ رسائل کیلئے کوئی دینے والا۔ اور جعلانی کی خوشخبری دینے والا
برائیوں سے ڈرانے والا۔ خدا تعالیٰ کی طرف بلا نے والا ہدایت و اظہار حق و
باعظ کے لئے دنیا کا روشن کرنے والا چراغ بنانے کی وجہ جو ہے۔ آپ کو چاہئے۔ کہ
ایمان والوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے اُس کے بڑے فضل کی خوشخبری دیجئے۔
اور کافروں و منافقوں کی اطاعت اور ان کی ایذار سانی کی کوئی پرواہ نہیں اور حق
سبحانہ پر بھروسہ رکھئے۔ کار سازی کے لئے خدا ہی کافی ہے۔

ان آیات میں تینوں حق تعالیٰ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آله
و سلم کو جن باتوں کی ہدایت فرمائی ہے حضرات شیعہ فرمائیں تو ان میں سے جناب

ایسی کرم اللہ وجہ نے بہوجب عقاید شیعہ کسی اک بات پر بھی عمل کیا۔ آپ نے
 کیا تو یہ کیا کہ خلافاً نئشہ کی حیثیت خلافت کو چھپا کر گھنمان شہادت فرمائی وہ باجہ بن
 و انصار جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضا و مفترت و نعماءِ اخروی و فضل بکیر کی خوشی
 دی تھی اور ان کو خیر است فرمایا تھا کہاں روئی عن ابن عباس نے قوله عزوجل کہتے
 خَيْرٌ أَمْ أُخْرٌ جَعَلَ لِلثَّالِثِ الْمُؤْمِنَ هُدًى لِلذِّينَ هَاجَرُوا مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ دَسْنَا مَدْفُوتَهُ جَلَّ جَلَّ ابْنِيَرَ نَعَلَّمَ أَنَّ كُلَّ كُفَّارٍ وَ
 فَسِيقٍ كَيْ دَعَوْتُ إِلَى الْحَقِّ كَيْ بَدَلَ دَعَوْتُ اخْفَارَ حَقَّ فِرْمَاتِي۔ اور تلقیہ کی ایسیں
 ہوئے نفس کو اپنی خواہشات باطل کے پورا کرنے کا موقع دیا۔ اور عام طور پر خلفاء
 شیعہ کی مداعی و مناقب جلیلہ سناؤ کا درختیہ طریقہ پر اپنے ہوا خواہوں کا واؤں کے
 جو رؤس قم و ازتماد و لفاقت بتا کر سراج منیر کے بدلتے یقین مظلومین کئے اور خلق اللہ
 کو ایسی ظلمت میں ڈال کئے کہ ناقہ خشووار کی طرح لید العصایا، میں جملتی بھیر رہی ہے
 اور حق کی کوئی راہ مطاعن خلفاء کے معقدین کو نہیں بلتی تھی و باطل کی تسلیحاتی
 رہی۔ اور وجود یہ ہر جگہ حق تعالیٰ کے امور دین میں اطاعت کفار و منافقین سے منع
 فرماتا ہے۔ مگر جناب امیر بہوجب عقاید شیعہ حضرات شیعو خلفاء شیعہ و دیگر مجاہدین
 و انصار رضی اللہ عنہم کی اطاعت فرماتے رہے۔ ارمعاوا اللہ خلفاء شیعہ بیہب
 شیعہ (ظاہر بدن بدن بدویاں) بدن دین و مرتد و منافقین کے لیے بوجب آیات قرآنی
 آپ کو ہرگز ان کا اتباع حائز نہ تھا۔ انہیں حضرت علیہ وال الرحمۃ والسلام کو خالقین
 کی ایزار سائیوں سے فرنسی کی مخالفت کی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کے شرعاً عدالتی کا ایت
 کا خود ذمہ وارثا۔ چنانچہ اس خلافت نے بوجب وعدہ الہی بلا خوف و خطر بیان
 حق فرمائی۔ اور کسی خلافت کو ناب دم زدن نہ ہوا۔ اور حق سجانے نے بھی بجوب
 وعدہ صادقاً آپ کی کامل حفاظت فرمائی اور آپ کو شرعاً دے سمجھا یا اگر جناب
 امیر کو وعدہ الہی پایا مان کا مل حاصل تھا تو کبیوں دشمنان دین سے ڈرے۔
 اور ذر کر ان کے ناتیع بنئے اور محنہ کے پیٹ دل کی براوی دیکھتے رہے۔ واللہ
 یعجمک من النائم کے نائم کے بھروسے اور لوگوں ملے اللہ و نے باشند و کبیلہ کے
 وثوق پر کسوں نہیں خلفاء کے شیعہ کے جو رؤس قم و دشمنان دین سے ڈرے۔
 صدقیق اکبر کی تھی مذاہمت فرماتے تو اسی وقت شیعین کا طسم ٹوٹ جاتا۔
 اور حق و باطل کی تسلیحاتی بوجب۔

(۵) اگر تقدیہ واجب یا جائز ہے۔ تو امام مہدی کیوں سینکڑوں برس سے چھپے
بیٹھے ہیں ظاہر رہ کر کیوں نہیں ازراہ تقدیہ اپنے مخالفین کے تابع ہو گئے۔ اور
اور کیوں تقدیہ کو پس نہیں دلالا۔ اپنے جداً مجدد کی لفظ ایکوں نہ فرمائی۔ تقدیہ
کے ہزوں میں اپنے جداً مجدد کی طرح بہت صافیت کی زندگی بسر کر سکتے تھے۔ البتہ
امام مہدی کے طرزِ عمل سے جس طرح تقدیہ کا جواز معلوم ہوا یہی معلوم ہوا کہ بلاد
مخالف سے بھرت و قرار واجب ہے ورنہ امام غایب اس طرح روپوشی کے
ساتھ در پدر شہر شہر حیران و سرگردان نہ پھرتے یا غارت نک وقار کو
اپنا منہ بناتے۔

(۶)

وقل فصل

دلائل سانقوت کے مقابل میں شاید کوئی نافہم آئیہ کر کریم مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْ بَعْدِ
إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَمَهُ اللَّهُ وَهُنَّةُ مَصْحَّنٍ بِالْإِيمَانِ كُوچواز تقدیہ کے ثبوت میں پیش
کرے تو جاننا چاہئے کہ حکم ضعف خارجی مسلمین کا ہے جو اعلانے دین کی ایذا رسانیوں
کے مقابل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اجرازت ہے کہ مقابل محل ایذا کے وقت گھات
کفر بھی بول لیں بشہر طیکر دل میں ایمان راخ ہو۔ اس پر بھی کلمات کفر کا بولنا
واجب نہیں۔ ضرور ڈاک فوری حالت میں جائز ہے اگر کوئی کلمہ کفر نہ بولے
اور دین حق کو نہ پھیلائے اور کفار کے ہاتھوں مارا جائے تو ثواب ملے گا۔ ن
عناب۔ برخلاف تقدیہ کے۔ کیونکہ ان کے بیہان تقدیہ واجب ہے لادین ملن لا
تقدیہ لہ۔ اگر تقدیہ نہ کرے اور کفار کے ہاتھ مارا جائے تو انہیں کارہمنی ہو گا۔ دیکھو
تلف نفس بھی کوچواز و وجوب تقدیہ کے لئے ضروری نہیں۔ ادنے ادنے ضرر سے
پچھنے و منافع دینیوی کے حاصل کرنے کو بھی تقدیہ واجب کر دیا گیا ہے۔ باجماع
سیعہ باوجود دیکہ امہ کی جانش ان کے قبضہ اختیار میں ہوتی ہیں۔ اور ان کو اپنے
مرنے کا وقت۔ مرنے کی جگہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی جناب امیر نے بحسب
ذمہ بہ شیعہ خلفاء کے مقابل میں تقدیہ کیا۔ اور باوجود دیکہ آپ مفروض الطاعۃ

اور امام وقت تھے۔ پھر بھی اپنی امامت کا اظہار نہ کیا بلکہ خلافاء جو رکی اطاعت اور ان کو واجب الاطاعت فرمائے رہے حالانکہ یہ صریح کفر ہے) اور انہیاں و مسلمین علیہم السلام کا حکم اور ہے۔ ان کو قول اور فعل صریحی طور پر حق کا خلافت جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو ذکر یا علیہ السلام سر پر آرہ چلنے کے وقت کسیوں کا فروں کی بات مان کے اپنی جان نہ بچائیتے اور ابراہیم علیہ السلام کیوں اُلیٰ میں ڈالے جلتے۔ خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں اسقدر تکلیفیں ہئے اور وطن والوف کو چھوڑتے۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیاں علیہم السلام سر پر اشد و مظہر ہدایت ہوتے ہیں۔ الارُّ کی ایک بات بھی جھوٹ تکلے قرار کی ہر یک بات میں جھوٹ کا اختصار پیدا ہو سکتا ہے۔ پھر تبلیغ اور ہدایت میں نقصان پڑے گا۔ برخلاف عام مسلمانوں کے ترجیب اصول دین ثابت ہو جکے اور احکام شرعی منفعت ہو گئے تو کسی کی حق پوشی و خلاف حق پونے سے اصل دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور اور ایک مسلمان کی جان بھی پچھ جاتی ہے۔ اور انہیاں علیہم السلام کے جھوٹ بولنے میں عرض بعثت انبیاء رفت ہو جاتی ہے۔ اور ذریعہ ہمیت میں فتویٰ ہوتی ہے پس فرق فاہر ہو کیا چنانچہ روایات شیعہ بھی مشتبہ مدعی و عدم حوازن قیمة للانبیاء ہیں۔ تفسیر جمیع البیان طبری میں ہے: ﴿لَمَّا أَنْبَيْرَهُمْ بِالْكَذَبِ وَأَنْلَمْتُهُمْ بِمَا يَصْنَعُونَ إِذَا غَرَّهُمُ الْمَالُ إِذَا حَجَرُوا عَلَيْهِمُ التَّعْقِيَةُ لِمَا لَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهِمْ وَإِذَا هُمْ لَا يَرْجِعُونَ ذَلِكَ يُوَدِّي إِلَى التَّكَبِبِ فِي الْأَخْبَارِ هُمْ شَرِسَّى مِنْ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحْدَادَ اللَّهِ كَيْفَ يَرْسِلُنَّ هُنَّا﴾ (النور: ۲۷)

علیہ ان الانبیاء ولائی حجرا علیہم التَّعْقِيَةُ لِمَا لَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهِمْ وَإِذَا هُمْ لَا يَرْجِعُونَ ذَلِكَ يُوَدِّي إِلَى التَّكَبِبِ فِي الْأَخْبَارِ هُمْ شَرِسَّى مِنْ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحْدَادَ اللَّهِ کی تفسیر میں ہے۔ ایسا لایخا خون مرن سوئی اللہ فیما یتعلق بالادار والتبليغ و فی بہادللہ

اساس اصول کے مقصود شافعی کے فصل شاشت میں ہے داستر طواعی جمیتہ داے التقریر ابان التقریر علی النکر سن الفیی متذمتع ۱۶ اعلم ان الاماۃ لاما قالوا حستہ الاممۃ وجوب انتشارهم و وجوب الشایعی بمقدار افعال الاممۃ واقوالہم و تقریرہم کافعہ الفی واقوالہ و تقریرہ می کونہا مجھے علی القیضیں لمسطور باتفاقہ و ایضاً ذلک الافق باتفاقہ فعاظم و قولہم و تقریریہم زیما کان للتفیقہ بخلاف الفیی سا اور شیعیوں کے زدیک امامت تناولی بیوت بلکہ ہمہ سریوت ہے جس طرح تکلار بیوت کفر ہے انکا ہر امامت بھی کفر ہے میں جو بآئیں انہیا علیہم السلام کو جائز نہیں ابیہ کو عجیب بجاڑنہوئی چنانچہ اصول کافی۔ کی روایت ہے علی محمد بن مسلم سمعت

اما عَدَ اللَّهُ بِقُولِ الْأَمْرِ تَبَنِيَتْ لَهُ رَسُولُ اَشَدَ الْأَنْهَمِ لِيَسَا بَانْبِيَاءَ وَلَا يَكِيلَ لَهُمْ مِنَ النَّاسِ
ما يَكِيلُ لَلَّهِ فَمَا اخْلَدَ ذَلِكَ فِيمَ بَنِيَتْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ -، وَمُطْرِقَةً لِكَرَامَهُ)
اس روايت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ
کے احکام میں کوئی فرق نہیں ہے بجزا سکنے کے ائمہ کو چار نکاح سے زائد کی اجازت
نہیں اس کے علاوہ تمامی احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ائمہ رضی اللہ
حتھم برابر ہیں۔

غرض اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جس طرح آنحضرت ﷺ و اہل الصلوٰۃ
و اسلام کو تقدیر چاہئے تھا۔ ائمہ کیلئے بھی ہنگامہ دوسری یہ کہ جو حکم آنحضرت کو تھا اُس کی
تعیین جناب ائمہ کو بھی لازم ہے۔ اور سبوجب تقریر میاق آیات قرآنی سے واضح
ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا فرائض مقصودی تھے پس جناب
ائمہ کے بھی درہی ہونگے۔ حالانکہ حسب اصول شیعہ آپ نے ان میں سے ایک
کی بھی تعیین نہیں کی بلکہ سب کو خیر را ذکر کر دیا اب دوہی باتیں ہیں یا امانت ثانی بہوت
نہیں یا جناب ائمہ را ممنصوص میں اللہ نہیں اور یہ وتو تقدیر نہ ہب شیعیہ میں
فی المظلوم بحسن سلوب والحمد لله علی ذلک۔ اب اگر اس کو دیکھنے میں کہ خلفاء
ملکہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو پوری طرح بردا۔
اد امر و نو اہی شرعی کا پورا الحافظ کھا جس کے علماء و شیعیہ بھی تقریباً علم اللہ سے
حضرت صدیق کو جیل الناظہ مغلظ فرماتے ہیں کامرا بن منیثون حرامی کی عبارت
بھی کوئی جاپکی ہے۔ و عن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الثالث و بین معاویۃ
فی اقامۃ خاد و داده والعلی یقتضی اوامرہ و تواہیہ ؟ ظاہرؓ^۱
تو ہمیں یہ کہنے کا اچھی طرح حق حاصل ہوتا ہے کہ یحضرات ملائشیہ خلیفہ رسول
الله تھے۔ اور ان کی خلافت فی الحقیقت و نیابت رسول اللہ تھی۔ صلی اللہ علیہ
اکہ واصحابہ وسلم بجانب ائمہ یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ جناب رسول اللہ تو اعلاء
کائنۃ اللہ و اطہار حق فرمائیں ہا در آپ کے وضی مطلق و نائب برحق ناچ کوشی و
حق پوشی کو اپنا دستور العمل بنا کیں ان هذا الشیء عجیب حالتکہ اصول کافی
سلک گذشتہ روایت کے مطابق معنی و معنی سفر ائمہ ایک تھے۔

یہ بھی ایک عجیب راز ہے کہ جب آنحضرت علیہ وآلہ وسلم کو منظالم

خلافاً ثملتہ کی پوری خبر تھی اور جناب امیر کو آپ کی بے بسی کی وجہ سے زمانہ خلفاء میں بجزا سکے کر دتم بخود رہ کر خلافاء کے ہال میں ہال ملایا تھا اور امداد حق کی اجازت نہیں بلکہ دین کو چھپائے رکھنے کی وصیت کی کوئی تھی جس سے دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ جناب امیر کی حق پوشی اور خلافاء کے مذہب دین اعمال و احکام کی تعیش کر رہنے سے غیر دین دین بن گیا اور آپ ہی کی متعانہ حرکات و سکنات سے حقیقت خلافت خلفاء کے ظلمہ پر استقلال ہونے لگا۔ اور اسی سے مجبور و مسند و شخص کو حق تعالیٰ نے خلافت مصطفوی کے لئے کیوں منصوص فرمایا اور اس میں کیا حکمت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسند و اور دبوس شخص کو اپنا جانتیں بنایا جس کی بزوال اسلام و مسلمانانہ حرکات و سکنات کی وجہ سے مخالفین پر جو امداد بھی فائم نہیں ہوئی کیا یہ مقتضائے عدل ہے کہ اعلاء کلتہ اللہ و نصرت دین نہیں کے لئے ایسا ہتھی شخص موزون تھا۔

اور کیا ایسا نعم بالشان امر حسن کے لئے آپ سبouth ہوئے تھے ایسے شخص کی تخلیف سے جس سے نصرت دین کی جگہ اہامت اور اعلاء کی جگہ اخفا کے سوا اور کچھ بہو سکا مخالفین اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہیں لارکہ انہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی ہوئے اور آپ کو دعوے سے نبوت سے دنیا طلبی مقصود نہ ہوئی تو جان بوجھ کر ایسے شخص کو اپنا جانتیں بناتے کیا ایسی ناقابل اولاد کو خلیفہ بنانا دنیا طلبی اور فقط ناک گیری و تحصیل حشرت و جاہ و نیروی کی ولیں نہیں کیا اعلاء کلتہ اللہ و نصرت حق و اشاعت دین کی ضرورت آپ ہی نکھڑتی کہ آپ کے جانتیں کو اس کی ضرورت نہیں کیا ایسا دین اور ایسا بھی خاتم النبیین ہو سکتا ہے کہ مدعا نبوت کے ساتھ اس کے دعاہ یہی مدفن ہو جائیں کیا آپ کے بعد لوگوں کو تماقیاست دین محمدی کی ضرورت نہیں ہے کہ دوازدہ ائمہ ایسے آپ کے جانتیں کو اخاللکہ تبدیل دین گی وصیت کی کوئی کیا قرآن مجید کا یہ حکم ہے ائلوا اللہ تبعن حقیقی ایلی امیر اللہ۔ آپ کے جانتیں کو اس کی تعیش ضرورتی نہ تھی اور نہیں ہے کیا آپ کا جانتیں دوستی الف دین جماعت میں سے ایک خلفاء کلتہ کی متابعت و سو اقتدار اور دسری دعاویہ وغیرہم) کے ساتھ مقامہ و منصب میں موجود آئندہ سابقہ بھی حق سمجھا جاسکتا ہے اور کیا اس کی یہ کارروائی دنیا طلبی کی پادنسی کے مطابق نہیں ہے۔ کہ پسلے تحکام وقت اور ان کے اتباع کی خشتا مدد

و دلخواہی میں لگے رہے اور جب ان کے بعد ان کی اتباع کی عنایت و توجہ سے یاد کیجئے پاک خود حاکم و خلیفہ بن ہوئے اس وقت اپنے مخالفین کی سر کو بی کو طیار ہو گئے اور صبر و سکوت یاد رہنے کی پادسی بدل دی کیا۔ اسخ عالم میں یہ کوئی نئی بات ہے کہ خداوم جان شار موقع شئے پر بلوکان روزگار ہو گئے۔

اہل بصیرت اسن تقریر کو بغور قابل دعیس و حضرات شیعہ کو ان کی عقلمندی و ندین کی داد دیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ فِي مَنْ يَكْشَفُ إِلٰى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ۔

تشریح

شیعیان مندرجہ الہام سنت سے بدسر برکار ہوتے اور قانون انگریزی کو برک تقبیہ کا اڑانا تے ہیں ایک کو معلوم نہیں کہ ہبوجب احادیث متوالیہ امام تقبیہ ہر سون پاک یرواجب ہے جو شخص تاہمہور امام غائب تقبیہ نہ کرے وین دایمان سے خارج ہے ملائی کتاب الحکیمات لشیخ المشايخ وغیرہا من المعتبرات سی شاید یہی وجہ ہے کہ مجلسی حق انتصیبین میں اللھ تعالیٰ میں کہ اکثر شیعیان امام غیبت امام مهدی فعل یہود دینیہ اذکر نہیں از بیعت انبیاء علیهم السلام ایران و یشان می آور دند باریسب اغراض خاصہ انکار سیکر دند۔ (ما د مشقی الكلام) کو کوئی وجہ شیعیوں کو مخالفین کا مقابلہ آور ان کے ساتھ سناظرہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اور وہ خواہ مخواہ مخالفین کے ان کی اذاد ہی کے لئے ازراہ تھصیس قانونی ازراہی کھینچنا پر دست یکریاں ہوتے ہیں کہیں علم کا قصر کہیں اذان پر بھگنا کہیں کتب وہ سائل میں مخالفین پر لعن و تبرہ حالانکہ بھیجا ہے اسے ہے لے بربر تقبیہ کے پر وہ میں یہیں بیٹھتے بیٹھتے سے پھر ایسی بھی (اًتَّقِيَّاً) کیوں نہیں یہ میں بعض و بیکروں بعض کے نہایت مسائل یہود و کھنجریں ہے۔

افسوس چھرات انسان ہیں سمجھتے کہ حکومت انگریزی میں اگر فی الحقیقت تقبیہ ساقط ہو گیا ہوتا تو امام مهدی علیہ السلام یہی ہی نگوشتہ گمنامی سے نکل کر بلاخوف و خطر کو قتہ الہند لکھنؤ میں آموجود ہوئے اور جب گورنمنٹ الگھٹہ کے سایہ تھا لمحفت میں رہ کر بلا طبع سلطنت تقطیر فتنہ خدا ہے کی سی فرماتے رہے تو غالب ہی ہے کہ ہماری گورنمنٹ بھی آپ کی قدر افزائی فرماتی۔.....

اور جب امام زمان سے تقیہ سا قطعہ ہوا تو حضرت شیعہ کس کمیت کی مولیٰ
ٹھیک کر ان کے سب کو جائز ہو گیا اور جب عقاید امامیہ امام محمدی کے
غائب ہو جانے کی وجہی فقط خوف مخالفین ہے چنانچہ مجلسی صراط النجاة میں
در باب عقاید امامیہ لکھتے ہیں:-

گوبیند امام بعد از پیغمبر دو ازادہ اندویکے ایشان مدت بسیار مخفی خواہ ہو د
از ترس و آخر بیرول آید ^{۱۷}

اور جب گورنٹ انگلشیہ کے طفیل ہندوستان ہریک شجاع و جیان کا
ماں ہے پھر تو بصورت جواز ترک تقیہ یہاں آپ کو ظاہر ہو جانا ضروری تھا ہندو
میں مومنین و مومنات کی ہدایت فرماتے جنکل یہاں توں میں جعل کے چہرے سے
بچر شیع اوقافات کے اور کیا حاصل ہے غرض سردار کو چھوڑ کر ہندوستان کو دار
الیحہ بنانا آپ پر واجب ہے الہ تکن اسرار اض اہلہ و اسعة فھاٹ جاؤ
فیھاڈ پر اگر ایمان ہے تو ہندوستان کی مجرت کر آنا ضروری -

گرشاد حضرت امام کو اس میں یہ خذر ہو کہ امام کو متبوع ہونا چاہئے نہ تابع
اور یہاں آپ کو تابع ہی بن کر ہونا ہو گا۔ گر اس کو باور کرنا چاہیے کہ آپ کے جدا گرد
کی زمانہ خلفاء راشدین میں بھروسہ روایات شیعہ تھیں قدر و منزت حقی اوس سے ہزار
و رجہ زادہ ہماری گورنٹ اُن کی قدر فریلیکی یہاں انشا اللہ آپ کو ہرگز اس کی فربت
نہ آئے گی کہ رسی کردن میں یہ می ہو اور دو شخص متعین ہیستہ آپ کو پھر یوں میں نئے
جاتے ہوں اور جب ایسے مومنین کو ایسی خوف اور مذلت کے ساتھ حکام وقت کے
تابع بند ہئے میں کوئی عذر نہ ہو افاق کو عزت و عافیت کے ساتھ حکام وقت
کی متابعت میں عقلناکی عذر نہ ہونا چاہیئے

اب ایسے ہندو راجب ہے کہ یا تو امام غائب کو یہاں بلاں اور امام و مامو
ملک اپنے مخالفوں کا مقابلہ فرمائیں یا مر بنائے وساوس تقیہ کے حل متین کو تو رکزیا و
منیز و ریز و حکایتیں اور فعل مخصوص کو سابق و قائد بنائیں۔ وَمَا عَلِيْتَ
إِلَّا بِلَاغَ

بر رسولان بلاغ پاشدوں میں
مگنیچارے شیعہ امام غائب کو لا میں تو کہاں سے لا میں جس جیز کا وجود بجز

علمیاء کے شیعہ کے ذہن اور خیال کے خارج میں نہ ہو اُس کی تلاش میں سرگردانی سے کیا حاصل اب اصول کافی کی ایک روایت دیکھو۔ کافی بحوار الانوار ص ۱۷۲
یا ہشام ان اللہ علی الناس جتنین مجتہ ظاہرہ وجہ باطن فما الظاہرہ فارسل ف الانبیاء
والاَمْرُ وَاَلِبَا طنف العقول ۲

جب ائمہ مجتہ ظاہرہ ہوئے تواب دوہی صورتیں ہیں اگر امام غائب کا وجود
فی الخارج ہے تو وہ بوجاس عینہ تباہی اختفار و استثارے بوجب روایت
کافی امام مفروض الطاعۃ و مجتہ اللہ نہیں ہو سکتے اور اگر ان کا وجود فی الخارج نہیں
تو دوازدہ ائمہ کی قید باطل ہوئی۔ یا خلوے زمان عن الائمه لازم آیا۔ اور اسی کے ساتھ
ذہب اثنا عشری بھی باطل ہو گیا۔ والحمد للہ علی ذلک۔ اس روایت سے یعنی معلوم
ہوا کہ ائمہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ انبیاء کے قسم ہیں۔ غایتہ ما فی الباب یہ ہو سکتا ہے
کہ جو نسب انبیاء و رسول میں ہے وہی انبیاء و ائمہ میں ہو گئے نبی امام ہو مگر امام مصلح
نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۵

اس کی نسبت اہل عقل و ایمان کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ احکام شرعاً
باکل محدود ہیں۔ دین میں احداث و ابتداع کا کسی کو اختیار نہیں۔ شریعت نے
قابل التوهین و قابل التغطیہ پر چیزوں کو بیان کر دیا۔ پر اسلام کی شان نہیں کہ مسلم
اپنے جی سے لکڑی پتھری کو مکظم و محترم سمجھنے لے۔ کوئی امام مظلوم کا تعزیہ بنائے۔
کوئی عیاس علم پردار کا عمل و مشک اٹھائے۔ یہ تو کفار و شرکیین کی خادت ہے
کہ کسی بزرگ کے نام کا پتھر اخہردار کے اُس کا خحان بنالیا اور اُس کی تعظیم کرنے
لئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب فاروق خلیم رضی اللہ عنہم جو کوششیں لائے۔ اور
جراسودے بوس دینے کا موقع آیا تو اُس کو مخاطب کر کے فرمائے لئے۔ میں
خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھرے تجھے سے بیفع کی امد نہ نقصان کا خوف۔ ایک
میں نہ دیکھے ہوتا کہ اخیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے بوس دیا ہے تو میں تجو
ہرگز بوس نہ دیتا۔

پس تغزیہ علم وغیرہ مبنی بر حیالت و از قبیل افعال کفار و مشاہدہ متنہ نہ
ہیں۔ افسوس شیعوں کی دیکھا دیکھی عوام سنیوں نے بھی اس کو اختیار کر لیا اور
من کثر سواد قوم مفهوم نہیں۔ ومن لشیہ بقوم فیض نہیں۔ ومن وقار

صلحاب بدعة فقد ادعان على هدم الاسلام کی وعید شدید میں داخل ہو گئے اور طرفیہ کے اس میں تنظیم اہلیت سمجھتے ہیں۔ بخاف عهد اجتنان عظیم اور محبت صادق اہلیت الہام جو ناشی عن الاتسار ہو بلاشبہ باعث فخر زارین و سجادت ابدی ہے۔ سماز قنال اللہ تعالیٰ و جمیع المسلمين امین۔

شرع میں کہیں نہیں ثابت کہ جس دن کسی بزرگ کا انتقال یا اُن کی ولادت ہو۔ وہیشہ کیلئے غریب یا خوشی کا دل ہو جائے۔ بغور دیکھوا اور کہو تو کون دل یا تاثر نہ اپنی ہے جس میں کسی بزرگ کا انتقال اور کسی کی ولادت نہیں ہوئی ہے اسی صورت میں پرروئے اور کس یہ ہنسے۔ ایک شعبہ کو دیکھو کہ اسی دن آپ کی پیدائش ووفات دونوں ہیں۔ فرمائی یہ خوشی کا دل رہا یا غم و ماقم کا۔ وعلیٰ ہذا القیاس ہر کب دن کا یہی حادث ہے۔ بنظر الفضاف دیکھو۔

جناب امیر و دیگر اصحاب کبار و اہلیت اطہار نے نرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالگرہ منانی نہ عرس کیا۔ نہ تغزیہ و سده اٹھایا اند بارہ ربیع الاول ناک غم وفات شریف میں نوحہ پڑھانے مجلس ماقم منعقد کیا۔ کیا جناب شہداء کر بلارضی اللہ عنہم کا جس قدر رنج و غم حضرات شیعہ کو ہے جناب امیر و حسین و اصحاب رسول اللہ طے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے انتقال کا اتنا بھی غم والم و صدمہ نہ تھا۔ کہ ایک رسول باڑہ بناتے۔ اس میں نوحہ و مرثیہ پڑھتے۔ دوازدہ مجلس معتقد فرماتے۔

اسی پر خوشی ولادت شریف کو قیاس کرو۔ مگر اب چہلا نے ان خرافات کو رکن دین سمجھ لیا۔ اور علمائے دنیا نے جاہلوں کی خاطر سے روٹی گمانے۔ محمد گام عوہ مالیدہ اڑانے کے واسطے منع کرنا چور دیا۔ انا اللہ وانا الیہ ماراجعون۔ حدیث صحیح میں اُس شخص کو جو آپ کے اور آپ کے صحابہ کی روشن پر نہ ہوناری فرمایا گیا ہے۔

تعجب ہے کہ شیعے معنی تسلیک اہلیت ہو کر ان کے طریقہ مرتبہ سے مخفف ہیں۔ اور ہباؤ کے نفسانی ہزاروں بعتیں پیدا کر لے رہتے ہیں۔ دغم ماقبل ع ان الحب لمن يحب مطیع

حالانکہ اکابر شیعہ علی رضا شیرازی و غیرہ سفینہ الخواہ وغیرہ میں نماز تراویح کو لو چھپنے و عناد بدعت عمری کرتے ہیں حالانکہ یہ حدیث متفق علیہ فرقین ہے۔ اقتدا

بالذین من بعدی ابی بکر و عمر کبھی ارشاد ہوا علیکم بستی و سنتۃ التخلف الراشدین المہتمن
سچان اللہ جنکو حضور اقدس راشد و مہدی فرمائیں اور جن کی سفت کی متنابع
مثل اپنی سنت کے امتد پر لازم کریں۔ اور جن کی اقتدا کا حکم دیں اُن کوشیئے ایسے
دین کے فدائی اور سنت رسول اللہ شیدائی ضال و مضل خیرائیں۔

معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعریف و علم وہ بھی یامشک
و تیرکس سال تے حرم میں نکالا تھا کہ مومنین یا ک اعتماد ایسا کیا کرتے ہیں۔
علم وغیرہ کے لئے خواہ مخواہ مقدمہ بازیاں کرتے ہیں اور اہلسنت کو بلا وجہ تاتے
ہیں۔ جوان کا اصول دین ہے ورنہ ان پیروودہ حركات پر دین کا ماننہیں، مذہب
اسلام ان حرکات مجنون سے بالکل مبرہ ہے۔ الہم اهدنا الصراط المستقیم
واصح امتہ نبیک اللک بع علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم امین۔
یہ خرافات اس قابل نہیں تھے جن کے تردید کی اہل عقل کو ضرورت ہو گرے
اتماً للحوچہ پھر عرض کر دینا ضرور ہے۔ صاحب قباقاب الال الذائب فرماتے ہیں۔

ثارک اللہ کیا جرأت و بے باکی اور وقارت اور چالاکی ہے کہ متمسکین سفیدہ
عترت وآل تو مخالفین اور مخالفین سفیدہ عترت وآل کو متمسکین بتاتے ہیں۔

عترت وآل کا آیینی تسلک ہے کہ علم تجیئے تعریف یہے بنائے حالانکہ من سبھ
میں ہے کہ من جد قبرا و مثل مثلاً اخذ خرج عن الاسلام اقول فی قول من مثل
مثالاً اذ من ابدع بدعة و دعى اليها و وضع ديننا اخذ خرج من الاسلام و قولی فی
ذلك قول الامم۔ یعنی جس نے قبر کی نقل کی یا کوئی نمثال بنائے یعنی بعثت
نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلا یا۔ اور ایک نیا دین شہیر یا یقودہ اسلام کی
حد سے باہر آیہ ہی ہے قول اللہ کا۔ آیینی تسلک ہے کہ دل سد ہائے نابو
چھڑائے حالانکہ مختار کا یقیض نامختار ہے کہ طفیل بن جعده گندہ ہی کی دو کان سے
کرسی اٹھا لایا۔ اُس کو تابوت السکینہ نام کر کر بھاولیا۔ آیینی تسلک ہے کہ بس
اول کے حقیقوں میں نو دلگائے حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مردی ہے کہ

۱۷ کافی کلینی میں سے عن محمد البھفری قال اینیا خریجیہ نسبت عمر بن علی بن الحسین بن علی بن اب طلب
تعزیہ باب اخبار الی قبور فاقناعتہ صاحبی کا دلائل ان سمجھی تم قالت خدیجہ سمعت عجمی محمد بن
بن علی وہیو یقول انسا نصائح المرءة فی المأتم ای النوح نتشیل و معها ولاتینی ہے ان یقول یخیرا
فاذاجا ایں فلا تؤذی الملائکر بالنحو ۶ اُس سے معلوم ہوا اُنستے نو رسی اجازت بھی ایک وقت
کے سواد و سرے وقت کی نہیں ہے ۱۶ ولایت حسین غفر اللہ لا۔

اما يحتاج المرأة الى النوح حتى دمعها ولا ينبغي لها ان يقول بغير اسحاق طفل كونه میں اتنا گھبہ کے انسو پنکلیں اور زیبودہ بکھانچا ہے۔
 آیا ہی تسلیک ہے کہ ڈھول سجائے مرثیہ کے پرده میں حضرت شہر یا نو کار رندا پا
 ہائے حالانکہ یہ فعل بالفاظ حرام ہے۔ آیا ہی تسلیک کرو گوں کونا ختن رو لائے۔
 کتاب حسینہ کے اوٹ میں جناب زین کا سہاگ پیڑا دکھائے حالانکہ
 یہ بڑیان بستہ شیطان ہے۔ آیا ہی تسلیک ہے کہ جناب مرتفعی کو خائف اور
 جبان اور آپ کی اولاد کو کذا ب اور مخصوص اخوان میراء۔ حالانکہ یہ شجاعت
 ریلک دینی و دینوی غیرت و محبت) کے منافی ہے۔ آیا ہی تسلیک ہے کہ تعقید
 محوس بے نشان و ناموس اعبا و ملکسوے العین احادیث تمجیبے حالانکہ
 خم غدریین کب حضرت نے جناب امیر کو خلیفہ کیا جس پر عید غدر مقرر ہوئی
 اور عید شجاع گپتوں کا فعل ہے کہ شہادت فاروقی سنکر خوشی میں آئے
 احمد بن اسحق شعیؑ نے اسلام میں اس کو رواج دیا۔ مصائب النواصی میں
 ہے کہ علمانے اس عید کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ فقط اجلاف نے پیش خود بیل
 خلاف تجویز کیا۔ اور عید نوروز کی حقیقت ہے کہ اُسدن آفتاب نقطہ بریجی
 سے گذر کر برج حمل میں آتا ہے سال شمسی شروع ہوتا ہے سلاطین ایرانیہ
 کے گبری سیرت مجوس الفطرت تھے بطور عید اس دن بشن کرتے آئے انکی
 یاد گار شیعہ اشرار نے اسلام میں داخل کیا۔ اور یہ جلد کیا کہ آج کے دن
 جناب امیر سریر آرائے خلافت مصطفوی ہوتے ہیں قہماں القوا اباهم
 ضَلَّالِينَ فَهُمْ عَلَى أَثْاثٍ هُمْ يُكَاهُونَ ۝

مشیہ

اس مقام میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن امور کو جو اعمال محمد سے حاجز
 یا ناجائز ہیں لکھدوں۔ ہم سنیوں کو چاہتے ہیں کہ جس طرح اکابر اہل سنت و پیشوایان
 ملت قدس اللہ اسرار ہم و لفظنا بہم نے تصریح کردی ہے ویسا ہی کریں اور رسم
 درواج کو جو وجہ اختلاط رواضن سنیوں میں راجح ہو کرے ہیں اُن کو چھوڑوں۔ اور
 روافض کے مذکوری رسوم کی شرکت سے محنت اجتناب کریں۔ و بالله تعالیٰ التوفیق
 ومنہ العصمة۔

علامہ ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ مخلص میں لکھتے ہیں۔ الموسم الثالث من
المواسم المشرعیة وهو يوم عاشوراء فالتوسعة فيه على الأهل والآقاب
والبياتی والمساکین ونریادة الصدقة والنفقة من دووب الیعنی بحیث
لا يجهل ذلك لكن بشرط وهو ما قدم ذكره من عدم التكلف ومزاده
لما صير ذلك سنة يسان بها البد من فعلها فان وصل الى ذلك
الحد فيکرہ ان یفعله سیما اذا احکام هذ الفاعل له من اهل العلم
ومن یقتدى به لان تبیین السُّنَن واسعاتها وشهرتها افضل مزاولة النفقة
في ذلك اليوم ولم يكن لمن مرض فيه طعام معلوم لابد من فعله وقد
كان بعض العلما رحمة الله عليهم یلزکون النفقة فيه قصدًا ینتبهوا على
ان النفقة فيه ليست بواجبة واما ما یفعلونه اليوم من ان عاشوراء
یختص بنجع الدجاج وغيرها ومن لم یفعل ذلك عند هم فکانه ما
قام بحق ذلك اليوم وكذا ذلك طبعهم فيه الحبوب وغيرها ذلك ولم يكن
السلف رضوان الله عليهم یتعهرون في هذه المواسم ولا يصرخون
لخطيمها الاكثر العبادة والصدقة والخير واغتنام فضائلها الالام
کول بل یاخذوا ایام رون الى نریادة الصدقة وفعل المعروف والغالب
ان الصدقة اليوم عند بعضهم معدومة او قليلة وان عان بعضهم
یتصدق فالغالب علهم اهلا الصدقة الواجبة ॥

یعنی نیسرا موسم شرعی عاشورا کا دن ہے اس میں اپنے گھروں اول اور عزیزو
اقارب کے کھانے پینے میں وسعت دینا اور صدقة و لفقة زیادہ کرنا عمده و مستحب
مگر شرط یہ ہے کہ تکلف کو دخل نہ ہو اور وہ ایسی سنت نہ سمجھ لی جاویں جن کا رکنا
خواہ مخواہ لازم ہو جائے۔ ورنہ وہ افعال مکروہ ہو جائیں گے جخصوصاً القرآن کا
کرنے والا اہل علم اور مقتدرے قوم ہو۔ لیکن نکست کو ظاہر کرنا ایور چھیلا ناقفات
اور خیرات سے افضل ہے اور سلف میں بروز عاشورا کسی خاص قسم کا کھانا پکانے
کا دستور نہیں تھا جس کو وہ ضروری یکاتے ہوں اور بعضے بزرگ اس دن حصہ
نافقات کو چھوڑ دیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ یہ لفقة کوئی واجب نہیں۔
اور اس زمانہ میں یہ دستور ہے کہ معنی وغیرہ عاشورا کے دن ذبح کرنا اور چیزوں غیرہ

پکا ناضر و ری جانتے ہیں اور جس نے ایسا نہ کیا اُس نے گویا اس دن کا حق ہی ادا نہ کیا۔ حالانکہ سلف رضی اللہ عنہم ان رسولوں کا اہتمام نہ فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں تعظیم اسی میں سمجھتے تھے کہ عبادات اور صدقہ اور نیکیاں زیادہ پیچائیں اور ان کی فضیلت کو غنیمت سمجھا جائے۔ ذکر کھانے پینے میں ان دونوں کی تعلیم سمجھیں بلکہ وہ حضرات کثرت صدفات اور افعال حسن کی طرف سبقت فرماتے تھے اور اس زمانے میں صدقہ تو ان تکلفات کرنے والوں کے بہاں معدوم ہے اور ہے توبہت کم۔ اور کرنے بھی ہیں تو اس کو صدقہ واجبہ ضروری سمجھتے ہیں۔ انتہی۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) عاشورا کے دن مسائیں اور اپنے بال بیوی عزیز و اقارب کو محلانا پلانا احمد بات ہے۔ کونکہ ان کو دینے لینے میں صدقہ اور صدقہ رحمی دونوں کا فائدہ ہے۔ مگر یہی شرط یہ ہے کہ بلا تکلف ہو سکے اس کے لئے خواہ تجوہ قرض لینا یاد گیر ضروریات میں تنگی کرنا ضروری نہیں۔ اور کو وسری شرط یہ ملحوظ ہے کہ لوگ ایسا کرنا ضروری نہ سمجھنے لگے ہوں کہ نہ کرنے والوں پر اعتراض کیا جائے اور نہ کرنا معمیوب۔ اور قابل ملامت ٹھیک ہے۔ جیسا کہ فی زمانہ محرم کے چند شب کریم شعب برات کے حلے۔ روٹیوں۔ اور عید کی سیویوں کا حال ہے کہ کرنے والے کی توجہ نہ کرنے والے کی مذمت ہوئی ہے۔ اور حماقت بھی ایسی کہ خواہ کھر میں ایک وقت کی خرچی نہ ہو چوپے ہے ڈنڈ بیٹتے ہوں مگر محرم شب برات منانے کو مرے جاتے ہیں۔ خوض اس زمانے میں یہ اتفاق بعثت مکروہ اور نہ مذموم ہیں اور صالح العقیدہ کو بھی پوچھ مشاہیت اہل ہمار و تائید بر عحت احتراز لازم ہے۔

(۲) اس دن کے لئے کسی خاص قسم کا کھانا مستحبین کر لینا جیسے حلواروں کی وجہ ای شب بت ناجائز و مخالف طریقہ سلف صالحین ہے رضی اللہ عنہم۔ (۳) اکابر سلف رضی اللہ عنہم اس دن کی تعظیم اسی میں سمجھتے تھے کہ خیر و خیرات کریں عبادات الہی میں مشغول رہیں۔ نہ اس میں کو کھانے پینے میں وقت کاٹ دیں۔

صواب عحق محرقہ میں ہے اعلم ان ما صیب بہ الحسین رضی اللہ عنہ فی یوم عاشورہ انہا ہو الشہادۃ الدالۃ علی مزید طبوۃ و رفعۃ درجۃ عند اللہ والحاقد بدرجات الہمیۃ فمن ذکر ذکر الذکر الیوم مصائبہ لم یشیر ان شیتعلی الا بالاسترجاع امتنال اللامار و احران الماء ره اللہ تعالیٰ علیہ لغوارہ اول کس علیہم صلوٰۃ من رہم و رحمتہ و اول ذکر ہم المتبددون

لیعنی بروز عاشوراً جو مصیبت سیدنا حسین کو پوچھی وہ شہادت ہے۔
جوعن الدین اپ کی رفت و علوم کان درجات اہل بیت تک پوچھنے کی دلیل
ہے۔ سو شخص ان مصائب کا ذکر کرے اُس کو چاہئے کہ انا لِلَّهُ وَإِذَا مَرِدَ الْمُجْرُونَ
پڑھنے کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہونا اُن حکم خداوندی کا انتقال ہوا اور اپر
جو کچھ ثواب خدا تعالیٰ نے آیتہ کریمہ میں بیان فرمائے ہیں وہ مجھے۔
صاحب سفر السعادت فرماتے ہیں۔

و درباب فضائل عاشوراً و استحباب صيام آن ثابت شده و ساز احادیث
درفضل آن و فضل صلوٰۃ و اتفاق و خفتاب و اوان و اکتحال و طبع جوب
موضوع و مفتری است قال ائمۃ الحدیث الاتصال فیہا بعذاب نبیعها فتلہ
الحسین رضی اللہ عنہ سرمه کشیدن بعدت است کہ کشندگان حسین ابتلاء

کردہ اند^{۱۱}
اور شیخ عبد الحق محترم دہلوی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں
و اعمال و خصال کے درویس مشہور است از انجلی استحباب صوم صحیح است
و در تکمیل طعام بر عیال احادیث ضعیف وارد شده کہ بتعدد طرق جبر آن نقصان
شده و اما باقی اعمال کرد بعض کتب آن را خصال عشرہ گفت و بنظم آورده است
حمدستان آن را اصلاً قبول ندارند و موضوع و مفتر اگویند چنانچہ شیخ نصیف گفت
وابن قیم شیرازی نصرت حمودہ است و اکتحال سنت است علی الاطلاق و
تخصیص آن بروز عاشوراً بعدت است اما آنکہ شیخ لغہ کسرمه کشیدن در روز
عاشوراً بعدت است کہ کشندگان امام حسین رضی اللہ عنہ ابتداء کردہ اند
وجہ آن پر باشد آیا مقصود آن جماعت مقهور زینت و شہادت سرمه کشند
و نیک نیک در سر مبارک وے نگاہ کشند و در بعض حکایات امده است
کہ بعضی ازان اشقيا بخون شریف و سے سرمه کشیدن نعوذ بالله من ذلک
ومجمل آنکہ در صواعق گفتہ کہ طریقہ اہل سنت آئست کہ درین روز ہم از مبتدا
فردرا فضیل ندہ و لوزہ و عزاً و امثال آن اجتناب کشند کہ آن شاذ و اب
مومنان است والاروز وفات حضرت پیغمبر ﷺ اہل و سلم اولے
واحرے می بود بدان وہم از بدرع ناصیہ متصصہ باہل بوت سلام اللہ یعیم عین
از عیگ گفت آن روز بالہمار فرج و سرور و زینت و خصال و اکتحال و سبیں

شیاب جدید و تو سیع نفقات و امثال آن کہ اینہا از قبیل مقابله فاسد پر فاسد
و بدعت بدعت و شربش است ووار داشده در ان حدیث صحیح نزار اخیرت
صلی اللہ علیہ واللہ وسلم و نزار رسمیج یکے از اصحاب مسیح نداشت آن را
مسیح یکے از ائمہ مسلمین نزار ائمہ اربعه و نزیر ایشان ووار داشده درین باب
در کتب معتمدہ چیزیں ن در صحیح و ن ضعیف انتہی مختصرًا

اور حضرت غوث الاعظم قطب عالم محبوب بمحاجی سیدنا عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن آباء الکرام و ادخلنا معاهم دار السلام غذیۃ الطالبین
میں فرماتے ہیں ولو جاز ان یُخَذِّل موتہ رای الحسین (یوم مصیبۃ لكان یوم الا
شتنین او لی بذالک اذ قبض اللہ تعالیٰ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ واللہ وسلم
فیہ وکذا لک ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قبض فیہ و فقد رسول اللہ
علیہ وسلم و فقد ابی بکر رضی اللہ عنہ اعظم من فقد غیرہا مثل لو جازان
یخَذل هذیں الیوم مصیبۃ لا تخدل الصحاۃ والتَّابُعُونَ رضی اللہ عنہم
لأنَّهُمَا قُبِّلَ الْیَمَةَ مِنَا وَأَخْصَبَ بِهِ۔ انتہی مختصرًا۔

یعنی الروز شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو مصیبۃ و غم کا دن
بنا ناجائز ہوتا تو دو شنبہ کا دن اس کے لئے زیادہ موزوں تھا۔ کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ واللہ وسلم و حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اسی دن انتقال ہوا ہے۔
اور ان حضرات کا انتقال دوسرے کے وفات سے زیادہ درد انگیز ہے۔ پھر
اگر روز شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو روز غم و ما تم بنا ناجائز ہوتا تو صحابہ و تابعین
ضرور غم منا تے کیونکہ وہ ہماری نسبت سید الشہداء کے ساتھ زیادہ حضور صیت
رکھنے والے اور قریب تر تھے۔

اب تمام سنیوں کو چاہتے کہ اپنے ان بزرگان دین کے کلمات طبیبات کو
بعور تمام ملاحظہ کریں اور نوحہ و ماتم جھننا جہلانا و بردارے پھر ناجو خاص راضیوں کا
طریقہ ہے۔ ملکہ اسی طرح ڈھول بابے کھیل کو دلہو و لعب جو نو احساں اور دشمنان لمبیت
رسالت رضی اللہ عنہم کا شیوه ہے ان سب امور قبیح سے توبہ کریں اور خداوند کے
سے ڈریں۔ اور جب نوحہ و ماتم واٹھار غم و الم کو ہمارے بزرگان دین منع کرتے ہیں
تو خیال گرد کے تعزیز بناتا اور علم اور سپر تکالنا جو بالکل نیزیدیوں کا طبعزاد ہے بلکہ
عین بت پستی اور رنجھنہ نہوں کے مشاپہ ہے کیونکہ جائز ہو سکتا ہے اور کوئی مسلمان

سلیم العقل اس کی اجازت دے سکتا ہے۔

اجان اللہ کہاں تو شہدا رکر بلا کی وہ بے بھی وریشان حالی۔ اور کہاں ان مدھیان ولائے اہل بیت کا زیب وزینت۔ ساز و رنگ جملہ بیل بع
بہین تقاضت رہ از کجی است تا بکجا

میرا تو خیال ہے کہ مس قدر ان محترمبوں کہ خوشی ہوتی ہے اور جس قدر ان کے
یہاں سامان خوشی کا ہوتا ہے۔ شاید یہ یوں نے تجھی ایسی خوشی زمانی ہوئی۔ سی
لئے کیا خوب کہنا ہے۔

کام یزید دادہ ارشتن حسین ہے بنگر اقتتل کرو شاد کردہ
بہرخیک خار در ختنہ شقاو اشتہنہ در باغ دین چہ باگل و مشاد کردہ
نان و حلو اصنفہ بہار الدین ظاہلی شیعی کے یہ اشعار تجھی بالخصوص محترمبوں کے
حسب حال لیں ہے

ظاہرت چوں گور کافر پھل و ندران قهر خدا عزوجل
ازبروں طعنہ زنی بر بایزید
بہر اظہار فضیلت معاشر کہ
تالک عالمی چند سازی رام خود
با صدا فسون آوری در دام خود
چند بکشائے سر اپیان لافت
ز فروعت محکم آمد نہ اصول
نیز دشمنان صحابہ کا ہم فوال و پیالہ ہونا اور ان کی مجالس نہیں میں
شریک ہو کر ان کے افعال شنیعہ کو رو تقدیما بھی جائز ہیں۔ امام ربانی حضرت
محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب شریف میں فرماتے ہیں:-

یقین تصور فرمائید کہ فاسد محبت مبتدع زیادہ از فاسد محبت کافراست و
بدترین جمیع مبتدع ان جماعت انہ کے با صحابہ سیغمہ علیہ و علیهم الصلوٰۃ والسلام
بعض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن مجید خود ایشان را کفارتے نامہ لیغیظ
ہشم الکھار قرآن و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودہ انداز ایشان مطعون
با شند طعن در قرآن و شریعت لازم می آید قرآن مجع کردہ حضرت
عثمان است علیہ الرضوان گزدان مطعون است قرآن ہم مطعون است۔
اعاذ ذا الله سبحانہ عما یعتقد الله فادقه

خدا تعالیٰ نے ہمیں اور سب مسلمانوں کو دشمنان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت اور ان کی صحبت و مجالست سے بچا کے اور ہدایت کی راہ چلائے آئین تم آمین۔

فائدہ

بعض شبہات جو مدخل اور صواب عقق کی عبارت پر ہوتے ہیں۔ ان کا ازالہ ضروری ہے۔ مدخل کی عبارت پر یہ شبہ ہے کہ صدر عبارت اسکی مثبتت توسعہ فی الطعام ہے۔ اور آخر عبارت نافی استحباب۔ کیونکہ سلف رضی اللہ عنہم کا باوجود اصحاب کے تعرض نہ فرمانا چہ معنے دارد۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ایک دلیل شرعی سے اس کا استحباب ثابت ہو گیا تو سلف کا عدم تعرض منافی ندب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مندوب جائز الترک ہی ہوتا ہے۔ دوسری وصیان کے ترک کی یہ ہو سکتی ہے کہ بوجہ شعار و افظی انہوں نے ترک کر دیا۔ نیز ممکن ہے کہ عدم تعرض سے یہ مراد ہو کہ وہ حضرات بطور کلف والتزام نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا ہے۔

اور صواب عقق کی عبارت پر یہ شبہ ہے کہ جب حدیث توسعہ علی العیال قابل استدلال ہے۔ پھر تو سیع نعمات کو بدعاۃ نواصب سے شمار کرنا کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تو سیع نعمات بطور عید کرنا اور وہ امور جو عیید میں ہوتے ہیں بطور نواصب خذ لہم اللہ تعالیٰ اکرنا منوع ہے نہ محض تو سیع علی العیال والمساکین۔ اور ممکن ہے کہ ابن حجر کی رائے میں محض تو سیع طعام بھی بودت شبہ نواصب و مجان دشمنان بیرون منوع ہو۔ کوئی حد انشاً سحب و مندوب ہے۔ وہذ اہو الاظہر عندي والله تعالیٰ اعلم۔

صلی

روزہ رکھنا بروز عاشورہ استحبے۔ مگر افضل یہ ہے کہ ایک ایک روز قبل

لہ تین روزے کا ثبوت حدیث مسند احمد سے جبی ہوتا ہے۔ لفظ اشیع فی اشعة المتعات مامہ۔

و بعد بھی روزہ رکھے۔ فقط ما شور ارکان روزہ مکروہ ہے۔ البتہ ایک روز قبل یا بعد ملادینے سے کراہت جاتی رہتی ہے۔ کذا فی کتب الفقر۔

تمیماً للفائدہ اور ایک روایت صواعق حرقہ سے نقل کرتا ہوں لابخنا اهل الہیت الامون من قق ولا یغضا الامنافق شق۔ و مرحباً حمد و الترمذی من احبابی واحب هذین یعنی حسنًا وحسیناً و ایاہما و امہما کا ان معنی فی الحسنة و فی روایة فی دراجتی شر ادابوداً و دو ما متبوعاً علیست و معاً یعلمُ ان مجرد محبهم من غير اتباع للسنة لما یزعمه الشیعة والرافضة من محبهم مع عجائبهم بالسنة لا یفید مدعيها شیامَنَ الخیر بل تكون عليه وبالاو عذر اما الیمان الدنيا والآخرة یعنی ہم اہل بیت سے مومن پر ہمیزگار ہی محبت رکھتا ہے۔ ہور بدبخت مخالف ہی ہم سے بعض وعدات یہ کہتے ہیں۔ ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص ہم سے او حسن حسین اور ان کے باپ مار سے محبت رکھے وہ میرے ساتھ محبت میں ہو گا۔ ابو اودی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے بشتر طبیک وہ میری سنت کی اتباع کے ساتھ مرا ہو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ بلا اتباع سنت ہر کو تعمیہ نہیں۔ جیسا کہ شیعوں و رافضیوں کا طریقہ ہے کہ وہ دعویٰ محبت اہل بیت کرتے ہیں اور اتباع سنت نبوی سے بھلتے ہیں۔ بلکہ ایسی محبت باعث و بال وعدہ دینیوی و اخزوی ہے۔

صاحب تخفف اشنا عشر پر رحمۃ اللہ علیہ باب خواص مذہب شیعہ میں لکھتے ہیں :-

نوع شانزدہم صورت چیزے را حکم آن چیز دارن۔ و این وہم اکثر راه بت پرستان زده و آنہار اور ضلالت الگنڈہ والطفال خرد سال نیز درن وہم بسیار گرفتار می باشدند اسپان و سلاح و دیگر چیزیں از جو بوجل ساخته خور سند می شوند و حقیقت اس پ و سلاح انکار ندو و ختران خرد سال اسپران و ختران از جامد ہائے نقش و ملوں ساختہ با ہم نکاح آنہا میکنند و شادی می بنائند و در شیعہ این وہم خیلے غلبہ کردہ قبور حضرت امامین و حضرت امیر

وحضرت زہرا را تصویر کرند و بگمان آنکہ این قبور حقیقہ قبور مجمع النور آن بزرگوار است تعظیم و افزایش پیدا نوبت بسجدات رسانند و فاستح خوانند و سلام و درود رسانند و مس را نهایت منتشر و مزین گرفته گرد اگر دستاده شوند در رنگ مجا و ران و داد شرک دهند و نزد عقل در تراکات طفیلان و حکایت این پیران نابالغ ہیچ تفاوت نیست ॥ ونعم ما قيل ے
 اين را فضيال قوم خارج خيال ہے بستند را حوال شيمدار تمثال ۴
 اين فعل کرتا حشر ہے و لعنت يا ويه يکمال يزيد کر دوا نهایا ہر سان ۵
 هذل آخر الكلام را الحمد للذى الجلال والاكرام على الا انه الشافعه
 ولعماى الماملة حمد ايه اثن نعمه و يکاف مزيد کرمه . هذا الفعل کاشکر ہے . که
 ہفووات صاحب نظمت کفر کا جواب کامل ہوا . اور طالب حق کیلئے ذریعہ پڑا
 حاصل . ولهم اللہ على ذالک کما هو اهلہ والصلوة والسلام على من حبیبه
 هو رسوله ۔

اب ہم ارحم الاحمیں و اکرم الارکمیں سے دعا کرتے ہیں کہ جب قدگستاخانہ
 و بے ادبانہ الفاظ بنظر افام اعداء اسلام دار غامم معانیں اصحاب سید الانام
 علیہم السلام حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ وجناہ رسول اکرم و
 اصحاب باصدق و وفا و اہل بیت پاصفا حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جانب میں میرے علمے نکلے ہیں ان سے درکذر فرمائے اور ہمیں بعض اصحاب
 کبار و اہلیت الطہار سے بچائے اور ان حضرات کی محبت صادقہ رائخ کے ساتھ
 حسن خاتم نصیب فرمائے اور ان کے مخلص خادموں میں ہمیں محشور فرازے
 اور ان کے طفیل ہمیں فتنہ محیا و ممات و شرائع داد دین و دنیا سے بچائے اور
 اس کتاب کو اپنی رحمت واسع سے قبول فرمائ کر اپنے بندوں کے لئے مفید اور
 میرے لئے زاد اخترت بنائے امین و اقول کا اپیل ۔

آل الذي ذرا يعتق وهم اليه وسيأتي
 ارجوا بهم اعطي غلاً بيدى اليمن حجيفتي
 الہی بحق بنی فاطمة
 کہ بر قول بیان کنی غانته
 صلوات اللہ علی المهدی
 الہادی الحق الى الخراج
 ولسان مقالته السمجع
 و ابی بکر فی سیرتہ

وأبي حفص وكرامته
وأبي عمر وذى المؤذن
وابي حسن في العلم اذا
وعلى سبطين وأباهمها
وصحابتهم وقربتهم
وعلى تباعهم العلماء
وعلى الاصحاب بمحظهم
يارب لهم وبالمهم
واسرحهم يا الزمزرم حما
واختم على بخوا تمها
ربنا الحزغ قلوبنا بعد اذهب ديتنا وهب لنا من لدنك رحمة
انك انت الوهاب ربنا الغفران ولو والدى وللؤمنين يوم يقيوم
الحساب ربنا الغفران اذ نوبنا او اسرا فنا في امرنا وثبتت اقدامنا
والضررنا على القوم الكفرين انت ولی فی الدنیا والآخرة توفی
مسلا والحقیقی بالصالحین اللهم يا رب بجاه نبیک المصطفی
ورسولک المطضی طهر قلوبنا من كل وصف یباعد عن مشاهدتك
ومحبتك وامتناعی السنة والجماعة والشوق الى لقائك ياذا الجلال
والاکرام وافضل الصلوات والملل التحيات على اشرف المخلوقات
سیدنا محمد صاحب الشفاعات وجميع الانبياء والمرسلین والشهداء
والصلحین ومن تبعهم بیاحسان الى يوم الدين خصوصاً سیدی سید
وسیلیتی يوم وغدیری مولا فراس شید احمد الگنگھی رحمہم الله
تعالی وجميع مشائخنا الکرام رحمهم الله تعالی رحمة واسعة وعلینا
محمدی الدنیا والآخرة سیدی ریث رب العزة عما یصفون وسلم
على المسلمين والحمد لله رب العالمین ربنا قد قبل منا انك انت المیع
العلیم وتب علينا انك انت التواب الرحيم

آمين

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَنْزِلْهُ وَاجْهَ امْهَاتِ
الْمُؤْمِنِينَ وَذَرْسَيْتَهُ وَاهْلِيَّتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا بَرِّ الْهَمَيمِ
أَنْكَ حَمِيدَ حَمِيدَةَ
الْمَحْمُودَ كَمَا تَسْوِيْدَهُ وَرَاقَ بَنَارَسَخَهُ أَذْمَى الْمُجْرَمَ وَرَشَنَهُ ۱۳۲۶قَعْدَ شَدَمَ
الْمَسِيدَ وَالْمَسِيدَ حَسِينَ حَفَافَهُ التَّرْقَاعَلِيِّ فِي الدَّارَيْنَ -
آمِينَ - بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِجَمِيعِينَ -

كَتَبَهُ الْحَافِظُ لُؤُلُوْ المُسَيْدِ عَنْهُ بِحِيدُورِي

بِسْلَمَتِي كَلَا مُبَرِّ

اس کتاب میں :-
سَيِّدُ النَّبِيِّ السَّلَوْلِ مولانا ابوالفضل دہرنے
مشائخ خلافت پر سرکرت آلام بخش کرنے
خلفاء نسلیہ رضوان اللہ علیہم ہم جمین کی
خلافت حقہ قرآن مجید کی آیات کے ثابت
کی ہے یہ کتاب میں فیض باری اور تفسیر داری
اور آئینہ مذہب شیعہ کے رسائل بھی شائع
کئے گئے ہیں۔ علامہ اصہانی مجتبیہ نسبت
شیعہ کا فتویٰ دربارہ عدم جواز دینات مخفی
بھی شائع کیا گیا ہے قیمت آٹھ آنہ۔
تحقیقات سے ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا غلام
محمد نے میرزا شمس عینی جریدہ شمس الاسلام کے
قادیانی نہ بنی تھے نہیں نہ محدث تھے نہ ولی۔ بلکہ
مورسوم تھا اخدا، اس میں شایستہ محمد رمضان
قدادیانیوں کے رومن فتحی ہوئے ہیں قیمت ۴۰
دعا وی محض مرض مرض مایخولیا کے باعث تھے۔ یہ سالم
خوشیک قاریان مولک نہ جانتے جیسے طلب تاک
لے میرزا سیاست احمد قاریان عقاید پر مکمل تبصرہ اور تقدیم
قیمت ایک نعمتیہ۔

برق آسمانی بخش من قادیانی
یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرنے کرتے
شائیقین تحکم گئے تھے۔ الحمد للہ کہ زطبیع
سے آرستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائیقین
کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ مولانا ناطہ پورا حضور
بیوی کی پیغمبرتہ الارا تصنیف میر زایدؒ کا
ناطق بند کوئی نہیں۔ شائیقین بہت جلد طلب
کریں ورنہ ایڈیشن شانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔
قسمت دلائلت کے بارے کا مذکور آنے والے
مذکورہ مشايخ بگویں: پنجاب کے مشہور
مشاعلات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیاں لاکوں
کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر حال مفت
تقیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی
وسعی اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت
فی سنکڑہ سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ۔
آفتاب محلہ اثاث۔ مولفہ شیراز سلام
مولانا ابوالفضل دہری۔ اس کتاب میں سب
شیعہ کی حقیقت کامل طور پر واضح کی گئی ہے۔
شیعوں کے جملہ مطاعن۔ شیعوں کی فقہ
کے چناؤ نے سائل شیعوں کے اصول و
فرغ، الہامت کی صداقت پر قرآن و
حدیث۔ اقوال ایئہ سادات رکتب شیعہ کے
حوالہ سے پر زبردست دلائل بیان نہ کئے
ہیں۔ اس کتاب کے ذمہ یعنی شیعوں کے نور ایمان
یا نظمت لکھنے کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان
کے اختراضات کے جوابات نہایت شفافی
و شفاف۔ اس کے جواب سے حاجز آچکے ہیں۔
چار آنے والے

حقیقت کی شیعہ بولفہ قطبی شاہ صاحب
ذیب شیعہ کے ترتیب رازوی کا اکٹھا فی
سینکڑہ پانچ روپے۔ فی نسخہ امیک آنہ
رکھا تھا تواہیح بیشن رکعت تراجم
کا ثبوت قرآن۔ حدیث۔ اشارہ۔ اجماع امت
سے۔ فی سینکڑہ امیک روپہ فی نسخہ امیک روپہ
القریبہ آن ارسالہ حقایق قرآن کا
بلیغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ میرزا ایوب کے
مشاعلات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیاں لاکوں
کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر حال مفت
تقیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی
وسعی اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت
فی سنکڑہ سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ۔
آفتاب محلہ اثاث۔ مولفہ شیراز سلام
مولانا ابوالفضل دہری۔ اس کتاب میں سب
شیعہ کی حقیقت کامل طور پر واضح کی گئی ہے۔
شیعوں کے جملہ مطاعن۔ شیعوں کی فقہ
کے چناؤ نے سائل شیعوں کے اصول و
فرغ، الہامت کی صداقت پر قرآن و
حدیث۔ اقوال ایئہ سادات رکتب شیعہ کے
حوالہ سے پر زبردست دلائل بیان نہ کئے
ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ
میں زبردست حرہ کا کام و تھی ہے مجتہدوں
شیعہ اس کے جواب سے حاجز آچکے ہیں۔
شیعہ کے جملہ اختراضات کے ذمہ بخکش
جواب دیئے گئے قیمت تین روپے۔

مازیانہ عبَت یعنی (بعنود اور مقدرات تھا میانی)۔ اس کتاب میں اُن فوجداری مقدرات سرگردان رہ کر سات سو روپیہ جیانہ یا حجہ ماہ قید کے سڑا یاب ہوتے تھے۔ اُن واقعات تپیل دفع کتاب ہے جو دو ان مقدمہ کے موقع میں آتی ہے۔ مژا اصحاب کا اجلاس عدالت میں غسل کھا کر گزنا گھٹٹوں پاؤں پر کھڑا رہنا پیاس سے جاں بلب ہو کر پانی ناگنا اور یانی نہ بڑا غیر وغیرہ حالات قابل ہیں۔ مژا اصحاب اور ان کے ارکین عدالت مولوی نور الدین عینہ الکرم کے حفی سیامات میں دروغ بیانیاں نبوت اور خلافت کی فحی کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کتابت و طباعت و دینہ یہ مایلیں اُسٹ پیسیر گن۔ قیمت صرف ایک روپیہ

کشف الخطأ شیوں نے حال ہی میں ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں بذخم خود و تالیف کیا ہے کشف الخطاء میں قرآن۔ حدیث و کتب ذہبیہ عیمے سے ہاتھ پاندھ کر کرہیں۔ پڑھنے کا ثبوت شیوں کے پیشکارہ جملہ لا ایں کار و علاوه انہی شیوں کے دیگر مطاعن فرطائیں۔ فدک غیر کی بھی خصوصی انداز میں تزوید فرمائی ہے۔ موڑا مایل غلام حسن شاہ ہبھا و تیکر مسائل پیچی سائل تالیف فرمائی ہے ہیں ایک نو ایسے مصنف کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئی۔ اور کشف الخطاء کو حشریک نہ اوقت شیوں میں تقسیم کرنا چاہئی۔ قیمت فی نسخہ ۲۰

شمس الاسلام اُن دین کا ذائقہ بجا تے دالا۔ تکفیر کی ریخ کلی کرنے والا۔ علی و ادبی جواہرات سے مالا مال۔ رفض و میزراشت کے پرچھے ادا نے والا۔ حنفیت کا سچا مسئلہ۔ مخالفین کے سینکڑوں رسائل و اخبارات کا تہبا جواب دینے والا۔ ہر ہڈ کی قیم تاریخ کو بھیرہ دنچاپ سے شائع ہوتا ہے۔ ہر ہنگی اور سچے مسلم کا فرض ہے کہ اس کی ترقی تو سیع اشامت میں حصہ ہے۔ یہ رسالہ کسی فرد واحد کی طرف سے نہیں۔ بلکہ حزب الانصار جبی موقر تبلیغی انہم کی طرف سے جاری ہے جنہے سالانہ صرف ڈیڑھ روپیہ عہدہ مندرجہ بالا کتب کے طبق کا پتہ ہے:-

لیکھر رسالہ شمس الاسلام کبھیرہ (چیخا ب)

تسلیمی کتاب میں

حقیقت شیخ :- مولفہ یہر قطبی شاہ صاحب
نیب شیو کے سریت راز دل کا اکٹھا فی۔ فی
سینکڑا پانچ روپے۔ فی نسخہ ایک آنہ۔
رکھات تراہیخ میں رکھت تراہیخ کا
ثبوت قرآن حدیث انثار اجماع امت سے
فی سینکڑا ایک روپیہ۔

ہدایات القرآن :- عیسائیوں کے مشہور
رسالہ حقائق قرآن کا بیان رتو۔ نیز اس کا لئے کے
ذریعہ میزرا میوں کے مخالفات بھی دوڑھو سکتے ہیں
عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو
ہر سال مفت تقیم کرتے ہیں۔ نہ ہدایات القرآن
کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے قیمت
فی سینکڑا سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ
سُوادَّة میرزا مولفہ حاجی حسکیم اکثر
محمد علی صاحب۔ اکابر میں طبی دادل اور میرزا
صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ
میرزا غلام احمد قادری نہ بنی تختے نہیں۔ بلکہ
نہ ولی۔ بلکہ مرض ماخولیا کے مرضی تھے۔ ان کے
کل الہامات اور دعاوی مخفی مرض ماخولیا کے
باعث تھے۔ ہر سال فداوارہ مدد اضافہ کے طبع ٹوائے
جس میں مثل تکف میرزا یونیکی عین مجوہوں کا دندان سکھ جائے
دیا ہے۔ قیمت ۵

سیف الدین المخلول :- اس کتاب میں اولاً بالفضل تیر
تے مشارف ذات پرستہ آراجحت کر کے خلفاء
شاشر رضوان اللہ علیہم گنجین کی خلافت حقہ قرآن بید
کی آیات ثابت کی ہے۔ اہل قلب میں فیض باری اور زیر
داری اور آئینہ نہیں ہیں کہ رسائل بھی شائع کئے گئے
ہیں علام مصطفیٰ مجتبہ مدینہ شیعہ کاظمی دربارہ ۴۰
بخاری بدعات حرمہ بھی شائع کیا گیا ہے قیمت ۸۰
تحیر کیپ قادیان مولفہ جناب یہی صاحب
ماں اک خبار سیاست لاہور۔ قادیان کے مقام پر
مکمل تبصرہ اور رد۔ قیمت ۳۰۔ ایک روپیہ
حرمت تحریر داری کے متعلق شیعہ علماء و مجتبیان
کے خلافے۔ فی سینکڑا دو روپے رعنای
نگلمی جو اہم۔ گذشتہ چار پانچ سال کے رسائل
شمس الاسلام کے کچھ روپے موجود ہیں۔ یہ رسائل
بہت جلد نایاب ہو جائیں گے۔ اوپر کی قیمت پر
نہیں کیسیں گے۔ شایقین رعنای قیمت پر دواں
فی پچھے کے حساب سے منگو سکتے ہیں۔

دیہ ہجرت ساسلام - ہجرت کا پتہ :-

تبلیغی کتابیں

سو اخیات مطالعہ کرنے کے خواہشمند حضرات کے رسالہ کو قیمت چار آنہ طلب فرمائتے ہیں :-
 کشف التلپیس حصہ اول :- مؤلفہ سید ولادیت حین شاہ صاحب دلوی - یہ کتاب سلسلہ کتاب کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسی چند کا پیاس زائد طبع کرانی کئی گئی ہیں۔ شائقین جلدی طلب کریں۔
 شیخہ کا رسالہ "نور ایمان" کئی دفعہ طبع ہو چکا ہے اس کتاب کے ذریعہ شیعوں کے نور ایمان یا ظللت کی حقیقت واضح ہیگئی ہے ان کے اعتراضات کے بواہات ہمایت ملت و شاکٹی سے دئے گئے ہیں قیمت چار آنہ دھر،
 تازیہ بہت (رویہ داد مقدمات قابضی) اس کتاب میں ان فوجداری مقدماء کو روکو کی وجہ پر دفع ہے جن پر مذراۃ قادریان دوسرا نمبر دوسری رکرات سو روپیہ جزوی یا چھ ماہ قید کے سزا یا بہت سے تھے۔ ان تھیات کی تفصیل درج کتاب ہے جو دوڑ بیان مقدمہ کے قویں میں آتی ہے۔ مزاحا صاحب کا احلاں سیاست میں کھارگزنا۔ گھنٹوں پاؤں پر کھڑا رہنا۔ پیاسی جاں بلب ہو کر یا نامغلنا اور یا ناملینا وغیرہ وغیرہ حالات قابلیدی میں ہمرا صاحب اور ان کے اراکین اللہ مولوی تو زالین عبد الکریم کے حلقوی میامات میں فرع جیمانیاں نبوت اور خلافت کی قلعی کو لوئے کہیں کافی میں تیکات طیعت میدیں۔ شاریں اور پرستیں قیمت صرف ایک دسیروں میں ملے کا پتہ ہے۔ مفت حسرہ مفت الاسم بھیلوہ۔ (پنجاب)

مولفہ شیر اسلام مولانا ابو الفضل افراحت دیوار۔ اس کتاب میں شیعہ کی حقیقت کامل طور پر اپنے کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھناؤ نے سائیں شیعوں کے اصول فرقہ ایلہت کی صدقت پر قرآن وحدت اقوال آئیہ سادات (کتب شیعہ کے حوالہ سے) پر برد دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں بردست حریکہ کا حام دیتی ہے۔ مجتمدین شیعوں کے جواب عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے وہ انہیں جواب دئے گئے ہیں قیمت تین روپے دس تین برقی آسمانی برخ من قادیانی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے گرتے ثقین محدث کے سخت الحکمہ کے زیر طبع سے آرستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہے ہے مولانا ٹھوڑا احمد صاحب بھوی کی سیکھ لارا تصنیف میریبو کاظما طبقہ بند کر دی۔ شائقین بہت جلد طلب کریں ورنہ ایکشیش نامی کا انتظار کرنا یا گھکا۔ قیمت رلگت کے پاری صرف اٹھ آنہ راس مذکورہ مشايخ بچو یہ۔ بچا بک مشہور مردو نامور غذان کے تاریخی مستند حالات حضرت سولما محمد نصیر الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ملے ملے کا پتہ ہے۔ مفت حسرہ مفت الاسم بھیلوہ۔ (پنجاب)

باہنا جھوڑا جد گوئی ایک پرستہ پہلے شرمند سیکڑک پس سرگودھے سے چھپکر ذفرہ شمس الاسلام بھیرہ بیجا بہے شریعہ ہوا